چوپایوں کی حکومت
تصنیف
جارج اورویل
ترجمہ
پروفیسر جمیل اختر
FEROZSONS BOOK CORPORATION LIMITED

چوپایوں کی حکومت

(ایک طنزیہ نظریاتی ناول)

مُصنّف

جارج اورویل

ترجمہ

پروفیسر جمیل اختر خاں

فیروز سنز بک کارپوریشن لمیٹڈ لاہور

پہلی بار	1973
قیمت	3.75
تعداد	2000

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۔ باہتمام عبدالحمید خاں پرنٹر و پبلشر

مینر فارم کے مالک مسٹر جونز نے رات ہوجانے پر مرغیوں کے ڈربے بند تو کر دیئے لیکن نشے کی ترنگ میں کنڈی لگانا یاد نہ رہا۔ دستی لالٹین کو دائرے میں گردش دیتے ہوئے اُس نے آنگن کو پار کیا پھر پچھلے دروازے میں جوتے پھینک کر مٹکے سے بیر کا آخری گلاس چڑھایا اور اپنے پلنگ کی طرف بڑھ آیا جہاں سے مسز جونز کے خراٹوں کی آواز آرہی تھی۔

سونے کے کمرے کی روشنی گُل ہوتے ہی باڑے کی عمارتوں میں ایک ہلچل اور زندگی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ دن میں یہ بات تو سب کو معلوم ہی ہو چکی تھی کہ بوڑھے میجر نے گذشتہ رات ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے جسے وہ تمام جانوروں کو سنانا چاہتا ہے، ساتھ ہی یہ بات بھی طے ہو چکی تھی کہ مسٹر جونز کے سوتے ہی تمام جانور بڑے کھلیان میں جمع ہو جائیں گے۔ بوڑھا میجر (یہ اُس کا پیار کا نام تھا ورنہ اُسے تو حسن ولنگڈن کے نام سے نمائش کے لئے پیش کیا گیا تھا) فارم کے تمام جانوروں میں اس قدر باعزت ومحترم سمجھا جاتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک فوراً اس کے لئے تیار ہو گیا کہ اپنی نیند کا ایک گھنٹہ اس کی بات سننے کی نذر کر دے۔

میجر بڑے کھلیان کے ایک گوشے میں ابھرے ہوئے پلیٹ فارم پر پیال کے

بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ بلی سے لٹکتی ہوئی لالٹین بالکل اس کے اوپر تھی۔ وہ کوئی بارہ برس
کا ہوگا۔ پچھلے کچھ دنوں سے قدرے بھاری پڑ گیا تھا مگر اس کے باوصف اب بھی
ایک شاندار سور تھا اور بے ترتیب مونچھوں کے باوجود اس کے چہرے سے ذہانت
اور وقار ٹپکتا تھا۔

جانوروں نے مقررہ وقت سے کافی دیر پہلے آ کر اپنے خاص انداز سے بیٹھنا
شروع کر دیا۔ پہلے تینوں کتے۔ بلو بیل، جیسی اور پنچر آئے۔ ان کے بعد سور اندر
داخل ہوئے جنھوں نے آتے ہی چبوترے کے سامنے پیال پر جگہ سنبھال لی۔ مرغیوں
کو دریچوں میں جگہ ملی۔ کبوتر پھڑپھڑا کر کڑی پر بیٹھ گئے۔ بھیڑیں اور گائیں
سوروں کے پیچھے آرام سے لیٹ گئیں اور انھوں نے جگالی شروع کر دی۔

گاڑی میں جتنے والے دونوں گھوڑے کلوور اور بوکسر ایک ساتھ آئے۔
وہ اپنے بڑے بڑے بالوں اور سموں کو سنبھال سنبھال کر رکھ رہے تھے تاکہ پیال
میں بیٹھا ہوا کوئی ننھا منا جانور زد میں نہ آ جائے۔ کلوور ایک شہ زور اور
بھاری بھرکم گھوڑی تھی جو اپنی آدھی طبعی عمر کو پہنچ چکی تھی اور چوتھے بچے کی
پیدائش کے بعد سے اس کی شکل و صورت پہلے سے کچھ مختلف ہو گئی تھی۔

بوکسر ایک قوی ہیکل اور بھاری جانور تھا۔ تقریباً اٹھارہ ہاتھ اونچا اور
دو گھوڑوں کے برابر مضبوط۔ دائیں رخسار کی طرف سے ناک تک پہنچنے والی سفید دھاری
کے سبب وہ یک گونہ احمق نظر آتا تھا اور یہ سچ بھی تھا۔ وہ اول درجہ کی ذہانت
سے محروم تھا۔ لوگوں میں اس کی مقبولیت کی اصل وجہ کردار کی پختگی اور اعلیٰ کارکردگی
تھی۔

گھوڑوں کے بعد سفید بکری میوریل آئی اور اس کے بعد گدھا بنجمن
وہ باڑے کا سب سے پرانا اور سب سے بدمزاج جانور تھا۔ زیادہ تر چپ چاپ رہتا
لیکن جب بھی بولتا تو جلی کٹی سنائے بغیر نہ رہتا۔ مثلاً اس کا کہنا تھا کہ خدا نے اسے
دُم اس لیے دی ہے کہ وہ مکھیاں اڑا سکے لیکن جلد ہی نہ اس کی دم باقی رہے گی
نہ مکھیاں۔

باڑے کے جانوروں میں وہ واحد اور ضرورت سے زیادہ سنجیدہ جانور
تھا۔ اگر کبھی اس سے اس کی بابت پوچھا جاتا تو اس کا جواب تیار تھا کہ اسے کوئی ایسی
چیز نظر نہیں آتی جس پر ہنسا جا سکے۔ ان اختلافات کے باوجود وہ باکسر سے بہت قریب
تھا حالانکہ اس نے کبھی واضح الفاظ میں اس کا اعتراف نہیں کیا تھا۔ وہ دونوں
اتوار کا دن باغیچے کے قریب چھوٹے سے کشت زار میں ساتھ ساتھ چرتے ہوئے گزارتے
اور عموماً دونوں خاموش ہی رہتے تھے۔

دونوں گھوڑے ابھی آ کر بیٹھے ہی تھے کہ بطخ کے بچوں کا ایک جھنڈ اندر
داخل ہوا۔ ان بچوں نے کچھ دیر چوں چوں کر کے ادھر ادھر ایسی جگہوں کی تلاش
میں نظر دوڑائی جہاں وہ پیروں تلے آنے سے محفوظ رہ سکتے۔ کلوور نے اپنی اگلی
ٹانگوں کی مدد سے ایک دیوار سی کھڑی کر دی، وہ ان کے بیچ میں آرام سے بیٹھ گئے۔
اور تھوڑی ہی دیر بعد نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔

سب سے آخر میں مسٹر جونز کی ٹم ٹم میں جتنے والی سفید، خوبصورت مگر بیوقوف
گھوڑی آہستہ خرامی اور ایک انداز خاص سے گنے کا ٹکڑا چوستی ہوئی آ پہنچی۔ اس
نے اگلی صف میں جگہ بنائی اور اپنی گردن کے سفید بالوں کو اس انداز سے لہرانے

لگی تاکہ سب اس کی گردن میں پڑے ہوئے سُرخ پٹے کی طرف دیکھنے لگیں۔

سب کے بعد آنے والوں میں بلی تھی جس نے حسبِ معمول نرم گرم جگہ کی تلاش میں ادھر اُدھر دیکھا، کلوور اور بوکسر کے درمیان کی خالی جگہ میں بیٹھ گئی اور میجر کی پوری تقریر کے دوران ایک بھی لفظ سنے بغیر خرخر کرتی رہی۔

غرض پالتو پہاڑی کوے موسس کے سوا، جو پچھلے دروازے کی چھتی پر سوتا رہ گیا تھا، سب جانور آچکے تھے جب میجر نے اطمینان کر لیا کہ سب آرام کے ساتھ بیٹھ چکے اور اب پوری توجہ سے اس کو سننے کے منتظر ہیں تو پہلے تو اس نے کھنکار کر گلا صاف کیا پھر یوں بولا۔

ساتھیو!

تم نے اس عجیب خواب کے بارے میں تو سنا ہی ہے جو میں نے پچھلی رات دیکھا تھا۔ میں اس خواب کے بارے میں بعد میں بات کرونگا، پہلے مجھے کچھ اور باتیں کرنی ہیں۔ ساتھیو! میرا خیال ہے کہ اب میں زیادہ عرصہ تک آپ کے ساتھ زندہ رہ سکوں گا، میرا آخری وقت قریب آلگا ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مرنے سے پہلے وہ تمام تجربات جو میں نے اس زندگی میں حاصل کئے ہیں ان سے آپ کو آگاہ کرتا جاؤں۔ مجھے ایک طویل عمر میسر ہوئی اور کافی غور و فکر کا موقع بھی ملا لہٰذا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ مجھے اس زمین پر زندگی کی نوعیت اور یہاں رہنے والے جانوروں کی فطرت سے گہری واقفیت ہے اور اس وقت میں اسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ساتھیو! ہماری اس زندگی کی نوعیت کیا ہے؟ آؤ ذرا اس کا جائزہ لیں!

ہماری زندگیاں سخت، قابلِ رحم اور مختصر ہوتی ہیں، ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہمیں کھانے کو صرف اس قدر دیا جاتا ہے کہ زندہ رہ سکیں، ہم میں سے جو محنت کرنے کے قابل رہتے ہیں انھیں آخری دم تک کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور جیسے ہی ہماری کام کی قوت اور افادیت ختم ہونے لگتی ہے ہمیں انتہائی بے رحمی سے ذبح کر ڈالا جاتا ہے۔

انگلستان میں ایک سال سے زائد عمر کے کسی بھی جانور کو خوشی اور آرام کے معنی تک معلوم نہیں، کوئی جانور آزاد نہیں ہے سچّی اور صاف بات تو یہ ہے کہ ایک جانور کی زندگی سوائے غلامی اور عذاب محنت کے کچھ بھی نہیں۔ کیا یہ سب کچھ سادہ قانون فطرت کے مطابق ہے؟ کیا یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہمارا ملک اتنا غریب ہے کہ اپنے باشندوں کے لئے ایک بہتر اور اچھی زندگی کے مواقع فراہم نہیں کر سکتا؟ نہیں ساتھیو ایک بار نہیں ہزار بار نہیں۔ انگلستان کی زمین زرخیز ہے اس کی آب و ہوا عمدہ ہے اور اس میں اس قدر غلّہ پیدا کرنے کی گنجائش ہے کہ موجودہ تعداد سے کہیں زیادہ جانوروں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ صرف ہمارا باڑہ ہی ایک درجن گھوڑوں، بیس گایوں اور سیکڑوں بھیڑوں کی کفالت کر سکتا ہے اور وہ بھی اس قدر آرام اور عزت کی زندگی، جس کا ہم تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ تو پھر آخر ہم کیوں اس قدر تکلیف دہ صورتحال کو جاری رکھیں؟ مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری محنت سے حاصل شدہ ثمرہ کا بیشتر حصّہ تو انسان غصب

کرلیتا ہے اور یہی ہماری مشکلات اور مسائل کا سبب ہے جو ایک
لفظ "انسان" میں سمیٹا جاسکتا ہے۔ انسان ہی ہمارا اصلی دشمن ہے لہٰذا
انسان کو ہٹا دو اور بھوک اور کثرتِ کار جیسے بنیادی مسائل سے ہمیشہ
کے لئے چھٹکارا حاصل کرلو!

انسان وہ واحد مخلوق ہے جو بغیر پیدا کئے خرچ کرتا ہے۔ وہ نہ
دودھ دیتا ہے اور نہ انڈے سیتا ہے اس میں ہل چلانے کی بھی قوت
نہیں اور نہ وہ اتنا تیز رفتار ہے کہ خرگوش تک کو پکڑ سکے۔ اسکے
باوجود وہ تمام جانوروں کا آقا ہے۔ ان جانوروں سے کام لیتا ہے اور
اس کے بدلے انھیں اتنا قلیل حصّہ دیتا ہے کہ وہ صرف زندہ رہ سکیں
بقیہ تمام حصّے پر وہ خود قابض اور متصرف رہتا ہے۔

ہم زمین جوتتے ہیں، ہمارا گوبر اسے زرخیز بناتا ہے۔ اس پر بھی
ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے پاس سوائے کھال کے اور کچھ ہو۔
اے گایو! تم جو اس وقت میرے سامنے بیٹھی ہو تم نے پچھلے سال ہزاروں
من دودھ دیا آخر اس دودھ کا ہوا کیا؟ وہ دودھ جو صحت مند بچھڑوں کو
پلانے کے کام آتا۔ اس کا ایک ایک قطرہ ہمارے دشمنوں کے حلق سے نیچے
اُتر گیا۔ اور اے مرغیو! پچھلے سال تم نے کتنے انڈے دیئے اُن میں سے کتنے
انڈے چوزوں کی شکل اختیار کر سکے؟ ہاں تمام انڈے بازار میں فروخت ہوگئے
اور اس طرح جونز اور اس کے آدمیوں کے لئے رقم فراہم ہوئی۔ اور کلوور۔
تمھارے وہ چاروں بچھڑے کیا ہوئے جو تمھارے بڑھاپے میں عافیت کا سامان اور

سہارا ہوتے؟ ان میں سے ہر ایک سال بھر کا ہوتے ہی فروخت کردیا
گیا اور اب تم ان میں سے کسی کو بھی نہ دیکھ سکو گی۔ ان چار زچگیوں اور
کھیتوں میں سخت محنت کے صلہ میں تمھیں ملا تو کیا، صرف تھوڑی سی
خوراک اور ایک تھان!

ہماری قابلِ رحم زندگیاں بھی اپنی طبعی حد تک نہیں پہنچ پاتیں
اپنی حد تک تو میں کوئی گلا نہیں کروں گا کیونکہ میرا شمار، خوش قسمتوں
میں سے ہے، میری عمر بارہ برس ہے اور میرے چار سو سے زیادہ
بچے ہوئے لیکن یہ تو ایک سور کی فطری زندگی ہے اور کوئی جانور
اپنی آخری عمر تک شاید ہی بے رحم چھری کی زد سے محفوظ رہا ہو
یہ ننھے ننھے پالتو سور کے بچے جو میرے سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے
ہر ایک سال کے اندر اندر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اس
ہیبت ناک انجام سے ہم سب کو لازماً دوچار ہونا ہے۔ گایوں، سوروں
مرغیوں، بھیڑوں، سب کو، ہر ایک کو حتیٰ کہ گھوڑوں اور کتّوں کا
انجام بھی یہی ہے اور بوکسر! جس دن تمھارے قوی اعصاب جواب
دینے لگے، جونز تمھیں گھوڑ قصائی کے ہاتھ بیچ ڈالے گا جو تمھاری گردن
کاٹ کر اور تمھارا گوشت اُبال کر لومڑی کا شکار کرنے والے
کتّوں کو کھلا دے گا۔ رہے کتّے تو جب ان کے دانت گر جائیں
گے اور یہ بوڑھے ہو جائیں گے تو جونز ان کے گلے میں پتھر
باندھ کر کسی قریبی تالاب میں ڈبو دے گا۔

ساتھیو! کیا اب بھی یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ ہماری
اس زندگی کی تمام آفتوں اور مصیبتوں کا ذمّہ دار ظالم اور متشدد
انسان ہے؟ انسان سے چھٹکارا پالو تو ہماری محنت کا پھل خود
ہمارا ہوگا۔ ہم راتوں رات آزاد اور مالدار بن سکتے ہیں۔
لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں اس کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ میں
کہتا ہوں کہ انسانی تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے لئے دن رات
جان توڑ محنت کریں۔

ساتھیو! تمھارے لئے میرا یہی پیغام ہے، انقلاب، میں
نہیں بتا سکتا کہ انقلاب کب آئے گا۔ انقلاب ایک ہفتہ میں
بھی آ سکتا ہے اور سو سال بھی لے سکتا ہے لیکن یہ بات میں ضرور
یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، اتنے یقین سے جیسے یہ میرے پاؤں کے
نیچے کا تنکا جسے میں دیکھ سکتا ہوں، کہ جلد یا بدیر انصاف ضرور
ہوگا۔ ساتھیو! اپنی زندگی کے بقیہ دن اس کے حصول کے لئے وقف
کردو اور ساتھ ہی میرا یہ پیغام اُن تک بھی پہنچا دو جو تمھارے بعد
آنے والے ہیں تاکہ آئندہ نسلیں اس جہدِ عظیم کو اس وقت تک
جاری رکھ سکیں جب تک وہ کامران نہ ہو جائیں۔

اور میرے ساتھیو! یاد رکھو کہ تمھارے ارادوں میں کبھی بھی ڈھیل
نہیں آنا چاہیئے، کسی بھی قسم کی دلیل سے تمھیں گمراہ نہ ہونا چاہیئے
اُن کی اس بات پر کبھی بھی کان نہ دھرو کہ انسان اور جانوروں

کا مفاد مشترک ہے اور ایک کی خوشحالی دوسرے کی خوشحالی ہے
یہ سب صریحی جھوٹ ہے۔ انسان اپنے سوا کسی دوسرے جاندار کا
دوست نہیں۔ ہم سب جانوروں کی برادری میں زبردست اتحاد
اور اس جدوجہد عظیم میں ہمہ تن رفاقت ضروری ہے۔ تمام انسان
دشمن ہیں اور تمام جانور بھائی بھائی!

اس موقع پر زوردار نعرے لگائے گئے۔

میجر کی تقریر کے دوران چار بڑے بڑے چوہے اپنے سوراخوں
سے نکل کر، پچھلی ٹانگوں پر بیٹھے ہوئے اس کی تقریر سن رہے تھے۔
اچانک کتوں کی اُن پر نظر پڑ گئی اور بے چارے چوہے تیزی
سے اپنے سوراخوں میں گھس کر ہی اپنی جان بچا سکے۔ میجر نے اپنا پنجہ اٹھا
کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر کہنا شروع کیا۔

ساتھیو! ایک مسئلہ اور ہے جس کا اس وقت طے ہو جانا
ضروری ہے۔ وہ یہ کہ آیا جنگلی جانور جیسے چوہے اور خرگوش ہمارے
دوست ہیں یا دشمن؟ ہمیں اس سلسلے میں رائے شماری کرانا
چاہیئے۔ میں اس مسئلہ کو اہل جلسہ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کیا چوہے
ہمارے دوست ہیں؟

رائے شماری سے فوراً ہی فیصلہ ہو گیا اور غالب اکثریت سے
طے پایا کہ چوہے بھی ساتھی ہیں صرف چار ووٹ مخالفت میں پڑے
جن میں سے تین کتوں کے تھے اور ایک بلّی کا، جن کے بارے میں

بعد میں علم ہوا کہ انھوں نے دونوں طرف ووٹ ڈالے تھے۔

میجر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔

مجھے اب اور کچھ نہیں کہنا ہے، صرف اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ ہمیشہ انسان کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کے طور طریق کو بھی، جو بھی دو ٹانگوں پر چلتا ہے، ہمارا دشمن ہے اور جس کے چار ٹانگیں یا پیر ہیں ہمارا دوست ہے۔ یاد رکھو انسان سے جنگ کے دوران تمھارے طور طریقے اس سے مشابہ نہیں ہونا چاہئیں حتیٰ کہ جب تم اس پر پوری طرح قابو پالو اس وقت بھی اُسکے طور طریقوں کو اختیار نہیں کرنا۔ کوئی جانور کبھی مکان میں نہ رہے، نہ کبھی بستر پر سوئے اور نہ کبھی کپڑے پہنے، نہ شراب پیئے اور نہ سگریٹ۔ نہ کبھی روپے کو ہاتھ لگائے اور نہ تجارت کرے۔ تمام انسانی عادات برائی سے مملو ہیں۔ سب سے اہم بات یہ کہ کوئی جانور کبھی کسی دوسرے جانور پر ظلم نہ کرے۔ کمزور ہوں یا مضبوط، چالاک ہوں یا سادہ لوح، ہم سب بھائی بھائی ہیں، کسی جانور کو کبھی بھی دوسرے جانور کو نہیں مارنا چاہیئے۔ تمام جانور برابر ہیں۔

اور ساتھیو اب میں تمھیں اپنا پچھلی رات کا خواب سناتا ہوں حالانکہ اس کو پوری طرح تمھیں نہیں سُنا سکتا کیونکہ یہ خواب اس دور کی زمین کا ہے جب اس پر انسان باقی نہیں رہے گا لیکن اس نے مجھے بہت سی ایسی باتیں یاد دلائیں جنھیں میں عرصہ

سے بھولے ہوئے تھا۔ کئی سال گزرے جب میں ایک ننھا سا سور تھا، میری ماں اور دوسری سورنیاں ایک پرانا گیت گایا کرتی تھیں، جنھیں صرف اس کی دھن اور ابتدائی تین لفظ یاد تھے۔ مجھے بھی بچپن میں اس گیت کی دھن یاد تھی مگر ایک عرصے سے میں اُسے بھول چکا تھا لیکن اس خواب سے وہ دھن پھر مجھے یاد آگئی اور نہ صرف دھن ہی بلکہ گیت کے الفاظ بھی یاد آگئے، وہ الفاظ جن کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ انھیں عہد قدیم کے جانور گاتے ہوں گے اور جنھیں ہم نسل ہا نسل سے بھلا چکے ہیں۔ ساتھیو! وہ گیت میں اب آپ کو گا کر سناؤں گا، لیکن جب میں تمھیں اس کی دُھن سکھلا دونگا تو تم لے بہتر طور پر گا سکو گے۔ اس کا نام ہے "انگلستان کے چوپائے"۔

بوڑھے میجر نے اپنا گلا صاف کیا اور گانا شروع کیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا اس کی آواز کرخت ضرور تھی مگر اس کے باوجود اُس نے اچھی طرح گایا۔ اس کی دھن بہت ولولہ انگیز تھی جیسے "کلیمنٹائن" اور "لاکگریک" کے درمیان کی چیز کہہ سکتے ہیں۔ گیت کے بول تھے۔

انگلستان کے چوپایو، آئرلینڈ کے چوپایو

ہر ملک اور ہر خطے کے چوپایو

مستقبل کے سنہری زمانے میں

آنے والے مژدے سنو!
جلد یا بدیر وہ دن آرہا ہے
جب جابر انسان نکال باہر کیا جائے گا
اور انگلستان کے زرخیز کشت زار
صرف جانوروں کے لئے ہونگے
ہمارے دہانوں سے لگامیں غائب ہونگی
اور ہماری مٹھیوں پر ساز اور تسمے نہیں ہونگے
زین اور مہمیز کو زنگ لگ جائے گا۔
اور پھر ظالم کوڑے ہم پر نہیں برسیں گے
دولت کی فراوانی ہوگی جسے ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔
گیہوں اور جو، دلیا اور خشک گھاس
سیم، لوبیا اور چارہ گھاس
سب ہمارے لئے ہوں گے
انگلستان کے کھیت روشنی سے جگمگائیں گے۔
اور ان کا پانی شفاف ہوگا
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چلے گی
جس دن ہم آزاد ہونگے
اس دن کے لئے ہم سب محنت کریں گے
چاہے اس کے آنے سے پہلے ہم مرہی کیوں نہ جائیں

گائیں اور گھوڑے، ہنس اور فیل مرغ
سب کو آزادی کے لئے جدوجہد کرنا چاہیے
انگلستان کے چوپاؤ
آئرلینڈ کے چوپاؤ
ہر ملک اور ہر خطے کے چوپاؤ
مستقبل میں آنے والے سنہری زمانے کے
ان مژدوں کو ہر طرف پھیلاؤ

اس گیت کے گائے جانے سے جانوروں میں ایک قسم کا جوش و خروش پیدا ہوگیا۔ جب بوڑھا میجر گیت کے آخری بند تک پہنچا تو وہ سب مل کر اس کے ساتھ گانے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے احمق ترین جانوروں نے بھی دھن اور کچھ نہ کچھ لفظ یاد کر لئے اور جہاں تک چالاک جانوروں کا تعلق ہے مثلاً کتے اور سور، تو انھوں نے تو پورا گیت ازبر کرلیا۔ پھر تھوڑی سی ابتدائی مشق کے بعد پورا باڑہ "انگلستان کے چوپایے" کو پورے جوش و خروش سے گاتا سنائی دینے لگا۔ گائیں ڈکرائیں، گھوڑے ہنہنائے، بطخیں کرکرائیں، بھیڑیں ممیائیں اور کتوں نے رونے کے انداز سے نغمہ سرائی شروع کی۔ وہ اس گیت سے اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے اسے پانچ بار لگاتار گایا اور اگر مداخلت نہ کی جاتی تو ساری رات گاتے رہتے۔

لیکن بدقسمتی سے اس چیخ چنگھاڑ سے مسٹر جونز کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اپنے بستر سے کود کر اترے اور اس یقین کے ساتھ کہ باڑہ میں لومڑی گھس آئی ہے انھوں نے خوابگاہ کے ایک کونے سے بندوق اٹھائی جو ہمیشہ وہاں رکھی رہتی تھی اور اندھیرے میں چھ نمبر کے چھرّوں سے کئی فائر کر دیئے۔ چھرّے کی گولیاں باڑہ کی دیوار میں دھنس گئیں اور جلسہ جلدی سے برخاست ہو گیا ہر ایک اپنے سونے کے ٹھکانے کی طرف بھاگا۔ پرندے اپنی چھتریوں میں گھس گئے، جانور پیال میں دھنس گئے اور سارا باڑہ ذرا سی دیر میں نیند کے سکوت میں ڈوب گیا۔

تیسرے دن بوڑھا میجر سوتے میں اطمینان و سکون کے ساتھ رگیا اس کی لاش باغیچہ کے ایک کونے میں دفن کردی گئی۔
یہ مارچ کی شروعات کا ذکر ہے۔ اگلے تین مہینوں تک جانوروں ں خفیہ سرگرمیاں جاری رہیں۔ میجر کی تقریر نے باڑے کے نسبتاً سمجھدار بانوروں کے سامنے زندگی کا ایک نیا زاویہ پیش کر دیا تھا۔ وہ اس ے تو نلد اقف تھے کہ میجر نے جس انقلاب کی بشارت دی تھی وہ لب آئے گا اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ بات ان کے حاشیۂ خیال ں بھی نہیں تھی کہ ایسا اُن کی اپنی زندگی میں ممکن ہے؛ لیکن وہ ب اس بات کو ضرور محسوس کرتے بکہ اس انقلاب کی تیاری ان فریضہ ہے۔ دوسروں کو سکھانے پڑھانے اور منظم کرنے کا فرض زمی طور پر سوروں کے سپرد ہوا کیونکہ انھیں عام طور پر تمام نوروں میں سب سے زیادہ عقل مند اور ذہین سمجھا جاتا تھا۔ ن سوروں میں دو جوان سور زیادہ نمایاں تھے ایک اسنوبال ر دوسرا نپولین انھیں مسٹر جونز فروخت کرنے کی نیت سے

تیار کر رہے تھے۔ نپولین لمبا چوڑا اور آتش مزاج برکشائر کا سور
تھا ، پورے فارم میں اکلوتا برکشائر کا سور ، جو بولتا کم تھا لیکن کام
کرنے کے سلیقے کے باعث خاص شہرت رکھتا تھا۔ اسنوبال نپولین
سے کہیں زیادہ جوشیلا سور تھا ساتھ ہی وہ خوش بیان اور جدت پسند
بھی تھا۔ لیکن عام طور پر اتنا صاحب کردار نہ سمجھا جاتا جتنا نپولین۔

باڑے کے تمام نر سور ذبح کرنے کی نیت سے پالے گئے تھے
ان میں سب سے معروف ایک چھوٹا سا موٹا سور تھا جس کا نام
اسکوئلر تھا۔ گول گول گالوں ، چمکتی آنکھوں ، حرکات وسکنات میں چستی
چالاکی اور باریک آواز رکھنے والا۔ وہ غضب کا لسّان تھا اور
جب کسی مشکل مسئلہ پر بحث کرتا تو ایک خاص انداز سے ادھر
اُدھر اُچکتا اور کودتا رہتا اور اپنی دُم کو ایک ترغیب انگیز انداز
سے ہلاتا رہتا تھا۔ سارے باڑے میں اُس کے بارے میں یہ بات
مشہور تھی کہ وہ سیاہ کو سفید میں تبدیل کر سکتا ہے۔

ان تینوں نے آپس میں مل کر بوڑھے میجر کی تعلیمات کو ایک
مکمل نظامِ خیال کی صورت دیدی اور اس کو "جانوریت" کا نام عطا کیا۔
ہفتے میں کئی کئی بار وہ مسٹر جونز کے سوتے ہی باڑہ میں خفیہ اجلاس
کرتے اور دوسروں کے سامنے جانوریت کے اصولوں کی وضاحت کیا
کرتے۔ شروع میں انھیں سادہ لوحی اور بے تعلقی کا بھی سامنا کرنا پڑا
کچھ جانوروں نے مسٹر جونز سے وفاداری کا تذکرہ بھی کیا اور اُسے اپنا

آقا بتاتے ہوئے کہا کہ وہ ہمیں رزق دیتا ہے۔ اگر وہ نہ رہا تو ہم
سب بھوکوں مرجائیں گے۔ کچھ نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ جب ہم ہی
نہ رہیں گے تو مصیبت کیوں جھیلیں اور پھر جب بغاوت ہونا ہی ہے تو
ہم اس کے لئے کام کریں یا نہ کریں اس سے کوئی فرق تو پڑے گا
نہیں۔ سوروں کو ایسے مواقع پر انھیں یہ سمجھانے میں بڑی دقت
پیش آئی کہ یہ سب باتیں "جانوریت" کی روح کے سراسر منافی
ہیں سب سے زیادہ احمقانہ سوال سفید گھوڑی مولی نے کیے۔ اس نے
سب سے پہلا سوال اسنوبال سے یہ کیا۔

"کیا انقلاب کے بعد بھی شکر میسّر آسکے گی؟"

اسنوبال نے بڑے یقینی انداز سے کہا۔ "نہیں ، ہمارے پاس
باڑہ میں شکر بنانے کا کوئی انتظام نہیں ہے اس کے علاوہ تمہیں شکر
کی ضرورت بھی کیا ہوگی۔ تمھیں حسبِ ضرورت دانہ گھاس فراہم ہوتے
رہیں گے۔"

مولی نے ایک اور بات پوچھی۔

"کیا مجھے اپنی ایال میں فیتہ لگانے کی اجازت ہوگی؟"

اسنوبال نے جواب دیا۔

"ساتھیو! تم جس فیتہ کے اس قدر عادی ہو ، وہ دراصل غلامی
کی علامت ہے۔ کیا تمھیں یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ آزادی ایک فیتہ سے
زیادہ قیمتی ہے۔"

مولی نے بات تو مان لی مگر اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو
تھا کہ وہ پوری طرح مطمئن نہیں ہوئی۔

اس سلسلے میں سوروں کو زیادہ پریشانی پہاڑی کوّے موسس
کی پھیلائی ہوئی افواہوں کی تردید میں اٹھانا پڑی۔ وہ مسٹر جونز کا چہیتا
تھا، لُٹھیا اور کہانی ساز، اسی کے ساتھ ساتھ وہ بڑا سمجھدار اور باتو
بھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ پراسرار ملک "کوہ قند" سے بھی واقف
ہے۔ مرنے کے بعد سارے جانور وہاں جاتے ہیں۔ یہ ملک آسمان میں
بادلوں سے اوپر کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ کوہ قند میں پورے ہفتے چھٹی پڑ
رہتی ہے، سارے سال تازہ گھاس میسر رہتی ہے اور باڑوں میں اکھ
کے بیج اور گنے اُگتے ہیں۔ تمام جانور موسس سے نفرت کرتے تھے
کیونکہ وہ صرف کہانیاں بیان کیا کرتا اور کام کو ہاتھ نہ لگاتا لیکن
اُن میں سے کچھ کوہ قند کے بارے میں خوش عقیدہ تھے جن کے
ذہن سے یہ بات نکالنے میں سوروں کو بڑی مشکل پیش آئی کہ
اس قسم کے ملک کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

سوروں کے سب سے زیادہ وفادار معتقد گاڑی کھینچنے والے
گھوڑے بوکسر اور کلوور تھے کیونکہ یہ دونوں بطور خود کچھ سوچنے کے
قابل ہی نہیں تھے لہذا ایک بار جب انھوں نے سوروں کو اپنا اتا
تسلیم کرلیا تو پھر ہر چیز کو بے چون وچرا تسلیم کرنے لگے اور باڑے
کے دوسرے جانوروں تک پہنچانے لگے۔ وہ کھلیان میں ہونے والے

کسی بھی خفیہ جلسے سے کبھی غیر حاضر نہ ہوتے، بلکہ جلسے کے اختتام پر
"انگلستان کے چوپایے" کے گانے میں پیش پیش رہتے تھے۔

بغاوت خلاف توقع بہت جلد اور بغیر کسی دقت کے عمل میں
آگئی۔

مسٹر جونز ایک سخت گیر لیکن محنتی اور سمجھدار کاشت کار کی
حیثیت سے مشہور تھے۔ پچھلے چند برسوں میں بدحالی کا شکار ہوگئے تھے
اور ایک مقدمہ ہار جانے کے بعد سے تو انھوں نے انتہائی شکستہ دل
ہوکر ضرورت سے زیادہ شراب نوشی شروع کردی تھی۔ سارے دن
وہ باورچی خانے میں آرام کرسی پر پڑے پڑے پیا کرتے، اخبار پڑھتے رہتے
اور کبھی کبھی موسس کو بھی بیئر میں بھیگی ہوئی ڈبل روٹی کے ٹکڑے
کھلاتے تھے۔ نتیجے میں اُن کے ملازم سست، کاہل اور بددیانت ہوگئے۔
کھیت خودرو گھاس سے بھر گئے، عمارتیں مرمت طلب ہوگئیں، باڑیں
لاپرواہی سے ناتراشیدہ اور جانور کم خوراکی کا شکار ہوکر بھوکے مرنے لگے۔

آہستہ آہستہ جون کا مہینہ آلگا، گھاس کٹائی کے لئے تیار ہوگئی
گرمیوں کی ایک شام، ہفتے کے دن مسٹر جونز ولنگڈن گئے۔ وہاں انھوں
نے اتنی شراب پی کہ اتوار کی سہ پہر تک واپس نہ پہنچ سکے۔ ملازم علی الصباح
گائیں دُوہ کر جانوروں کو کھلائے پلائے بغیر خرگوش پکڑنے
چلے گئے۔

مسٹر جونز واپس آتے ہی سونے کے لئے ڈرائنگ روم کے

صوفے پر جا لیٹے اور اپنے چہرہ پر "اخبار" رکھ کر سو گئے۔ نتیجہ یہ نکل
شام تک جانور بھوکے پیاسے پڑے رہے۔ آخر کار ان کی برداشت
حد ہو گئی۔ ایک گائے نے اپنے سینگوں کی مدد سے گودام کی چھت
گرا دیا پھر تو سب جانور اپنے اپنے تھان سے باہر نکل پڑے۔ ا
وقت مسٹر جونز کی آنکھ کھل گئی اور وہ اپنے چار ملازموں کے سا
ہاتھ میں کوڑے لے کر گودام میں جا گھسے اور جانوروں پر کوڑے بر
لگے۔ بھوکے جانوروں کے لئے یہ سب کچھ اب ناقابل برداشت تھا
انہوں نے اگرچہ اس کے بارے میں پہلے سے کچھ نہ سوچا تھا اور نہ منص
بندی کی تھی لیکن وہ سب کے سب متحد ہو کر اُن پر ٹوٹ پڑے ا
جونز اور ان کے ملازموں نے چاروں طرف سے اپنے آپ کو جانورو
کے سینگوں اور لاتوں کی زد پر پایا، پھر تو صورتحال اُن کے قابو میں نہ
انہوں نے جانوروں کو کبھی اس طرح بے قابو نہ دیکھا تھا، آج ان
دیدہ دلیری نے، جنہیں وہ زدوکوب کرنے کے عادی تھے، انھیں خو
اور حواس باختہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک تو انھوں نے مقابلہ کی کوشش
کی آخر کار بھاگتے ہی بن پڑی اور چند ہی لمحے بعد وہ پانچوں
راستے پر دوڑتے ہوئے بڑی سڑک کی طرف جا رہے تھے اور جانو
فتحمندانہ انداز سے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔

مسز جونز نے اپنی خوابگاہ کی کھڑکی سے باہر جھانکا تو یہ ہنگامہ
آیا۔ انہوں نے بھی جلدی جلدی چند ضروری استعمال کی چیزیں ایک

ٹاٹ کے تھیلے میں ڈالیں اور دوسرے راستے سے چپکے سے باڑہ
سے باہر آگئیں۔ موسس بھی اپنی چھتری سے اُڑا اور چیختا ہوا
ان کے پیچھے پیچھے اڑنے لگا۔ اس عرصہ میں جانوروں نے جونز اور
اُس کے ملازموں کا بڑی سڑک تک تعاقب کر کے انھیں باڑہ سے
نکال باہر کیا اور بڑا دروازہ بند کر لیا۔ اس سے پہلے کہ انھیں یہ اندازہ
لگانے کا موقع ملتا کہ کیا ہو گیا ہے انقلاب کامیاب ہو چکا تھا، جونز
نکال دیئے گئے تھے اور منیر فارم پر ان کا قبضہ ہو گیا تھا۔

ابتدائی چند لمحوں تک تو جانوروں کو اپنی خوش بختی پر یقین نہ
آتا تھا پھر بھی انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ اجتماعی طور پر پورے
باڑہ کا ایک "چکر" لگایا تاکہ اس بات کا کلی اطمینان ہو جائے کہ کہیں
کوئی آدمی چھپا ہوا تو نہیں رہ گیا ہے۔ اس کے بعد وہ دوڑتے
ہوئے باڑہ میں بنی ہوئی عمارت کی طرف دوڑے تاکہ جونز کے قابل
نفرت دور کی آخری نشانیوں کو بھی مٹا ڈالیں۔

انھوں نے سب سے پہلے اصطبل کے کونے میں واقع گھوڑوں
کے سازوسامان کا کمرہ توڑ ڈالا۔ لگام کے دہانوں، رکابوں، راسوں،
کتے کے گلے کے پٹے اور اس چاقو کو جس سے مسٹر جونز سوروں اور بکری
کے بچوں کو ذبح کرتے تھے، کنویں میں پھینک دیا۔ باگوں، تسموں
رسّوں اور توبڑوں کو صحن میں جلتی آگ کے سپرد کر دیا اور یہی
سلوک کوڑوں کے ساتھ بھی کیا۔ جب جانوروں نے کوڑوں کو

جلتے دیکھا تو خوشی کے مارے ناچنے لگے۔ اسنوبال نے ان فیتوں
بھی آگ میں ڈال دیا جو بازار ہاٹ کے موقع پر ان کی دموں او
ایال کو سجانے کے کام آتے تھے۔

اس نے کہا۔ ”فیتے کو بھی کپڑے کی طرح سمجھنا چاہیئے، یہ دونو
انسان کی نشانی ہیں، تمام جانوروں کو بے لباس رہنا چاہیئے“۔

جب بوکسر نے یہ سنا تو وہ اپنا پرال کا ہیٹ اٹھا لایا او
آگ میں جھونک دیا۔ اس ٹوپ کو وہ گرمیوں میں اپنے کانوں ک
مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے پہنا کرتا تھا۔

بہرحال تھوڑی ہی دیر میں جانوروں نے اُن تمام چیزوں ک
تہس نہس کر ڈالا جن کی مسٹر جونز سے ذرا سی بھی وابستگی تھی۔ اس کے
بعد وہ سب نپولین کی سرکردگی میں گودام گھر میں گئے جہاں نپولین
انھیں معمول سے دونا مکئی کا راشن دیا۔ ہر کتے کو دو بسکٹ دیئے گ
پھر سب نے مل کر ”انگلستان کے چوپایے“ کو اول سے آخر تک سات
بار گایا۔ رات ہوتے ہی وہ اطمینان وسکون کی نیند سو گئے۔ ایسی
میٹھی نیند جو انھیں اس سے پہلے نصیب نہ ہوئی تھی۔ اگلی صبح حسب
معمول ان کی آنکھ کھلی تو یہ یاد کرتے ہی کہ وہ کس قدر شاندار کامیابی
حاصل کر چکے ہیں سب کے سب چراگاہ کی جانب دوڑ پڑے۔

مرغزار سے ذرا سا آگے بڑھ کر نشیب کی طرف ایک ٹیلا تھا۔
جہاں سے پورے باڑے کا جائزہ لیا جا سکتا۔ سارے جانور اس ٹیلے

پر سب سے اونچی جگہ چڑھ کر صبح کی اُجلی فضا میں اِدھر اُدھر دیکھنے
لگے۔ یہاں کا سب کچھ اب انہی کا تھا، دائرہ نظر میں آنے والی ہر
شے اُن کی تھی۔ اس خیال نے انھیں اس قدر متاثر کیا کہ وہ فرطِ خوشی
سے دیوانہ وار اُچھلنے لگے۔ شبنم آلود گھاس پر لوٹیں لگائیں اور منہ
بھر بھر کر گھاس کے مزے لینے لگے۔ پھر انھوں نے کالی مٹی کے ڈھیروں
پر اچھل کود مچائی اور اس کی سوندھی سوندھی خوشبو سے لطف اٹھایا۔
اس کے بعد پورے باڑے کو گھوم پھر کر اچھی طرح دیکھا اور ہرے بھرے
کھیتوں، خشک گھاس کے ذخیروں، باغوں، تالاب اور جھاڑیوں کو دیکھ
کر خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اُن کی حرکات وسکنات سے محسوس ہوتا
تھا کہ شاید اس سے پہلے انھوں نے ان چیزوں کو دیکھا ہی نہ تھا۔ یہ
تمام چیزیں اب اُن کی تھی۔ انھیں اس کا یقین بھی مشکل ہی سے
آرہا تھا۔ لمحات کے وقفے سے سب ایک ترتیب سے باڑہ کی عمارتوں
کی طرف گئے اور خاموشی سے دروازہ کے باہر ہی ٹھہر گئے۔ یہ سب
بھی اب اُن کا تھا مگر وہ اندر جاتے ہوئے کچھ خوف سا محسوس
کر رہے تھے۔ آخر اسنوبال اور نپولین نے کچھ توقف کے بعد دروازہ کو
اپنے کندھوں سے کھول دیا اور سب ایک قطار میں اندر داخل ہو گئے
مگر چلنے میں اسقدر احتیاط برت رہے تھے کہ مبادا کوئی چیز ٹوٹ
پھوٹ نہ جائے اور جگہ سے بے جگہ نہ ہو جائے۔

سرگوشیوں میں گفتگو کرتے ہوئے، دبے قدم وہ ہر کمرے میں

گئے اور کمروں کی سجاوٹ اور ناقابل یقین سامان آسائش دیکھ کر دنگ رہ گئے، بستروں پر نرم پروں کے گدّے، آئینے، گھوڑے کے بالوں والے صوفے، بروسلز کے قالین اور ڈرائنگ روم کے آتش دان پر ملکہ وکٹوریہ کا نقش۔

آخر انھیں سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے احساس ہوا کہ مولی ان میں موجود نہیں ہے لہٰذا کچھ اُن میں سے اُلٹے پاؤں تلاش کے لئے گئے تو دیکھا کہ مولی اُن سے بچھڑ کر سب سے عمدہ کمرۂ خواب میں رک گئی تھی۔ اس نے مسز جونز کی سنگھار میز سے ایک نیلے رنگ کا فیتہ اٹھا کر اپنے شانہ پر لٹکا لیا تھا اور اب احمقانہ انداز سے بڑے آئینہ میں اپنی ادائیں دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ سب نے اس پر لعن طعن کی اور باہر آگئے۔

باورچی خانے میں سوروں کی لٹکتی ہوئی رانیں اتار کر دفن کر دی گئیں۔ شراب کا پیپہ بوکسر کی ایک دولتی سے اوندھ گیا، کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا اور متفقہ طور پر ایک قرار داد منظور کی گئی کہ باڑہ کی عمارت کو عجائب گھر کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ سب جانور اس پر بھی متفق ہو گئے کہ باڑہ کی عمارت میں کوئی بھی جانور نہیں رہے گا۔

پھر سب جانوروں نے مل کر ناشتہ کیا اور اسنوبال اور نپولین نے اُن سے خطاب کیا۔

اسنوبال نے کہا

"ساتھیو! اس وقت ساڑھے چھ بجے ہیں۔ ابھی پورا دن باقی ہے اس وقفہ میں ہم خشک گھاس کاٹیں گے لیکن اس سے پہلے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ ضروری ہے۔"

اس موقع پر سوروں نے کہا کہ گذشتہ تین مہینے کے دوران انھوں نے مسٹر جونز کے بچّوں کی ایک پرانی کتاب سے، جسے کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیا گیا تھا، پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیا ہے۔ پھر نپولین نے سیاہ اور سفید رنگ منگوایا اور سب کے ساتھ بڑے دروازہ کی طرف روانہ ہوا وہاں اسنوبال نے، جو سب سے زیادہ خوشخط تھا، اپنے کھُر میں برش دبا کر دروازے پر سے منیر فارم کے الفاظ مٹائے اور اُن کی جگہ "جانورستان" لکھ دیا اور پھر یہ فارم اسی نام سے پکارا جانے لگا، اس کام سے فارغ ہو کر سب باڑے کی عمارت کی طرف واپس ہوئے جہاں اسنوبال اور نپولین نے ایک سیڑھی منگائی اور اُسے بڑے کھلیان کی دیوار کے آخری حصّہ سے لگا کر کھڑا کر دیا۔ اس وقت اسنوبال اور نپولین نے وضاحت کی کہ گذشتہ تین مہینے کے مطالعہ کے بعد سوروں نے "جانوریت" کے اصول کو سات نکات کی صورت میں مُرتّب کیا ہے جو اس دیوار پر کندہ کئے جائیں گے۔ ان کو ناقابل تبدیلی قانون کی حیثیت حاصل ہوگی اور جانورستان کا ہر جانور ان پر سختی سے عمل پیرا رہے گا۔

اسنوبال کسی قدر دشواری سے سیڑھی پر چڑھا کیونکہ ایک سور کے

لئے سیڑھی پر توازن قائم رکھنا بہت دشوار ہوتا ہے اور اس نے
لکھنا شروع کیا۔ اسکوئلر اُس سے چند قدم نیچے رنگ کا ڈبہ پکڑ کر کھڑا
ہوگیا اور کولتار کی سیاہ دیوار پر بڑے بڑے سفید حروف میں لکھا
گیا جو تیس چالیس قدم کے فاصلے سے بھی پڑھا جا سکتا۔

١۔ دو ٹانگوں پر چلنے والا دشمن ہے۔
٢۔ چار ٹانگوں پر چلنے والا یا پر رکھنے والا دوست ہے۔
٣۔ کوئی جانور کپڑے نہیں پہنے گا۔
٤۔ کوئی جانور بستر پر نہیں سوئے گا۔
٥۔ کوئی جانور شراب خوری نہیں کریگا۔
٦۔ کوئی جانور دوسرے جانور کو نہیں مارے گا۔
٧۔ سب جانور برابر ہیں۔

یہ فرامین بہت صاف لکھے ہوئے تھے، سوائے اس کے کہ دوست
کے املا میں ذرا سا اشتباہ تھا اور ایک اور حرف الٹا لکھ گیا تھا، باقی
تمام الفاظ کا املا درست تھا۔ پھر اسنوبال نے دوسروں کی رضامندی اور
افادہ کے واسطے اِن کو بآوازِ بلند پڑھا۔ سب جانوروں نے سر ہلا ہلا کر
اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور اُن میں سے جو ذرا ہوشیار تھے انھوں نے
تو فوراً ان فرمانوں کو زبانی یاد کرنا شروع کر دیا۔

اسنوبال نے بُرش کو زمین پر پھینکتے ہوئے کہا!
"ساتھیو! اب ہمیں گھاس کے کھیتوں کا رُخ کرنا چاہیئے اور ثابت

ر دینا چاہیئے کہ ہم فصل کاٹنے کا کام جونز اور اس کے کارندوں
ے زیادہ تیزی اور مستعدی سے انجام دے سکتے ہیں"!

جس وقت اسنوبال نے یہ بات کہی عین اسی وقت باڑہ کی
گائیں جو پہلے ہی سے کچھ مضطرب اور بیچین نظر آ رہی تھیں۔
ر زور سے ڈکرانے لگیں جو بیس گھنٹے سے زیادہ ہوگئے تھے مگر
ں نے بھی اُن کے دوہنے کی طرف توجہ نہیں کی تھی جس کی وجہ
اُن کے تھن پھٹے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد
روں نے بالٹیاں منگوائیں اور گایوں کو خاصی کامیابی اور آسانی
دوہنا شروع کیا۔ اس عمل میں ان کی کھُریاں بہت سودمند
ت ہوئیں۔ گاڑھے دودھ سے بھری ہوئی پانچ بالٹیوں کو بہت
جانوروں نے خاصی دلچسپی اور رغبت سے دیکھا۔ اُن میں سے کسی
ے بھی دریافت کیا کہ اس دودھ کا کیا مصرف ہے۔؟

ایک مُرغی نے جواب دیا "جونز کبھی کبھی ہمارے انڈوں کی زردی
ھ میں ملایا کرتا تھا"

نپولین دودھ کی بالٹیوں کے پاس آکھڑا ہوا اور بولا۔
"ساتھیو! دودھ کی فکر چھوڑو، اس کا تو انتظام ہوجائے گا،
، کاٹنا زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ ہمارا ساتھی اسنوبال سب
ہنمائی کریگا اور میں بھی چند منٹ بعد آپ سے آملونگا۔ ساتھیو!
بڑھو، گھاس کے کھیت تمہاری راہ تک رہے ہیں"!

اس کے فوراً بعد سب جانور کٹائی کے لئے گھاس کے کھیتوں کی طرف روانہ ہوگئے اور جب شام کو وہ سب واپس ہوئے تو انھوں نے یہ محسوس کیا کہ دودھ کا صفایا ہوچکا تھا

جانوروں نے خون پسینہ ایک کرکے فصل کیسے کاٹی؟ اسے تو چھوڑیئے لیکن اُن کی کوششیں بہر صورت کامیابی سے ہمکنار ہوئیں کیونکہ فصل ان کی توقع سے بہت زیادہ ہوئی تھی۔

بلاشبہ کام میں دشواریاں بھی پیدا ہوئیں۔ کیونکہ زرعی آلات انسانوں کے لئے بنائے گئے تھے نہ کہ جانوروں کے لئے۔ جانوروں کے واسطے سب سے زیادہ مجبوری یہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی پچھلی دو ٹانگوں پر کھڑے ہوکر اِن آلات کو استعمال کرنے کے قابل نہ تھا۔ تاہم سور بہت ہوشیار تھے اور ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل نکال سکتے تھے۔ جہاں تک گھوڑوں کا تعلق تھا، وہ کھیت کے چپے چپے سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ زمین کو ہموار کرنے اور کٹائی کے کام سے بھی اتنے واقف تھے کہ جونز اور اُس کے آدمی بھی اُن کی برابری نہ کر سکتے تھے سور پہلے بھی خود کوئی کام نہ کرتے تھے، صرف ہدایات دیتے تھے یا دوسروں کے کام کی نگرانی کرتے تھے اور یہ بات فطری بھی تھی کہ اپنے علم و قابلیت کے تفوق کی بنیاد پر وہ قیادت کے اہل ٹھہرتے۔

لہٰذا اس وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ کلوور اور بوکسر خود ہی کٹائی
کی مشین میں جُت گئے۔ اس دور میں لگام کی پابندی باقی نہ رہی تھی
گھوڑے مستقل طور پر ثابت قدمی سے کھیت کا چکّر لگاتے رہے۔ ایک
سُؤر ان کے پیچھے ٹہل ٹہل کر اُن کا دل بڑھاتا رہا اور ہمت بندھاتا رہا
وہ حسب موقع جملے کہتا جاتا تھا۔ غرض کہ ہر چھوٹا بڑا جانور گھاس کے
جمع کرنے اور گٹھے بنانے میں برابر کا شریک تھا۔ حتیٰ کہ مرغیاں اور
بطخیں بھی تمام دن سورج کی تیز روشنی میں گھاس کے تنکے چونچوں میں
دبا دبا کر جمع کرنے کے کام کرتی رہیں۔ بالآخر انھوں نے جونز اور اس
کے کارندوں سے بھی کم وقت میں یعنی دو دن سے کم میں فصل کی
کٹائی کا کام مکمل کرلیا۔

باڑے کی تاریخ میں یہ سب سے بڑی فصل تھی۔ گھاس کا ایک تنکا
بھی ضائع نہیں ہوا۔ مرغیوں اور بطخوں کی تیز نگاہوں نے کہیں بھی کچھ چھوٹنے
نہ دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ کسی بھی جانور نے ذرہ برابر بھی چوری نہیں کی۔

گرمی بھر کام پابندی کے ساتھ ہوتا رہا۔ سب جانور خوش تھے۔
ہر لقمہ اُن کے لئے خوشی اور انبساط کا پیغام تھا۔ اب اُن کی غذا صحیح
معنوں میں اُن کی تھی؛ خود اُن کی پیدا کی ہوئی اور اپنے ہی واسطے،
نہ کہ کسی آقا کی عطا کردہ ——— تھی، کاہل اور دوسروں کے بل پر
جینے والے انسانوں کے جلانے کے باعث ہر جانور کے لئے کھانے پینے کا
سامان باافراط موجود تھا۔ اب زیادہ آرام اور فرصت بھی میسّر تھی مگر

جانور ناتجربہ کار بھی تھے اس لئے انھیں بہت سی مشکلوں کا سامنا بھی
کرنا پڑا مثلاً سال کے آخر میں جب انھوں نے گیہوں کی فصل کاٹی تو
انھیں پرانا طریقہ اختیار کرنا پڑا اور چونکہ فارم میں بھوسہ الگ کرنے
کی کوئی مشین موجود نہیں تھی اس لئے انھوں نے پھونکیں مار مار
کر بھوسے سے غلّہ الگ کیا لیکن سوروں کی معاملہ فہمی، ہوشیاری اور
بوکسر کے زورِ بازو سے مشکلات دور ہوتی رہیں۔

ہر جانور بوکسر کا مدّاح تھا۔ ویسے تو وہ جونز کے زمانے میں بھی
سخت کوش اور محنتی تھا لیکن اب تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس میں
تین گھوڑوں کی طاقت آگئی ہو۔ کبھی کبھی تو پورے باڑے کا کام صرف
اُس کے مضبوط کاندھوں پر آپڑتا۔ وہ صبح سے شام تک کام میں مصروف
نظر آتا اور ہاں کبھی کبھی بعض کاموں میں زیادہ دشواریاں محسوس
ہوتی تھیں تو اس کے لئے اُس نے ایک صبح خیز مرغ بچے سے طے کر رکھا
تھا کہ وہ علی الصباح اُسے دوسروں سے آدھ گھنٹہ پہلے اٹھا دیا کرے۔
تاکہ وہ روزمرہ کا کام شروع ہونے سے پہلے جہاں ضرورت محسوس
ہو رضاکارانہ طور پر کچھ دیر کام کرسکے۔ بہرحال ہر مشکل اور ہر مسئلہ کا
جواب اس کے پاس سخت محنت کی شکل میں موجود تھا اور زیادہ سے
زیادہ محنت کو اُس نے اپنا مقصدِ حیات قرار دیدیا تھا۔

اور صرف اسی پر موقوف نہیں ہر جانور اپنی اپنی صلاحیت اور
مقدور کے مطابق کام کرتا تھا۔ مرغیوں اور بطخوں نے مل جل کر اناج کے

بھرے والوں کو اکٹھا کر کے تقریباً پانچ من غلہ جمع کیا، نہ تو کسی نے چرانے کی کوشش کی اور نہ کھانے کی مقررہ مقدار کے خلاف ہی آواز بلند کی۔ مارپیٹ، لڑائی جھگڑا اور حسد، جلن، جو جونز کے زمانے میں عام تھے، اب قریب قریب ختم ہو چکے تھے۔ کوئی بھی کام سے دامن نہ بچاتا، البتہ مولی نے کبھی بھی صبح اٹھنے کی پابندی نہیں کی۔ وہ کام بھی ادھورا چھوڑ دیا کرتی تھی، اکثر اس عذر کے ساتھ کہ اس کے کھُر میں کنکر چبھ گیا ہے۔ بلی کا طریق کار بھی سب سے مختلف تھا۔ جب بھی کام کے وقت اس کی ضرورت درپیش ہوتی وہ کہیں نہ کہیں غائب ہو جاتی اور گھنٹوں غائب رہنے کے بعد کھانے کے وقت آموجود ہوتی یا شام کو کام ختم ہونے کے بعد دوسروں کے ساتھ اس طرح نظر آتی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ وہ نت نئے بہانے تراشتی اور پھر اتنی محبت سے دُم ہلاتی کہ اس پر شبہ تک نہ کیا جا سکتا تھا۔

بوڑھے گدھے بینجمن کے رویہ میں بھی انقلاب کے بعد کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی وہ اپنا روزمرّہ کا کام اُسی انداز خاص اور سست رفتاری سے سرانجام دیتا، جیسا کہ انقلاب سے پہلے مسٹر جونز کے زمانے میں۔ پھر بھی نہ تو وہ کام سے جی چراتا تھا اور نہ زائد کام کے لئے تیار تھا۔ انقلاب اور اُس کے نتائج کے بارے میں اُس نے کوئی رائے زنی نہیں کی، بس ایک مستقل خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ جب کبھی اُس سے سوال کیا جاتا کہ کیا وہ جونز کے چلے جانے سے خوش ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہوتا تھا، گدھوں کی عمر طویل ہوتی ہے تم میں سے کسی نے بھی مردہ گدھا نہ دیکھا ہوگا۔ اُسکے

اس معنی خیز جواب پر سب چُپ رہ جاتے۔

اتوار کے دن چھٹی ہوتی تھی۔ روزمرہ کے معمول کے بجائے ایک گھنٹہ بعد ناشتہ ہوتا، ناشتہ کے بعد ایک رسم ادا کی جاتی جو ہر ہفتہ بلاناغہ ہوا کرتی تھی

اسنوبال کو گھوڑوں کا سامان رکھنے کے کمرے سے مسٹر جونز کا ایک ہرے رنگ کا میز پوش مل گیا تھا جس پر اُس نے سفید رنگ سے ایک کھُر اور سینگ کا نشان بنا دیا تھا۔ اُسے ہر اتوار کی صبح کو باڑہ کے باغیچے میں لہرایا جاتا ـــــ اسنوبال نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا تھا کہ جھنڈے کا ہرا رنگ انگلستان کے ہرے بھرے کھیتوں کی علامت ہے جبکہ کھُر اور سینگ کے نشان نسل انسانی کو ختم کرنے کے بعد وجود میں آنے والی مستقبل کی حیوانی جمہوریہ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

رسم پرچم کشائی کے بعد تمام جانور بڑے کھلیان میں جمع ہوتے جسے "اجتماع" کا نام دیا گیا تھا۔ اس اجلاس میں آئندہ ہفتے کے کام کی منصوبہ بندی کی جاتی قرار دادیں پیش کی جاتیں اور اُن پر بحث و مباحثہ ہوتا تھا۔ قرار دادیں صرف سور پیش کرتے تھے، دوسرے جانور صرف ووٹ دیتے تھے۔ ان کے تو حاشیہ خیال میں بھی نہ آیا ہوگا کہ وہ کوئی قرار داد پیش کر سکتے ہیں۔

اسنوبال اور نپولین مباحثہ میں سب سے پیش پیش رہتے تھے مگر ان دونوں کو کبھی متفق نہیں پایا گیا جب بھی کوئی ایک قرار داد پیش کرتا تو یہ بات یقینی تھی کہ دوسرا اُس کی مخالفت کرے گا۔ حد یہ ہے کہ جب یہ قرار داد پیش کی گئی کہ ازکار رفتہ جانوروں کے آرام کے واسطے باغیچہ کے پچھلے حصہ میں

ایک چھوٹا سا کھیت کا ٹکڑا محفوظ کر دیا جائے تو اس پر بھی زور و شور
سے بحث ہوئی اور سوال اٹھایا گیا کہ ہر قسم کے جانوروں کے لئے کام سے
سبکدوش کئے جانے کی صحیح عمر کیا ہونا چاہئے؟ اجتماع کا خاتمہ ہمیشہ "انگلستان
کے چوپایے" کے قومی ترانے پر ہوتا تھا جسے سب مل کر گاتے۔ پھر باقی دن
سیر و تفریح میں گزارتے۔

ساز و سامان کے کمرہ کو سوروں نے اپنا مرکز بنالیا تھا۔ وہ ہر شام
یہاں بیٹھ کر لوہار، بڑھئی کے کام اور دیگر ضروری فنون پر باڑے کی عمارت
سے لائی ہوئی کتابیں پڑھتے تھے۔ اسنوبال نے جانور کمیٹی کے تحت جانوروں
کی تنظیم کا مشغلہ اختیار کرلیا تھا۔ وہ اس سلسلہ میں جانکاہ محنت کرتا اور ذرا بھی
نہ تھکتا۔ مرغیوں کے واسطے اُس نے "پیداوار بیضہ کمیٹی" اور گایوں کے لئے "صاف
دم کمیٹی" بنادی تھی۔ جنگلی جانوروں کی تعلیم نو کے واسطے بھی ایک کمیٹی بنائی تھی جس کا
مقصد خرگوشوں اور چوہوں کی تربیت تھا۔ اسی طرح بھیڑوں کے لئے "زیادہ
سفید اون کمیٹی" کی داغ بیل ڈالی اور اسی طرح کی دیگر کمیٹیاں بنائیں۔
پھر لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے کلاس بھی شروع کئے لیکن بحیثیت مجموعی
یہ تمام منصوبے ناکام رہے اور وحشی جانوروں کو سدھارنے کا منصوبہ تو فوراً ہی
ناکام ہوگیا۔ وہ اپنی پچھلی عادتوں پر قائم رہے اور جب اُن سے فیاضی اور
مہربانی کا سلوک کیا گیا تو انھوں نے اس سے ناجائز فائدہ ہی اٹھایا۔

بلی تعلیم نو کمیٹی میں شامل ہونے کے بعد کچھ دن تو بہت مستعدی سے
سرگرم رہی۔ ایک دن وہ چھت پر بیٹھی ابابیلوں سے۔ جو اس کی دسترس

سے باہر تھیں، گفتگو کرتی پائی گئی۔ وہ ابابیلوں کو یقین دلانے کی
کوشش کررہی تھی کہ اب سارے جانور ایک دوسرے کے دوست ہیں۔
ابابیل اگر اُس کے پنجے پر بیٹھ سکتی ہے لیکن ابابیلیں دور ہی رہیں۔
ہاں پڑھنا لکھنا سکھانے کی جماعتیں غیر معمولی طور پر کامیاب رہیں اور
موسم خزاں آتے آتے باڑہ کے سارے جانور کسی نہ کسی حد تک خواندہ ہوگئے۔

رہی سوروں کی بات تو وہ پہلے ہی سے اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتے
تھے۔ کتوں کو بھی اب پڑھنا آگیا تھا لیکن انھیں سات فرمانوں کے
پڑھنے کے علاوہ کچھ اور پڑھنے سے مطلق دلچسپی نہ تھی۔ باڑے کی بھیڑ
میوریل کتوں سے بہتر طریقہ پر پڑھ سکتی تھی وہ کبھی کبھی شام کو کوڑے
کے ڈھیر پر سے اٹھائے ہوئے پرانے اخبارات دوسروں کو بھی پڑھ کر
سناتی تھی۔ بنجمن لکھنے پڑھنے کی استعداد میں سوروں سے کسی بھی
طرح کم نہ تھا مگر اس نے کبھی اپنی اس صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کیا
وہ عام طور پر اس خیال کا اظہار کرتا رہتا کہ یہاں کوئی چیز پڑھنے
کے قابل ہی نہیں ہے۔

کلوور نے حروف تہجی زبانی یاد کر رکھے تھے، لیکن وہ لفظوں
کو ملا نہ پاتا تھا۔ بوکسر حرف ت سے آگے نہ بڑھ سکا وہ اپنے بڑے
بڑے سموں سے زمین پر ا ب ت لکھا کرتا پھر اپنے کان اٹھا کر انہیں
غور سے دیکھتا۔ کبھی کبھی وہ اپنی پیشانی کے بالوں کو زور زور سے
جھٹکتا اور اپنی پوری دماغی قوت استعمال کر کے ج سے آگے آنے والے

حرف کو یاد کرنے کی ناکام کوشش بھی کرتا ہوا نظر آتا۔ کبھی بار ایسا
بھی ہوا کہ اُسے س ش اور ص ض تک سبق یاد ہوگیا مگر جب بھی
ہوتا اُسے پتہ چلتا کہ وہ تو اب ت کا پچھلا سبق بھول چکا ہے۔ آخر
وہ ابتدائی چار حروف پر ہی قانع ہوگیا ——— یادداشت تازہ رکھنے
کی خاطر وہ انھیں دن میں ایک دو بار ضرور لکھ کر یاد کرلیتا تھا۔
نے ان چار حرفوں کے علاوہ جو اُس کے نام میں آتے تھے بقیہ حروف
کرنے سے انکار کردیا۔ وہ چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں کی مدد سے ان حروف
کو صاف اور خوبصورت انداز سے لکھتی۔ انھیں ایک دو پھولوں سے
سجاتی اور پھر تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے اُن کے گرد چکر لگاتی۔

باڑے کا اور کوئی جانور حرف الف سے آگے نہ پڑھ سکا یہ بھی اندازہ
ہوا کہ بھیڑ، مرغی، اور بطخ جیسے کم عقل جانور تو سات فرمانوں کو زبانی
بھی یاد نہیں کر سکے تھے۔ کافی غور و خوض کے بعد اسنوبال نے طے کیا
ساتوں احکامات کو مختصر کرکے ایک بنا دیا جائے جیسے "چار ٹانگیں اچھی، دو
ٹانگیں بری"، کا نعرہ جس میں جانوریت کی بنیادی روح پوشیدہ ہے
تاکہ جو بھی اس اصول کو اچھی طرح اپنالے وہ ہمیشہ کے لئے انسانی اثرات
سے محفوظ ہوجائے۔

شروع شروع میں چڑیوں نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ اُن کے
بھی دو ٹانگیں تھیں لیکن اسنوبال نے اس کی اچھی طرح وضاحت کر
کہ روئے سخن اُن کی جانب نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔

"ساتھیو! چڑیوں کے پَر آگے بڑھنے اور پرواز میں مدد دینے کا
ذریعہ ہیں نہ کہ کسی کارستانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس لئے انھیں
بھی بطور ٹانگ شمار کرنا چاہیئے۔ آدمی کا نمایاں نشان ہاتھ ہے جس کے
ذریعہ وہ ہر قسم کی کارستانی کرتا ہے"

اسنوبال کی لمبی چوڑی بات تو ان کی سمجھ میں نہ آئی لیکن انھوں
نے اس کی تشریح کو قبول کرلیا اور باڑے کے چھوٹے جانوروں نے بھی اس
اصول کو زبانی یاد کرنا شروع کردیا۔ "چار ٹانگیں اچھی دو ٹانگیں بری"
کا اصول کھلیان کی بڑی دیوار کے آخر میں سات فرمانوں کے اوپر بڑے
بڑے حروف میں لکھ دیا گیا۔ یہ کہاوت بھیڑوں کو اس قدر پسند آئی کہ
وہ جب بھی کھیت میں جاتیں تو زور زور سے ممیا کر گانے لگتیں "چار
ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بری" وہ اُسے گھنٹوں دہراتیں اور دہرانے سے
انھیں نہ تو اکتاہٹ محسوس ہوتی نہ تھکن۔

نپولین نے اسنوبال کی کمیٹی میں کسی قسم کی دلچسپی نہ دکھائی اس کا
خیال تھا کہ پختہ عمر کے جانوروں کی نسبت نئی نسل کی تعلیم نہایت ضروری تھی
بات یوں ہوئی کہ جیسی اور بلیوبیل نے فصل کٹنے کے بعد نو پلوں کو جنم
دیا۔ اُن کے ذرا ہوشیار ہوتے ہی نپولین نے انھیں اُن کی ماؤں سے یہ
کہہ کر لے لیا کہ وہ خود اُن کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریگا۔ وہ انھیں ایک
آتنگ کوٹھری میں لے گیا جہاں ساز و سامان کے کمرہ سے ایک سیڑھی کے ذریعہ
اوپر پہنچا جاسکتا تھا۔ نپولین نے انھیں دوسروں سے اس قدر الگ تھلگ رکھا

کہ باڑے کے تمام جانور اُن کا وجود ہی فراموش کر بیٹھے۔
دودھ کہاں جاتا ہے؟ یہ سوال بھی اب تک حل نہ ہوا تھا مگر
کو معلوم ہو گیا کہ دودھ روزانہ سوروں کے کھانے میں شامل ہو
سیبوں کی پہلی فصل اب تیار تھی اور باغیچہ کی گھاس ہوا کے جھونک
گرے ہوئے پھلوں سے بھری ہوئی تھی۔ جانور بجا طور پر یہ خیال ک
تھے کہ ان چیزوں میں سب برابر کے شریک ہونگے لیکن ایک دن
جاری ہوا کہ ہوا کے گرائے ہوئے تمام پھل اکٹھے کر کے سازوسامان
میں جمع کئے جائیں گے اور صرف سور انھیں استعمال کریں گے۔ اس پر
جانوروں نے غم و غصہ کا اظہار بھی کیا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا کیونکہ
سور حد یہ ہے کہ نپولین اور اسنوبال بھی اس خیال سے متفق تھے
کو سمجھانے بجھانے اور صحیح بات ذہن نشین کرانے کے لئے اسکوئلر کو
گیا۔ اس نے کہا۔

"ساتھیو! میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب اپنے دل میں یہ خیال
لائے ہوں گے کہ ہم سور یہ سب کچھ خود غرضی کی وجہ سے کر رہے ہیں۔
سے بہت سے دودھ اور سیب قطعاً پسند نہیں کرتے۔ میں خود بھی انھیں
کرتا ہوں لیکن ان چیزوں کو استعمال کرنے سے ہمارا واحد مقصد اپنی صح
کو برقرار رکھنا ہے۔ سائنس سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ دودھ اور سی
میں ایسے اجزا ہوتے ہیں جو سوروں کی صحت کے لئے انتہائی ضروری
ہم سور دماغی کام کرنے والے ہیں۔ باڑے کا سارا انتظام اور تنظیم ہما

ہے۔ دن رات ہم آپ کی بھلائی اور خدمت میں لگے رہتے ہیں۔
اور صرف آپ کی بھلائی کی خاطر ہم دودھ پیتے ہیں اور سیب
کھاتے ہیں۔ اگر ہم اپنے فرائض ادا کرنے میں ناکام ہو جائیں تو آپ کو
معلوم ہے کیا ہوگا؟ جونز واپس آجائے گا۔ یقیناً جونز واپس آجائیگا!"
اسکوئلر کی آواز میں ایک ترغیبی کیفیت شامل ہو گئی اس نے ادھر
ادھر چکر لگاتے اور دم ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تم میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو جونز کی واپسی کا
اشمند ہو؟"

اور یہ حقیقت ہے کہ جانور اگر کسی چیز پر دل سے یقین رکھتے تھے تو
جونز کا واپس نہ آنا تھا اور جب یہ باتیں اس انداز سے پیش کی گئیں
کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہ رہا۔ سوروں کو صحت مند رکھنے کی اہمیت اب
ن پر بالکل واضح تھی اس لئے بغیر کسی مزید حیل و حجت کے طے ہو گیا کہ دودھ
ہوا کے گرائے ہوئے سیب بلکہ سیبوں کی پوری تیار شدہ فصل صرف
سوروں کے لئے وقف ہو گی۔

گرمیوں کے اختتام سے پہلے پہلے جانورستان میں رونما ہونے و
واقعات آدھے سے زیادہ ملک میں مشہور ہوگئے۔ اسنوبال اور نپولین
روزانہ کبوتروں کی ٹکڑیاں اُڑانا شروع کردیں اور انھیں یہ ہدایت
وہ پاس پڑوس کے باڑوں کے جانوروں میں گھل مل جائیں، انقلاب
کہانی سنائیں اور ساتھ ہی "انگلستان کے چوپایے" کی دھن بھی سکھائیں
اُدھر مسٹر جونز نے یہ سارا وقت ولنگڈن کے ریڈ لائن کلب میں
طرح گزارا کہ وہ ہر شخص سے اس زبردست ناانصافی کا رونا روتے رہے
کس طرح چند فضول سے جانوروں نے انھیں ان کی جائداد سے محروم کر
دوسرے باڑہ والوں نے اُن سے ہمدردی تو ضرور ظاہر کی لیکن کسی قسم
نہیں کی بلکہ ان میں سے ایک پوشیدہ طور پر اس خواہش میں مبتلا ہو گیا
طرح وہ جونز کی جائداد پر خود قابض اور متصرف ہوجائے۔

جانورستان کے پڑوس والے دونوں باڑوں کے مالکوں کے درمی
ہمیشہ سے خراب تعلقات چلے آرہے تھے اور یہ ایک طرح سے جانورستان
حق میں بہتر ہی تھا۔ ان میں سے ایک "دشت روباہ" تھا جو ایک وسیع

نے ڈھب کا باڑہ تھا اور خراب و خستہ حال میں تھا اس میں بکثرت جنگلی پیڑ
ے اُگ آئے تھے۔ باڑیں بے ترتیب اور بری طرح بڑھی ہوئی تھیں۔
ں باڑہ کے مالک مسٹر پلنگٹن تھے جو کاہل اور سہل انگار آدمی تھے۔
موسم کے مطابق یا تو جانوروں کا شکار کرتے یا مچھلیاں پکڑتے رہتے۔

دوسرا باڑہ "خارستان" تھا جو اگرچہ رقبہ میں چھوٹا تھا لیکن اس کی
لت بہت اچھی تھی اس کے مالک مسٹر فریڈرک تھے جو بڑے سخت گیر اور
لاک آدمی تھے اور ہمیشہ کسی نہ کسی مقدمہ میں گھرے رہتے۔ وہ اپنی سودا بازی
صلاحیت کے باعث خاص شہرت رکھتے تھے۔ ان دونوں کے آپس کے تعلقات
قدر کشیدہ تھے کہ ان کا کسی ایک بات پر متفق ہوجانا ناممکن تھا خواہ یہ
اہمت اُن کے اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے ضروری ہی کیوں نہ ہوتی۔

اس اختلاف اور منافرت کے باوجود وہ جانورستان میں ہونے والی
اوت سے سخت خائف تھے اور ممکن حد تک اس کی کوشش کرتے رہتے کہ
ن کے باڑہ کے جانور اس بغاوت سے ناواقف رہیں۔ وہ اس بات پر تحقیر آمیز
جے میں گفتگو کرتے اور قہقہے لگاتے کہ جانور اپنے باڑہ کا انتظام خود کر سکتے
یں۔ اُن کا اندازہ تھا کہ یہ معاملہ دس پندرہ دن کے اندر اندر خود بخود ختم
ہوجائے گا۔ وہ کہتے تھے کہ منیر فارم (انھیں منیر فارم کہنے پر اصرار تھا کیونکہ وہ
جانورستان کا نام سننا گوارا نہ کر سکتے تھے) کے جانوروں میں جوتم پیزار ہو رہی
ہے وہ فاقہ کشی کے باعث موت سے نزدیک تر ہوتے جارہے ہیں۔
لیکن کافی وقت گذر گیا اور جانور بھوک پیاس سے نہیں مرے تو

مسٹر پلنگٹن اور مسٹر فریڈرک نے اپنے اندازِ گفتگو میں ذرا سی تبدیلی کی کابکوں میں غٹرغوں کرتے ہوئے اس کی دُھن چھیڑتے۔ حتیٰ کہ یہ
اور جانورستان میں ہونے والے تشدد کے افسانے سنانے شروع کر دیئے چھوٹے بڑے پرندوں اور چڑیوں کے گھونسلوں میں بھی پہنچ گیا اور
نے یہ مشہور کیا کہ جانور آدم خوری کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو لوہے کے گرم بجے کی گھنٹیوں سے بھی اس کی آواز پھوٹنے لگی۔ جب انسانوں نے اسے
نعلوں سے جلا کر تشدد کر رہے ہیں۔ اُن کی بیویاں مشترک ہیں۔ "قانونِ فطرت تو وہ آنے والی تباہی کے تصور سے دل ہی دل میں کانپ اٹھے۔
خلاف بغاوت کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اکتوبر کے اوائل میں جب اناج کاٹا اور اکٹھا کیا جا چکا تھا

مگر سننے والے ان کی باتوں کا کم ہی یقین کرتے تھے —— بہر حال اس کے کافی حصہ سے بھوسہ الگ کیا جا چکا تھا تو کبوتروں کی ایک
عجیب باڑے کی خبریں، جہاں سے انسانوں کو نکال باہر کر دیا گیا تھا اور جس ہوا میں چکر لگاتی ہوئی آئی اور وحشیانہ جوش و خروش سے جانورستان
سارا انتظام جانور خود کرتے تھے، مبہم اور بگڑے ہوئے انداز میں آس پاس باڑہ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اُدھر جونز اور اُس کے آدمی خارستان اور دشت
پھیلتی رہیں اور سال کے سال سارے علاقہ میں بغاوت کی لہریں دوڑتی رہ کے کچھ اور آدمیوں کے ساتھ صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے
بیل جو پہلے بڑے سیدھے سادھے انداز رکھتے تھے اب وحشی بن گئے۔ بھیڑ گاڑی کے کچے راستے سے باڑہ کی طرف بڑھے۔ اُن سب کے ہاتھوں
نے باڑے کی دیواریں گرا دیں اور سارا چارہ کھا گئیں۔ گایوں نے دودھ کی بال ڈنڈے تھے اور جونز بندوق لئے ہوئے سب سے آگے آگے اُن
لاتیں مار مار کر اوندھا دیں۔ شکاری گھوڑوں نے باڑیں پھلانگ کر اپنے سو رہنمائی کر رہا تھا۔ ان کے ارادے صاف ظاہر تھے کہ وہ باڑہ پر دوبارہ
کو گرا دیا۔ "انگلستان کے چوپایے" کے نغمے کی دھن اور گیت کے الفاظ ہر طرف کی کوشش میں ہیں۔
سنائی دینے لگے اور انتہائی سرعت کے ساتھ چاروں طرف پھیل گئے۔ جانوروں کو پہلے ہی سے اس حملہ کا اندیشہ تھا اور وہ اس سلسلہ

جب انسانوں نے یہ گیت سنا تو وہ غصہ سے بے حال ہو گئے۔ انھوں تمام تیاریاں کئے بیٹھے تھے۔ اسنوبال کو جو باڑے میں ملی ہوئی جولیس سیزر
اگرچہ بظاہر اسکو عجیب و غریب قرار دیا اور کہا کہ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ جانور حرکات پر مشتمل ایک کتاب کا مطالعہ کر چکا تھا، دفاعی مہم کا ذمہ ٹھہرایا گیا۔
اس قدر قابلِ نفرت سطح پر اُتر آئے ہیں! اگر کوئی جانور یہ گیت گاتے ہو نے فوراً ہی احکامات جاری کر دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر جانور اپنی
پایا جاتا تو اسپر فوراً ہی کوڑوں کی بارش شروع کر دی جاتی لیکن اس کے جگہ پر پہنچ گیا۔
اس گیت کو دبایا نہ جا سکا۔ چڑیاں باڑوں پر بیٹھ کر اسے گنگناتیں، کبو جب انسان باڑے کی عمارت تک آ پہنچے تو اسنوبال نے پہلا وار

کیا۔ سارے کبوتر جو تعداد میں پینتیس تھے اُن کے سروں پر اُڑے اور نے جب اُسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو بندوق اٹھا کر اس پر فائر جھونک دیا۔ چھرّے
کرنے لگے اس عرصہ میں جب انسان اُن سے نپٹنے کی کوشش میں تھے سنوبال کی کمر کو زخمی کرتے ہوئے ایک بھیڑ کے جا لگے جو وہیں ڈھیر ہوگئی۔
جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہنس جھپٹ کر نکلے اور زور شور سے اُن کی ٹانگ سنوبال نے ایک لمحہ رُکے بغیر اپنا وزنی وجود جونز کی ٹانگوں پر دے مارا۔ جونز
سے لپٹ کر پنڈلیوں کو اپنی چونچوں سے زخمی کرنے لگے۔ پھر بھی یہ ایک کوڑے کے ایک ڈھیر میں جا پھنسا اور اس کی بندوق گھبراہٹ میں ہاتھ سے چھٹ کر
سی جھڑپ تھی جس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ انسانوں کی صفوں میں بے ترتیب گر گئی۔ ان میں سب سے زیادہ ہیبتناک نظارہ بوکسر پیش کر رہا تھا۔ وہ اپنی
اور انتشار پیدا کیا جائے۔ انسان نے اپنے ڈنڈوں سے ہنسوں کو مار بھگا پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا لوہا چڑھے سُموں سے ایک زبردست گھوڑے کی طرح حملے
اب اسنوبال نے دوسرا حملہ کیا میوریل، بنجمن اور تمام بھیڑوں نے جنگی سر رہا تھا اس کے پہلے وار نے دشت روباہ کے ایک نوجوان سائیس کی کھوپڑی توڑ
خود اسنوبال کر رہا تھا مل کر چاروں طرف سے انسانوں پر ہلہ بول دیا۔ بجر الی اور وہ بے جان ہو کر کیچڑ پر گر پڑا۔ یہ دیکھتے ہی بہت سے انسانوں نے اپنے
چاروں طرف گھوم گھوم کر اُن پر خوب دولتیاں ماریں لیکن ایک بار پھر انسا ڈنڈے گرا دیئے اور بھاگنے لگے۔ ان میں افراتفری اور بدحواسی پھیل گئی پھر
اپنے ڈنڈوں اور نوکیلے جوتوں کی مدد سے ان پر غالب آ گئے۔ اچانک اکو پورے احاطے میں جانور ان بھگوڑوں کا پیچھا کر رہے تھے۔
کی چیں چیں کی آواز سُن کر جو حقیقتاً پسپائی کا اشارہ تھا تمام جانور بھا انھیں پچکار کر کاٹا گیا، دولتیاں ماری گئیں۔ کچلا گیا۔ غرض بڑے
ب کوئی جانور ایسا نہیں بچا جس نے اپنے اپنے انداز سے انسان سے انتقام
ہوئے پیچھے پلٹے اور دروازہ سے گزر کر احاطہ کے اندر آ گئے۔
انسان نے یہ دیکھ کر ایک فتحمندانہ نعرہ لگایا۔ جیسا کہ ان کا خیال لیا ہو۔ حد یہ ہے کہ بلی بھی چھت پر سے کود کر ایک گلہ بان کے کاندھوں
کہ دشمن میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے گا ویسا ہی ہوا۔ وہ ایک بے ترتیبی پڑھ گئی اور اس نے اپنے پنجے اتنے زور سے اُس کی گردن میں گڑو دیئے کہ
جانوروں کے پیچھے دوڑنے لگے یہ سب کچھ اسنوبال کی توقع کے عین مطابق وہ بے اختیار ہو کر انتہائی درد انگیز آواز سے چیخنے لگا۔ تھوڑی دیر ہی بعد
جیسے ہی وہ سب کے سب احاطہ کے اندر داخل ہوئے تینوں گھوڑے تینوں گاب انسان بڑی سڑک کی طرف بھاگے جا رہے تھے اور جانور ان کا تعاقب کر رہے
اور سارے سور جو اب تک گئو خانہ میں گھات لگائے بیٹھے تھے ان کے پیچھے تو وہ اس بات پر بھی خوش تھے کہ کسی نہ کسی طرح جان بچا کر احاطہ کے باہر آ گئے
اچانک برآمد ہوئے اور ان پر ہلہ بول کر انھیں منتشر کر دیا۔ ڑکے پانچ منٹ کے اندر ہی اندر وہ بری طرح پسپا ہو کر اسی راستے سے باہر نکل
اسنوبال نے اب عام حملہ کا حکم دیا اور وہ خود جونز کی طرف بڑھا۔ بھاگ گئے جس سے اندر داخل ہوئے تھے۔ راستے بھر ہنسوں کا ایک جھنڈ اُن کے

پیروں سے لپٹا ان کی پنڈلیوں کو کاٹتا اور اُن کا پیچھا کرتا رہا۔

اب ایک کے علاوہ سارے انسان بھاگ چکے تھے۔ احاطہ میں واپس آ کر بوکسر نے کیچڑ میں پڑے ہوئے نوجوان سائیس کو اپنے کھروں سے الٹ پلٹ کر دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ بالکل بے جان سا پڑا تھا۔

بوکسر نے انتہائی غم زدہ آواز میں کہا۔

"یہ مر گیا حالانکہ میں اسے مارنا نہ چاہتا تھا۔ میں بھول ہی گیا کہ لوہے کے نعل پہنے ہوں مگر اب اس کا کون یقین کرے گا کہ میں نے اسے مارنے کے لئے ایسا نہیں کیا تھا؟"

اسنوبال کے زخموں سے اب تک خون بہہ رہا تھا وہ بہ آواز بلند بولا۔

"ساتھیو! جذباتی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جنگ جنگ ہے سب سے اچھا انسان وہ ہے جو مر چکا۔"

"لیکن میں تو کسی کی جان لینا نہیں چاہتا تھا، انسان کی بھی نہیں۔" بوکسر نے اپنی بات دوہرائی اور حقیقتاً یہ کہتے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

"مولی کہاں ہے؟" اچانک جانوروں میں سے کوئی چلایا۔

مولی تو واقعتاً غائب تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے تو سب چوکنے ہو گئے اور یہ سمجھے کہ انسانوں نے یا تو کسی طرح اُسے نقصان پہنچایا ہے یا اُسے پکڑ کر لے گئے ہیں لیکن جب اُس کی تلاش ہوئی تو وہ اپنے تھان میں چھپی ہوئی تھی اس نے اپنا اگلا دھڑ خشک گھاس کے ڈھیر میں چھپا رکھا تھا۔ جیسے ہی بندوق چلی

وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ جب جانور اس کی تلاش سے واپس ہوئے تو سائیس لڑکا غائب تھا۔ وہ دراصل بے ہوش تھا، ہوش میں آتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔

اب تمام جانور بڑے جوش و خروش کے ساتھ دوبارہ جمع ہوئے اور ہر ایک اپنے جنگی کارنامے بلند آواز سے بتانے لگا۔ فتح کی خوشی کا جشن منایا گیا۔ پرچم لہرایا گیا۔ اور "انگلستان کے چوپایے" بار بار گایا گیا۔ اس کے بعد جنگ میں کام آنے والی بھیڑ کو شاندار طریقہ سے دفن کیا گیا اور اُس کی قبر پر ایک ہارسنگھار کا پودا لگایا گیا۔ قبر پر ہی اسنوبال نے ایک مختصر سی تقریر میں جانوروں کو تلقین کی کہ جانورستان کے تحفظ کے لیے سب جانوروں کو وقتِ ضرورت اپنی جان سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

جانوروں نے متفقہ طور پر ایک فوجی اعزاز تجویز کیا جس کا نام ہیرو جانور درجہ اوّل تھا جو اسی وقت اسنوبال اور بوکسر کو عطا کیا گیا۔ یہ اعزاز تانبے کے دو تمغے تھے جو دراصل ساز و سامان کے کمرہ میں پائے گئے تھے اور اب اتوار اور تعطیل کے دن استعمال ہو سکتے تھے۔ پھر "ہیرو جانور درجہ دوم" کا اعزاز بھی قائم ہوا جو مرحوم بھیڑ کو عطا کیا گیا۔

یہ تمام باتیں ہو چکنے کے بعد اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ اس جنگ کو کس نام سے یاد کیا جائے۔ آخر کار اسے "جنگ گاؤ گھر" کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ یہیں سے جھڑپوں کا آغاز ہوا تھا۔ مسٹر جونز کی بندوق کیچڑ میں دھنسی ہوئی پائی گئی۔ یہ تو سب کو معلوم ہی تھا کہ باڑے میں کارتوسوں کا ذخیرہ موجود ہے لہذا یہ طے پایا کہ بندوق کو پرچم کے

ے پاس توپ کی طرح نصب کر دیا جائے اور اسے سال میں دو بار چلایا جائے۔

ایک ۱۲ اکتوبر کو جنگِ گاؤ گھر کی سالانہ یادگار تقریب منانے کے لئے اور ایک دفعہ نیم گرما میں بغاوت کی سالگرہ کے دن!

"مولی" موسم سرما کے آتے آتے باعث تکلیف بنتی گئی۔ وہ ہر روز صبح کو دیر سے کام پر آتی اور بہانہ یہ کرتی کہ دیر تک سوتی رہی اور اس کے ساتھ ہی عجیب قسم کے درد کی شکایت بھی کرتی تھی۔ اس بیماری کے باوجود اس کی خوراک اچھی خاصی تھی۔ کام پر سے بھی کوئی نہ کوئی بہانہ تراش کر بھاگ کھڑی ہوتی اور پانی پینے کے تالاب کے کنارے جاکر احمقانہ انداز سے پانی میں اپنی شکل دیکھتی رہتی۔ اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں بعض سنجیدہ قسم کی افواہیں سننے میں آرہی تھیں ایک دن جب وہ باڑے کے صحن میں اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی اور اپنی دُم کو اِدھر اُدھر پھینکتے ہوئے چارہ کھا رہی تھی تو کلوور اُسے ایک طرف کو لے گئی اور بولی!

"مولی مجھے آج تم سے ایک بہت اہم بات کرنا ہے۔ آج صبح میں نے تمھیں باڑے کے اس حصہ کے پاس کھڑے پایا تھا جو جانورستان کو دشت روباہ سے جدا کرتا ہے۔ مسٹر پلنگٹن کا ایک آدمی باڑہ سے دوسری جانب کھڑا تھا۔ میں ذرا فاصلہ پر تھی لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ درست تھا۔ وہ تم سے باتیں کر رہا تھا اور تمھاری تھوتھنی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔

آخر اس سب کا مطلب کیا ہے مولی ؟"

"نہیں نہیں ، اس نے ہاتھ نہیں پھیرا ، میں نہیں تھی — یہ بالکل جھو
ہے" مولی نے زمین پر ٹاپیں مار کر جست لگاتے ہوئے کہا۔

"مولی ! ذرا میری طرف دیکھو ! کیا تم مجھ سے سچ سچ کہہ سکتی ہو کہ وہ آدمی
چہرے پر ہاتھ نہیں پھیر رہا تھا ؟"

مولی نے پھر وہی بات دہرائی کہ یہ بہتان ہے لیکن وہ کلوور سے آنکھ نہ
سکی اور دوڑتی ہوئی کھیتوں میں گھس گئی۔

کلوور کے ذہن میں فوری طور پر ایک خیال آیا۔ کسی سے ایک لفظ کہے
وہ مولی کے تھان پر پہنچ گئی۔ گھاس کو اپنے سموں سے کریدا نیچے گڑ
ڈلوں کا ڈھیر تھا اور رنگا رنگ فیتوں کے گچھے پڑے ہوئے تھے۔

اس کے تین دن بعد مولی غائب ہوگئی۔ کچھ عرصہ تک تو اس کے با
میں کوئی بھی سراغ نہ ملا۔ کئی ہفتے کے وقفے سے کبوتروں نے اُس کے ولنگڈ
میں ہونے کی اطلاع دی۔ وہ ایک چھوٹی سی سیاہ اور سرخ رنگ کی ٹم ٹم میں
ہوئی تھی اور ایک سرائے کے باہر کھڑی تھی۔

ایک موٹا تازہ سرخ رو شخص جو سرکاری ملازم معلوم ہوتا تھا چیک
کی برجس اور لمبے موزے پہنے ہوئے تھا، وہ اس کے چہرہ کو تھپتھپا رہا تھا
اور گڑ کھلانے میں مصروف تھا، اُس کی جھول اور ساز بند بالکل نئے تھے، گرد
میں سرخ مخمل کا نیا فیتہ پڑا تھا اور چہرے سے وہ بڑی ہشاش بشاش
نظر آتی تھی۔ اس کے بعد کسی نے بھی مولی کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

جنوری کے مہینہ میں غضب کی سردی پڑی اور موسم ناقابل برداشت
ہوگیا۔ زمین لوہے کی مانند سخت ہوگئی اور کھیتوں میں کام کرنا ممکن نہ رہا۔ بڑے
کھلیان کے وسیع آنگن میں کئی اجتماع ہوئے جن میں سوروں نے آئندہ
موسم کے کام کی منصوبہ بندی کی۔ یہ بات تو اب تقریباً طے شدہ تھی کہ سور جو
دوسرے جانوروں کی نسبت زیادہ چالاک اور ہوشیار تھے ، انھیں باڑے کے
متعلق تمام معاملات طے کرنے اور اصول متعین کرنے کا حق تھا۔ ہاں یہ ضرور
تھا کہ ان کے کئے ہوئے فیصلے کثرت رائے سے منظور ہوتے اور اُن کی تصدیق
کردی جاتی۔

بہرحال تمام کام ٹھیک ٹھاک چلتا رہتا اور کوئی بھی مشکل درپیش
نہ ہوتی بشرطیکہ اسنوبال اور نپولین کے درمیان اختلافات شدید سے شدید تر
نہ ہوجاتے یہ دونوں ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے ، اگر
ایک یہ تجویز پیش کرتا کہ اس مرتبہ جو کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھا دیا جائے
تو دوسرا یقیناً باجرہ کو فوقیت دیتا اور اُس کے زیادہ وسیع رقبہ پر
بوئے جانے کا مطالبہ کرتا۔ اگر ایک یہ رائے دیتا کہ فلاں زمین گوبھی
اُگانے کے لئے موزوں ہے تو دوسرا فوراً کہہ دیتا کہ وہ تو گاجر مولی وغیرہ
قسم کی ترکاریوں کے سوا ہر مصرف کے لئے بے کار ہے۔ ان میں سے ہر ایک
کے اپنے معتقدین تھے ، اس کا نتیجہ کبھی کبھی تو انتہائی ہنگامہ خیز مباحثوں کی
شکل میں ظاہر ہوتا اور تو تو میں میں تک کی نوبت آجاتی ، اجتماعات کے
موقع پر اکثر و بیشتر اسنوبال اپنی پر زور تقریروں اور خوش بیانی سے

اکثر ہی ووٹ حاصل کرلیتا تھا جس کے برعکس نپولین ادھر اُدھر گفتگو کرکے رائے ہموار کرنے کی کوشش کرتا اور اس میں کامیاب بھی ہوتا۔ وہ خاص طور پر بھیڑوں کو اپنی طرف ملائے رہتا۔ ادھر کچھ دنوں سے بھیڑوں نے بے وقت "چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بُری" کا راگ الاپنے میں شدت اختیار کرلی تھی اور اکثر اجتماعات میں یہ راگ الاپ کر دخل در معقولات کیا کرتی تھیں۔ بار بار یہ محسوس کیا گیا کہ بھیڑیں یہ نعرہ اسنوبال کی تقریروں کے نازک اہم ترین موقعوں پر ہی بلند کرتی تھیں۔

اسنوبال نے "کاشت کار" کے پچھلے شماروں کا، جو اُسے باڑے ہی میں دستیاب ہوتے تھے، گہرا مطالعہ کیا تھا اسی لئے اس کے ذہن میں نت نئے منصوبے رہتے تھے۔ وہ بڑے عالمانہ طریقہ پر کھیتی باڑی کے طریقوں کے سلسلے میں گفتگو کرسکتا اُس نے باربرداری کی مشقت بچانے کے لئے ایک جامع مگر پیچیدہ منصوبہ تیار کیا تھا کہ جانور براہِ راست کھیتوں میں جاکر روزانہ مختلف مقررہ مقامات پر گوبر کیا کریں۔ نپولین نے کبھی اپنا کوئی منصوبہ پیش نہیں کیا لیکن وہ یہ بات ہمیشہ کہتا رہتا کہ اسنوبال کے ان منصوبوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ وہ مناسب موقع کے انتظار میں تھا۔ آخر ان کے درمیان اختلافات پون چکی کا مسئلہ پیدا ہونے پر بہت بڑھ گئے۔

باڑے کی عمارت کے نزدیک پھیلے ہوئے مرغزار میں ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا جو باڑے کا سب سے اونچا مقام تھا۔ اسنوبال نے زمین کا جائزہ لینے کے بعد تجویز کیا کہ یہ جگہ "پون چکی" کے لئے مناسب ہے جہاں ڈائنمو سے بجلی پیدا کرکے

پورے باڑے میں استعمال کی جاسکتی ہے، ہر تھان کو بجلی مہیا کی جاسکتی ہے اور سردی میں انھیں گرم بھی رکھا جاسکتا ہے اس سے ایک محرابی آرا، ایک چارہ کاٹنے کی مشین، اور ایک دودھ نکالنے کی برقی مشین بھی چلائی جاسکے گی۔ جانوروں نے اس سے پہلے اس قسم کی مشینوں کے بارے میں سنا تک نہ تھا۔ کیونکہ باڑہ پرانی وضع کا تھا۔ اس میں بہت ہی پرانی قسم کی مشینیں ہی استعمال ہوتی تھیں۔ اسی لئے جب اسنوبال نے ان عجیب و غریب مشینوں کا تذکرہ کیا جو اُن کے بجائے بہت سے کام سرانجام دینے والی تھیں اور جن کے لگ جانے کے بعد وہ آرام کے ساتھ کھیتوں میں چر سکتے یا پڑھنے لکھنے اور بات چیت کے ذریعہ اپنی دماغی صلاحیتوں کو ترقی دے سکتے تو وہ سب کے سب حیرت سے دم بخود رہ گئے۔

چند ہفتوں کے اندر ہی اندر پون چکی کے سلسلے میں اسنوبال کے سارے منصوبے مکمل ہوگئے۔ میکانکی معلومات اُن تین کتابوں سے حاصل کی گئیں جو مسٹر جونز کی ملکیت تھیں۔ اسنوبال نے ایک سائبان کو، جہاں بچے پیدا کرنے کے لئے مصنوعی حرارت پہنچانے والے آلے لگے ہوئے تھے اور جس کا فرش چکنی لکڑی کا بنا ہوا تھا، اپنے مطالعہ کے لئے مخصوص کرلیا تھا۔ وہ یہاں گھنٹوں بند رہ کر نقشے بناتا رہتا۔ کتابوں کو پتھروں کے سہارے کھول کر رکھ دیتا اور چاک کھروں میں پکڑ کر، ادھر اُدھر گھوم گھوم کر، دائروں پر دائرے اور لکیروں پر لکیریں کھینچتا رہتا۔ بعض وقت جوش و خروش میں خود سے کچھ باتیں کرنے لگتا۔ رفتہ رفتہ منصوبوں نے عملی شکل اختیار کی اور محوری دُھرے اور دندانے

دار پہیوں کے نقشوں سے بھرے ہوئے فرش جانوروں کے سامنے آنے لگے
اُن کے لیے ناقابل فہم ضرور تھے لیکن ان سے وہ متاثر بھی بہت ہوئے
جانور دن میں ایک بار اسنوبال کے خاکے اور نقشے دیکھنے ضرور آتے
تک کہ بطخیں اور مرغیاں بھی دیکھنے آئیں لیکن انھیں اس سے تھوڑی
تکلیف پہنچی کہ وہ ان چاک کے نشانات اور خاکوں پر چل پھر نہ سکتی تھ
سارے جانوروں میں صرف نپولین الگ تھلگ رہا۔ اس نے ا
سے کھلم کھلا پون چکّی کے منصوبے کی مخالفت کی تھی۔ ایک دن اچانک
منصوبوں کا معائنہ کرنے کے لئے آدھمکا، سائبان کا ایک چکر لگایا، منصو
ہر جزوی تفصیل کا بغور معائنہ کیا، ایک دو بار ناک سکوڑ کر سونگھا، تھو
کھڑا کچھ غور کرتا رہا اور اپنی آنکھوں کے گوشوں سے انھیں دیکھتا رہا پھ
اس نے ٹانگ اٹھائی منصوبے کے خاکوں پر پیشاب کیا اور بغیر کچھ کہے
باہر چلا گیا۔

اب پورا باڑہ پون چکّی کے مسئلہ پر دو گروہوں میں بٹ گیا تھا۔
اسنوبال نے کبھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا کہ پون چکّی کی تعمیر واقعی ا
سخت دشوار کام ہے۔ پتھروں کی کھدائی اور دیوار کی صورت میں ان کی چنا
پڑے لگانا۔ پھر ڈائنیمو اور تاروں کی ضرورت ان تمام چیزوں کو کس طرح حا
کیا جائیگا؟ اس کی اسنوبال نے کبھی تصریح نہیں کی لیکن اس کا یہ دعویٰ
تھا کہ یہ سب کام ایک سال میں سرانجام پا سکتا ہے اور اس کے تکمیل
کے بعد اُس کے دعویٰ کے مطابق اتنا کم کام باقی رہ جائیگا کہ جانورو

ہفتہ میں صرف تین دن کام کرنا پڑے گا۔

اس کے برخلاف نپولین اس بات پر مصر تھا کہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت غذائی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔ اگر پون چکّی کی تعمیر میں وقت ضائع کیا گیا تو سب بھوکے مرجائیں گے۔ آخر جانور دو ٹکریوں میں بٹ گئے۔ ایک کا نعرہ تھا "اسنوبال کو ووٹ دو اور ہفتہ میں تین دن کام کرو"۔ دوسرے کا کہنا تھا "نپولین کو ووٹ دو اور پیٹ بھر کھاؤ"۔ بینجمن ہی واحد غیر جانبدار جانور رہ گیا تھا۔ وہ نہ تو یہ ماننے پر تیار تھا کہ خوراک پہلے سے زیادہ میسر ہوگی اور نہ یہ کہ پون چکّی سے کام میں کمی آئے گی۔ پون چکّی بنے یا نہ بنے، زندگی اسی رفتار اور ڈھب سے گذرتی رہے گی جیسی گذرتی آئی ہے یعنی خرابی سے۔

فی الوقت پون چکّی کے تنازعہ کے علاوہ باڑے کے دفاع اور تحفظ کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ یہ تو سب جانتے تھے کہ انسان جنگِ گاؤگھر میں شکست کھا چکا ہے اور یقیناً وہ باڑے پر دوبارہ قبضہ کرنے اور مسٹر جونز کا اختیار بحال کرنے کی خاطر ایک زیادہ منظم کوشش پھر کرے گا اس حملہ کا خطرہ اس وجہ سے اور بڑھ گیا تھا کہ انسانوں کی شکست کی خبریں پورے ملک میں پھیل چکی تھیں اور آس پاس کے باڑوں کے جانور پہلے سے کہیں زیادہ منحرف اور باغی ہوتے جا رہے تھے۔

اسنوبال اور نپولین اس مسئلہ پر بھی اختلاف آرا کا شکار تھے نپولین کے خیال میں اس وقت جانوروں کا اسلحہ جات مہیّا کرنا اور اُن کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا ضروری تھا۔ جبکہ اسنوبال کا خیال تھا کہ انھیں زیادہ سے زیادہ

کبوتر دوسرے باڑوں کے جانوروں کو بغاوت کرنے پر ابھارنے کیلئے بھیجنا چاہیئے۔ ایک کا
یہ تھا کہ اگر وہ اپنا دفاع نہ کر سکے تو شکست کھا جائیں گے جبکہ دوسرے کا خیا
تھا کہ اگر ہر جگہ بغاوت پھیل جائے تو مدافعت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے

جانوروں نے باری باری پہلے نپولین کے دلائل سنے پھر اسنوبال
لیکن وہ اس نتیجے تک نہ پہنچ سکے کہ ان میں سے کسی کی بات کو درست اور صحیح تسلیم
ہوتا یہ تھا کہ جو کوئی بھی تقریر کرتا وہ انھیں درست نظر آتا پہلے وہ نپولین
دلائل سنکر اُس کے ساتھ ہو جاتے۔ پھر جب اسنوبال تقریر کرنے لگتا تو وہ
کو درست اور صحیح سمجھ کر اس کی طرف ہو جاتے۔

آخر ایک دن اسنوبال کے منصوبے پورے ہو گئے۔ اتوار کے اجتماع م
رائے شماری سے فیصلہ ہونا تھا کہ پون چکی پر کام شروع کیا جائے یا نہ کیا جا

جب سارے جانور بڑے کھلیان میں جمع ہو گئے تو اسنوبال نے پو
کی تعمیر کے سلسلے میں دلائل پیش کرتے ہوئے ایک زور دار تقریر کی جس
درمیان بھیڑیں ممیا ممیا کر خلل انداز ہونے کی کوشش کرتی رہیں۔ جب اسنو
تقریر ختم کر چکا تو نپولین جوابی تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ اُس نے بڑے اطمینان
اسنوبال کی مخالفت کی اور کہا کہ کوئی جانور پون چکی کے منصوبے کی حمایت کا تصو
کرے کیونکہ اُس کے خیال میں یہ ایک مہمل منصوبہ ہے اتنی بات کہہ کر وہ فوراً بیٹھ
اس نے مشکل سے تیس سیکنڈ تقریر کی ہوگی۔ اُس کے بشرے سے اندازہ
تھا کہ تقریر کے تاثر کے بارے میں اُسے ذرّہ برابر پرواہ نہیں ہے۔

اس کے بعد اسنوبال پھر اچھل کر کھڑا ہوا۔ پہلے تو اُس نے ممیانے

بھیڑوں کو ڈانٹ پلائی پھر پون چکی کی حمایت کرتے ہوئے ایک پر زور تقریر
کی۔ ابھی تک جانور دو برابر برابر گروہوں میں بٹے ہوئے تھے لیکن اسنوبال
کی شاندار خطابت نے انھیں اپنا ہم خیال اور ہم نوا بنالیا۔ اُس نے دہکتے
ہوئے جملوں میں اس وقت کے جانورستان کا خاکہ پیش کیا جب جانوروں
کی پشت تھکا دینے والی محنت کے بوجھ سے آزاد ہوگی۔ اپنے تخیل میں وہ اب
چارہ کاٹنے کی مشین سے بہت آگے نکل گیا تھا۔ اُس نے کہا کہ بجلی کے ذریعہ ہم
بھوسہ الگ کرنے والی مشین، ہل، دندانے دار سرادن، رولر، درانتیاں اور
گٹھے باندھنے کی مشین چلا سکیں گے۔ بجلی ہر تھان تک پہنچ جائے گی۔ گرم اور
ٹھنڈا پانی اور بجلی کا آتش دان ہر ایک کو میسّر ہوگا۔

تقریر کے ختم کرتے کرتے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ رائے شماری میں
جس کی حمایت کی جائے گی۔ اسی لمحہ نپولین کھڑا ہوا۔ اُس نے اسنوبال پر ایک
بھرپور نگاہ ڈالی اور زور سے ایسی آواز بلند کی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں
سنی تھی۔

اس آواز کے ساتھ ہی باہر سے بھونکنے کی آواز آنے لگی اور نو بڑے بڑے
کتے جن کے گلے میں پیتل کے پٹے پڑے ہوئے تھے زقند لگا کر کھلیان میں
داخل ہوئے اور ایک دم اسنوبال کی جانب جھپٹے لیکن وہ بر وقت اپنی جگہ سے
اچھل کر اُن کے جبڑوں کی گرفت سے بچ گیا۔

دوسرے ہی لمحہ وہ بھاگ کر دروازہ سے باہر نکل گیا اور کتے اُس کے
پیچھے دوڑنے لگے۔ سارے جانور حیرت اور خوف کے مارے کچھ بول نہ سکے اور

دروازہ پر آکر کتوں کو اسنوبال کا تعاقب کرتے دیکھنے لگے۔ اسنوبال بھ
مرغ زار میں دوڑا چلا جارہا تھا تاکہ کسی نہ کسی طرح سڑک تک پہنچ جا
اُس کی رفتار بہرحال ایک سور کی رفتار تھی لیکن کتے اس کے بالکل پیچھے لگے
تھے۔ اچانک وہ پھسل گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ اب کتے اُس کو دبوچ ہی لیں
گے لیکن وہ دوبارہ اٹھا اور پہلے سے کہیں زیادہ تیزی سے دوڑنے لگ
کتے پھر اُس کے قریب جاپہنچے یہاں تک کہ اُن میں سے ایک نے تو اُس کی دم
ہی لی تھی کہ اسنوبال نے ایک دم اُسے سکیڑ لیا۔ پھر اپنی ساری توتوں کو
کرکے دوڑا اور ایک دم تیزی کے ساتھ باڑے کے ایک سوراخ سے
نکل گیا۔ جبکہ کتے اُس سے چند اِنچ کے فاصلہ پر ہی رہ گئے۔ اس کے بعد
اسنوبال کا کچھ پتہ نہ چلا۔

خوفزدہ جانور خاموشی کے ساتھ کھلیان میں واپس چلے آئے۔ تھوڑ
دیر میں کتے بھی چھلانگیں مارتے ہوئے واپس آگئے۔ اوّل اوّل تو کسی کی
میں نہ آتا تھا کہ آخر یہ آئے کہاں سے لیکن جلد ہی یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔
وہی پلّے تھے جنھیں نپولین نے اُن کے پیدا ہونے کے بعد اُن کی ماؤں
مانگ لیا تھا اور علیحدہ رکھ کر اُن کی پرورش کی تھی۔ یہ اگرچہ اب تک پ
طرح جوان نہیں ہوئے تھے لیکن ابھی سے بڑے بڑے نظر آتے تھے اور
شکل وصورت تو بھیڑیوں کی طرح ہیبت ناک تھی۔ وہ نپولین کے ارد
رہے۔ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ وہ نپولین کے سامنے بالکل اسی طرح دم ہلاتے
طرح دوسرے کتے مسٹر جونز کے سامنے اپنی دم ہلاتے تھے۔

کئے نپولین کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اب وہ اُس ابھری ہوئی زمین
پر جا کھڑا ہوا جہاں کھڑے ہو کر کبھی بوڑھے میجر نے تقریر کی تھی۔ اُس
اعلان کیا کہ اتوار کے اجتماع آئندہ سے ختم کئے جاتے ہیں اُن کی ضرورت
تضیع اوقات سے کیا حاصل۔ آئندہ سے باڑہ کے انتظام کے مسائل
پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی طے کرے گی جس کی صدارت وہ خود کیا کرے گا۔ یہ
معاملات طے کرنے کے لئے اجلاس منعقد کرے گی اور وہاں کئے گئے فیصلے
میں سب کو سنا دیئے جائیں گے۔ جھنڈے کی سلامی اور "انگلستان کے چوپائے"
مل کر گانے کے لئے اتوار کی صبح کو تمام جانور بدستور جمع ہوا کریں گے
وہیں پر انھیں ہفتہ بھر کے کام کے سلسلے میں احکامات بھی سنا دیئے جائیں
لیکن آئندہ سے اُن پر کوئی بحث نہیں ہوگی۔

جانور اسنوبال کے اخراج کے صدمے سے متاثر تھے۔ یہ اعلان سُن کر اور
دہشت زدہ رہ گئے۔ ان میں بہت سے تو احتجاج کے لئے تیار تھے مگر اُن
میں کوئی مناسب دلیل نہ آرہی تھی۔ بوکسر تک پریشان ہوگیا۔ اُس نے
کان کھڑے کئے، گردن کے بالوں کو ہلایا اور اپنے خیالات کو مجتمع کرنے کی
کوشش کی۔ لیکن آخرکار اُس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔

دو چار سور صورت حال کو سمجھ رہے تھے۔ آخر چار سور بچے جو اگلی
میں بیٹھے تھے چیخ چیخ کر اپنی ناراضمندی کا اظہار کرنے کے لئے آگے بڑھے
چاروں نے ایک ساتھ بولنا شروع کر دیا۔ لیکن نپولین کے آس پاس بیٹھے
ئے کتے ایک دم زور زور سے غرانے لگے۔ جس کو سُن کر چاروں سور

خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ اسی وقت بھیڑوں نے چار ٹانگیں اچھی دو ٹانگیں
بُری، کا راگ گلا پھاڑ پھاڑ کر الاپنا شروع کر دیا۔ یہ چیخ پکار پندرہ منٹ
تک جاری رہی اور اُس کے نتیجہ میں بحث و مباحثہ کا کوئی سوال
باقی نہ رہا۔

اس ہنگامہ کے بعد اسکوئیلر کو پورے باڑے میں دوسرے جانوروں
کو نئے انتظامات کی نوعیت سمجھانے کے لئے بھیجا گیا۔

اس نے کہا۔

”ساتھیو! مجھے یقین ہے کہ باڑے کا ہر جانور ساتھی نپولین کے اِس
قربانی کو سراہے گا جس کا ثبوت اس نے اپنے ذمہ زیادہ سے زیادہ محنت
لے کر دیا ہے۔ ساتھیو! یہ مت سمجھنا کہ رہنمائی کوئی آسان کام ہے، یہ ایک انتہائی
اہم ذمہ داری ہے۔ نپولین سے زیادہ کوئی دوسرا اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ
تمام جانور برابر ہیں۔ اُسے تو اس بات سے خوشی ہوگی کہ آپ اپنے معاملات
کے سلسلے میں خود فیصلہ کریں لیکن ساتھیو! بعض وقت آپ غلط فیصلہ کر
ہیں۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ ہمارا حشر کیا ہوگا۔ فرض کیجئے، آپ یہ طے کر
آپ کو اسنوبال کی حمایت کرنا ہے اور اُس کے پون چکی کے خیالی پلاؤ جیسے
منصوبے پر عمل کرنا ہے تو آپ یہ بات بخوبی جان لیں کہ اسنوبال ایک غدار
اور مجرم تھا۔“

اس پر جانوروں میں سے ایک بول اٹھا۔

”وہ جنگ ”گاؤ گھر“ میں بڑی بہادری سے لڑا تھا۔“

”صرف بہادری تو کافی نہیں ہے“ اسکوئیلر نے جواب دیا۔

”وفاداری اور اطاعت پسندی زیادہ اہم ہے اور جہاں تک جنگ
”گاؤ گھر“ کا تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ آپ سب کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا
کہ اس میں اسنوبال کے کارنامے ہم سے بڑھا چڑھا کر بیان کئے ہیں۔ نظم و
ضبط، ساتھیو! آہنی نظم و ضبط ہی وقت کا تقاضا ہے! ایک بھی غلط قدم
تھا اور ہمارا دشمن ہم پر آپڑا۔ ساتھیو! مجھے یقین ہے کہ آپ جونز کو دوبارہ
واپس بلانا پسند نہیں کریں گے۔“

ایک بار پھر اس دلیل نے سب کو لاجواب کر دیا۔ یہ یقینی تھا کہ جانور
جونز کو ہرگز واپس بلانا نہ چاہتے تھے، اگر اتوار کی صبح کا اجتماع اور مباحثہ اُسے
واپس لانے کا سبب بن سکتا تھا تو اس مباحثہ کا بند ہو جانا ہی بہتر تھا۔ باکسر
جسے اس عرصے میں غور کرنے کا کافی موقع مل چکا تھا، سب کے جذبات کی ترجمانی
کرتے ہوئے بولا۔

”اگر ساتھی نپولین کی یہ رائے ہے تو ٹھیک ہے“

اور آئندہ کے لئے اُس نے ”ساتھی نپولین ہمیشہ ٹھیک کہتا ہے“ کو
اپنے ذاتی مقصد حیات کے لئے ”اور میں زیادہ محنت کروں گا“ کے مقولے کو
اضافی حیثیت سے اپنا لیا۔

اس عرصہ میں موسم کا زور ٹوٹ گیا اور موسم بہار کی فصلوں کی
بوائی شروع ہو گئی۔ وہ سائبان، جہاں اسنوبال نے پون چکی کے منصوبے
بنائے تھے، بند کر دیا گیا۔ سب جانوروں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ

منصوبوں کو فرش پر سے مٹا دیا گیا ہے اب ہر اتوار کی صبح کو دن کے دس بجے تمام جانور بڑے کھلیان میں ہفتہ بھر کے کام کے سلسلے میں احکامات سننے جمع ہوتے۔ بوڑھے میجر کی کھوپڑی جو اب گوشت اتر جانے کے باعث صاف ہو گئی تھی باغیچہ کے مدفن سے نکال کر ایک اونچے سے بانس پر جھنڈے اور بندوق کے برابر لٹکا دی گئی تھی۔ پرچم لہرانے کے بعد تمام جانور ایک قطار میں کھوپڑی کے پاس سے بصد ادب و احترام گذرتے اور بڑے کھلیان میں داخل ہوتے تھے اب وہ سب ایک ساتھ نہ بیٹھتے تھے جیسا کہ ماضی میں دستور تھا بلکہ نپولین، اسکوئلر اور ایک سور منیمس کے ساتھ جسے نظم گوئی میں کمال حاصل تھا۔ اونچے پلیٹ فارم پر بیٹھتا تھا۔ نوجوان کتے اُن کے اردگرد ایک نیم دائرہ کی شکل میں بیٹھ جاتے اور بقیہ سور اُن کے پیچھے بیٹھتے تمام جانور اُن کی طرف رُخ کرکے بیٹھتے تھے۔ نپولین ہفتہ بھر کے احکامات سپاہیانہ انداز میں پڑھ کر سناتا پھر "انگلستان کے چوپایہ" کا نغمہ سنایا جاتا اور جلسہ برخاست ہو جاتا۔

لیکن اسنوبال کے بھگائے جانے کے بعد تیسرے اتوار کو جب نپولین نے یہ اعلان کیا کہ "پون چکی" کی تعمیر ضروری ہے تو تمام جانور حیرت زدہ رہ گئے نپولین نے اپنے خیالات کی تبدیلی کے جواز میں کوئی دلیل نہیں دی بلکہ جانوروں کو بس آگاہ کر دیا کہ اضافی کام کے معنی زیادہ محنت سے کام کرنے کے ہوں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُن کی مقررہ خوراک کم ہو جائے۔ بہرحال انتہائی تفصیلات کے ساتھ منصوبہ تیار کر لیا گیا جسکو سوروں کی ایک مخصوص مجلس نے

تین ہفتوں میں مکمل کیا اندازہ کیا گیا کہ پون چکی کی عمارت مع تمام اضافوں کے دو سال میں مکمل ہو گی۔

اُسی سال اسکوئلر نے دوسرے تمام جانوروں کو اعتماد میں لیتے ہوئے ذاتی طور پر اس کی وضاحت کی کہ نپولین حقیقت میں پون چکی کا بالکل مخالف نہیں تھا بلکہ یہ خیال تو سب سے پہلے اُسی نے ظاہر کیا تھا اور وہ منصوبہ جو اسنوبال نے سائبان کے فرش پر تیار کیا تھا، دراصل نپولین کے کاغذات سے چرایا گیا تھا۔ "پون چکی" تو دراصل نپولین ہی کے ذہن کی تخلیق تھی۔ جانوروں میں سے کوئی سوال کر بیٹھا کہ پھر نپولین نے پون چکی کے منصوبہ کی اسقدر زبردست مخالفت کیوں کی تھی؟ یہ سن کر اسکوئلر تھوڑا سا جز بز ہوا پھر اس نے جواب دیا کہ یہ تو دراصل ساتھی نپولین کی چالاکی تھی۔ وہ تو پون چکی کی مخالفت اس لئے کر رہا تھا تاکہ اسنوبال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے فضا ہموار ہو سکے۔

اسنوبال ایک بدکردار اور خطرناک جانور تھا۔ اب جبکہ وہ راستے سے ہٹ چکا ہے، منصوبہ اس کی دخل اندازی کے بغیر پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اسکوئلر نے اپنی دم ہلاتے ہوئے اور خوشی سے چکر لگاتے ہوئے کہا "ساتھیو اسے جوڑ توڑ کہتے ہیں، جوڑ توڑ!"

جانوروں کو اس لفظ کے معنی معلوم نہ تھے لیکن اسکوئلر نے اس قدر ترغیب آمیز اور پرچانے والے انداز میں تقریر کی اور اُس کے ساتھ کے تینوں کتے اس طرح غرائے کہ سبھوں نے اُس کی تاویلوں کو بے چون و چرا تسلیم کر لیا۔

جانوروں نے پورے سال غلاموں کی طرح محنت کی اور اس بے پناہ محنت
کے باوجود وہ خوش تھے۔ انھوں نے کسی پریشانی یا ناراضگی کا اظہار کئے بغیر
ہر قسم کی سعی کی اور ہر ممکن قربانی دی کیونکہ وہ اس بات سے بخوبی واقف
تھے کہ یہ سب کچھ انھی کی فلاح وبہبود کے واسطے ہو رہا ہے یا اُن کے بعد آنے
والی نسلوں کے لئے۔ سست، کاہل اور کام چور انسان کے لئے نہیں۔

ساری گرمیوں اور موسم بہار بھر انھوں نے ہفتہ میں ساٹھ گھنٹے کام
کیا۔ اگست کے مہینہ میں نپولین نے اعلان کیا کہ اب اتوار کی سہ پہر کو بھی کام
ہوا کرے گا۔ یہ کام بظاہر تو رضاکارانہ نوعیت کا تھا لیکن جو بھی جانور کام سے
غیر حاضر ہوا، اُس کی خوراک آدھی کر دی گئی۔ اس کے باوجود بعض کام
ادھورے چھوڑنے پڑے۔ فصل بھی پچھلے سال کی نسبت اچھی نہ ہوئی تھی
اور وہ دو کھیت جو گرمیوں کے اوائل میں ہی جڑوں کی پود لگا کر تیار کئے جانے
تھے اس لئے خالی پڑے رہے کہ ان میں ہل نہیں چلے تھے بہرحال وہ وقت پر
تیار نہیں ہو سکے۔ اس بات کا اندازہ لگانا دشوار نہیں تھا کہ اب کے سردی
کا موسم ذرا سخت ہی گزرے گا۔

"پون چکی" کی تعمیر میں غیر متوقع دقتیں پیش آئیں۔ باڑے میں چونے
کے پتھر کی کان بھی موجود تھی اور کافی مقدار میں ریت اور سیمنٹ بھی ایک
عمارت سے دستیاب ہو گیا تھا۔ اس طرح تعمیر کا تقریباً سارا سامان موجود
تھا پھر بھی ایک مشکل ابتداءً کسی طرح حل ہوتی نظر نہ آتی تھی کہ پتھروں کو
مناسب سائز میں توڑا کس طرح جائے؟ اس کے لئے ہتھوڑے اور چھینی کے
علاوہ کوئی دوسرا طریقہ سمجھ میں نہ آ رہا تھا لیکن چھینی کو استعمال کرنا کسی بھی
جانور کے واسطے ممکن نہیں تھا کیونکہ اُن میں سے کوئی بھی اپنی پچھلی ٹانگوں پر
کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔

ہفتوں کی بیکار کاوشوں کے بعد ایک جانور کے ذہن میں خیال آیا کہ
اس کام کے لئے زمین کی کشش کو کیوں نہ استعمال کیا جائے؟ بڑی بڑی
چٹانیں، جن کا موجودہ صورت میں استعمال کرنا ممکن نہ تھا، کان کے دہانے
کے پاس پڑی ہوئی تھیں۔ جانوروں نے اس کو رسیوں سے لپیٹا اور گایوں،
گھوڑوں، بھیڑوں، غرض ہر اُس جانور نے جو رسّی پکڑ سکتا تھا مل جل کر نہایت
آہستگی کے ساتھ نشیب سے ٹیلے کی بلندی پر لے گئے تاکہ وہاں سے نیچے دھکیل
کر ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکے۔ نازک مرحلوں میں سور بھی کبھی کبھی شریک کار
ہوئے۔ پتھر کے ٹکڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا نسبتاً سہل تھا۔
گھوڑوں نے اُسے گاڑی میں لاد کر کھینچا۔ بھیڑیں ایک ایک ٹکڑا اٹھا کر لے
گئیں۔ حد یہ کہ بنجمن اور میوریل نے ایک بچہ گاڑی میں جُت کر پتھر بھر بھر کر
کھینچے اور اس طرح اپنے حصّہ کا کام پورا کیا۔ گرمیوں کے ختم ہوتے ہوتے کافی

پتھروں کا ذخیرہ جمع ہوگیا اور اُس کے بعد سوروں کی نگرانی میں عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

کام بہت آہستہ آہستہ اور زیادہ محنت کے ساتھ سر انجام پا رہا تھا اکثر پورا ایک دن پتھر کو کھسکا کر کان کے دہانے تک لیجانے میں صرف ہوجاتا اور جب اُسے نیچے دھکیلا جاتا تو گرنے پر بھی وہ نہ ٹوٹتا تھا۔ بوکسر کے بغیر کوئی بھی کام پورا نہ ہوسکتا تھا کیونکہ اُس کی قوت تمام جانوروں کی مجموعی طاقت کے برابر تھی۔ کوئی بڑا پتھر جب چڑھائی پر چڑھتے چڑھتے جانوروں سے سنبھالے نہ سنبھلتا اور وہ اُس کے ساتھ نشیب کی طرف لڑھکتے ہوئے چیخنے لگتے تو بوکسر ہی رسّی کو پوری قوت سے اپنی جانب کھینچ کر پتھر کو لڑھکنے سے روکتا تھا۔

بوکسر کو ڈھلان پر آہستہ آہستہ کھسکتے، تیز تیز سانس لیتے، سُموں کو زمین پر مارتے اور جسم کو پسینے سے تر بتر دیکھ کر بے اختیار تمام جانوروں کے دلوں میں اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی۔ کلوور نے کئی بار بوکسر کو ضرورت سے زیادہ محنت اور کام کرنے سے روکا بھی لیکن اُس نے ایک نہ سُنی "میں اور زیادہ محنت کروں گا" اور "ساتھی نپولین ہمیشہ ٹھیک کہتا ہے" کے نعرے اس کے نزدیک ہر مشکل کا حل تھے۔ اُس نے ایک مرغ بچے سے درخواست کی کہ وہ اُسے صبح کو آدھ گھنٹہ پہلے اٹھانے کے بجائے پون گھنٹہ پہلے اٹھایا کرے۔ اپنے فرصت کے اوقات میں، جو اب کم ہی میسر ہوتے تھے، وہ خاموشی سے کان تک جاتا ٹوٹے پتھروں کو گاڑی میں لادتا اور بغیر کسی مدد کے پون چکّی کی عمارت تک کھینچ کرلے جاتا۔

اس پورے موسم میں جانور کام کی زیادتی اور سخت دشواری کے باوجود کام میں لگے رہے۔ اس دوران انھیں جونز کے زمانے سے زیادہ خوراک بھی نہیں ملی۔ تاہم وہ صرف اس تصوّر سے سب کچھ کر رہے تھے کہ یہ اُن کے لئے ہے نہ کہ پانچ فضول اور نکمّے انسانوں کے لئے۔ اس خیال نے اُن کی بہت سی ناکامیوں کو بھی بے معنی ٹھہرا دیا تھا اور بہت سے کام تو انھوں نے انسان سے بھی زیادہ بہتر طریقے اور سلیقے سے سرانجام دیئے جس میں محنت بھی کم کرنا پڑی۔

مثلاً نرائی کا کام کہ اس طرح کرنا انسانی سطح پر ممکن ہی نہ تھا۔ اب کسی جانور کے لئے چرا کر کھانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اس لئے کشتِ زار کو قابلِ زراعت زمین سے علیحدہ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی اور اسطرح باڑیں اور دروازے لگانا بھی غیر ضروری قرار پایا۔ جیسے جیسے گرمیاں گذرتی گئیں بعض چیزوں کی کمی محسوس ہوتی گئی۔ پرافین، میخوں، رسیّوں، کتّوں کے کھلانے کی ٹکیوں اور گھوڑوں کے نعلوں کے لئے لوہے کا شمار اُن چیزوں میں تھا جو باڑے میں میسّر نہیں تھیں اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد بیج اور مصنوعی کھاد کی ضرورت بھی تھی اور دوسرے اوزاروں کے علاوہ "پون چکّی" کی تعمیر میں کام آنے والی مشینری کی بھی ضرورت تھی۔ یہ سب چیزیں کیسے اور کہاں سے حاصل کی جائیں گی؟ اُس کے بارے میں کسی نے اب تک سوچا ہی نہ تھا۔

اتوار کی صبح جب جانور ہفتہ وار احکام سننے جمع ہوئے تو نپولین نے اعلان کیا کہ آئندہ سے اُس نے ایک نئی پالیسی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب سے جانورستان پاس پڑوس کے باڑوں سے تجارتی رابطہ قائم کرے گا

یہ تعلقات خالص تجارتی مقصد سے قائم نہیں کیے جا رہے ہیں بلکہ
ان کا مقصد ضروری اشیاء کی فوری فراہمی ہے۔ اُس نے زور دیتے کہا کہ پو
چکی" کی تعمیر ہر چیز سے زیادہ ضروری ہے اس لئے وہ خشک گھاس کے ذخیر
اور اس سال کی گیہوں کی فصل کے ایک حصّہ کی فروخت کے انتظامات کر رہا ہے
بعد میں اگر مزید روپے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اُسے انڈوں کی فروخت سے
کیا جائیگا۔ جن کی فروخت کے لئے ولنگڈن کے بازار میں خاصی گنجائش ہے۔ نپو
نے کہا کہ مرغیوں کو یہ قربانی ہنسی خوشی دینا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ پون چ
کی تعمیر میں اُن کا خاص حصّہ ہے۔

ایک بار پھر جانوروں نے ایک مبہم قسم کی بے چینی محسوس کی اور و
سوچنے لگے کہ جونز کے بھگائے جانے کے بعد فتح مندی کے جذبہ کے ساتھ پہلے
اجتماع میں کیا یہ طے نہیں کیا گیا تھا کہ انسانوں سے کسی بھی قسم کا رابطہ نہیں ک
جائیگا، نہ کہ اب اُن سے تجارت کی جائے گی اور روپیہ پیسہ کا استعمال ہوگ
جانوروں کو اچھی طرح یاد تھا کہ اس قسم کی قرار دادیں منظور کی گئی تھیں پھر چا
چاروں سوروں نے، جو اس سے پہلے بھی اتواری اجتماعات ختم کرنے پر نپولین
کے فیصلے کے خلاف احتجاج کر چکے تھے، ایک بار پھر دبی زبان سے ڈرتے ڈر
احتجاج کرنے کی کوشش کی لیکن کتوں کے غرّانے سے سہم کر چپ بیٹھ رہے۔ بھیڑ
نے حسب معمول میا میا کر "چار ٹانگیں اچھی دو ٹانگیں بُری" کا ورد شروع کر د
اور گومگو کی کیفیت جلد ہی ختم ہوگئی۔ نپولین نے خاموش ہوجانے کا اشا
کیا اور بولا۔

"میں نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ کسی بھی جانور کو انسان سے
دوچار ہونے اور ملنے جلنے کی نوبت نہیں آئے گی کیونکہ وہ خود اُسے اچھا
نہیں سمجھتا اس سلسلے کی تمام ذمہ داریاں اُس کے سر رہیں گی۔ ولنگڈن کا
رہنے والا ایک قانون دان مسٹر وہمپر، ہمارے اور بیرونی دنیا کے درمیان
واسطہ کی حیثیت سے کام کرنے پر آمادہ ہے۔ وہ ہر پیر کی صبح کو ہدایات
حاصل کرنے باڑے میں آیا کرے گا۔"

نپولین نے حسب معمول اپنی تقریر کا اختتام جانورستان زندہ باد پر
کیا اور "انگلستان کے چوپایے" کے گائے جانے پر جلسہ ختم ہوگیا۔

بعد میں اسکوئلر نے جانوروں کے دماغ سے شکوک وشبہات دور
کرنے کے لئے باڑے کا گشت لگایا۔ اُس نے انھیں یقین دلایا کہ انسان سے
تجارتی تعلقات قائم نہ کرنے اور روپے کا لین دین نہ کرنے کی قرار داد منظور
ہونا تو درکنار کبھی پیش ہی نہیں کی گئی۔ یہ تو خالص تصوراتی بات معلوم ہوتی
ہے اور اس کا تعلق ان جھوٹی باتوں اور افواہوں سے ہے جو اسنوبال نے
پھیلائی تھیں۔ کچھ جانور اب بھی مشکوک سے تھے۔ اسکوئلر نے ان سے
دریافت کیا۔

"ساتھیو! کیا آپ کو یقین ہے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ایک خواب
نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس اس قسم کی قرار داد کا کوئی ریکارڈ ہے؟ کیا یہ
کہیں لکھا ہوا موجود ہے؟"

اور یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کی کوئی چیز کہیں بھی لکھی ہوئی موجود نہیں

تھی اس لئے جانوروں کو اس بات کا یقین کرنا پڑا کہ وہ غلطی پر تھے۔ یہ سوچ
کر وہ سب کے سب مطمئن ہو گئے۔

طے شدہ طریقے پر ہر پیر کو مسٹر دھمپر باڑے میں آتا تھا۔ وہ ایک
پستہ قد عیار آدمی تھا جس کے دونوں رخساروں پر گل مچھے تھے۔ اُس
کام کچھ زیادہ اچھا نہ چلتا تھا لیکن وہ اس قدر تیز ضرور تھا کہ اُس نے
دوسروں سے پہلے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ جانورستان کو ایک دلّال
کی ضرورت ہوگی جس کا معقول معاوضہ بھی ملے گا۔ جانور اُس کی آمدورفت
سے خوفزدہ رہتے اور جہاں تک ممکن ہوتا اُس کے سامنے آنے سے گریز کرتے
اس کے باوجود چاروں پیروں والے نپولین کا دو پیروں والے دھمپر کو
احکامات دیتے نظر آنا جانوروں کے لئے فخر کا سبب تھا۔ اسی باعث وہ کسی
کسی حد تک نئے انتظامات سے مطمئن ہو گئے۔

انسان سے اب اُن کے تعلقات پہلے جیسے نہیں تھے، جانورستان اب
روز بروز خوشحالی کی طرف بڑھ رہا تھا، اب بھی انسانوں کی نفرت کا ہدف تھا
وہ اب اُن سے پہلے سے بھی زیادہ نفرت کرنے لگے تھے اور یہ خیال ہر انسان
کا جزو ایمان تھا کہ جلد یا بدیر اس باڑے کا دیوالیہ ہوکر تباہ ہونا لازمی ہے
اور پون چکی کی تعمیر کا منصوبہ تو ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ وہ جب چائے
خانوں میں جمع ہوتے تو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر نقشوں اور خاکوں کی
مدد سے ثابت کرتے کہ پون چکی کی عمارت گر پڑے گی اور بالفرض محال وہ قائم
بھی رہی تو کام کرنے کے قابل نہیں ہوگی۔

لیکن ان تمام باتوں اور جی نہ چاہنے کے باوجود وہ جانوروں کے حسن
کارکردگی اور ان کی صلاحیتوں کے اعتراف پر مجبور تھے۔ کیونکہ جانور اپنا کام بڑے
سلیقے سے سرانجام دے رہے تھے۔ اس کا ایک ثبوت تو یہ تھا کہ اب انھوں
نے باڑے کو اس کے موجودہ اصلی نام جانورستان کے نام سے یاد کرنا شروع
کردیا تھا اور اُس کا پچھلا نام منیر فارم لینا ترک کر دیا تھا انھوں نے جونز
کی حمایت بھی ترک کردی تھی اور جونز باڑے کے دوبارہ حصول سے مایوس
ہوکر ملک کے کسی دوسرے حصہ میں چلا گیا تھا۔

مسٹر دھمپر بیرونی دنیا اور جانورستان کے درمیان رابطہ کا واحد وسیلہ
تھا۔ انھیں دنوں یہ افواہیں گرم ہوئیں کہ نپولین دشت روباہ کے مالک مسٹر
پلکنگٹن یا خارستان کے مالک مسٹر فریڈرک سے مستقل اور واضح تجارتی معاہدہ
کرنے والا ہے لیکن اُس نے ان میں سے کسی سے بھی معاہدہ نہیں کیا۔

ٹھیک اسی زمانے میں سور باڑے کی عمارت میں منتقل ہو گئے اور
انھوں نے وہیں رہائش اختیار کر لی۔ اس پر جانوروں کو پھر یاد آیا کہ شاید
ابتدائی زمانے میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ کوئی بھی جانور باڑے کی عمارت میں
نہیں رہے گا لیکن اسکوئیلر نے ایک بار پھر اُن کی غلط فہمی رفع کی اور بتایا کہ باڑہ
کے اعلیٰ دماغ سوروں کے لئے ایک ایسی پُرسکون جگہ کی ضرورت تھی جہاں بیٹھ
کر وہ اطمینان سے اپنے کام سرانجام دے سکیں اور پھر لیڈر کے لئے تو بہت
ہی ضروری ہے۔ اِدھر کچھ دنوں سے اسکوئیلر نے نپولین کو لیڈر کہنا شروع کر دیا
تھا۔ اس کی شان و شوکت قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ڈربہ کے

بجائے مکان میں رہے۔

جانوروں نے جب یہ سُنا کہ سور نہ صرف اپنا کھانا باورچی خانہ
کھاتے اور ڈرائنگ روم کو آرام گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں بلکہ
بستروں میں ہی سوتے ہیں، تو وہ سب بہت پریشان ہوئے مگر بوکسر
حسبِ معمول "نپولین ہمیشہ ٹھیک کہتا ہے" کہکر اُسے نظر انداز کر دیا۔ کلوور
خیال تھا کہ بستروں میں نہ سونے کے بارے میں ایک واضح ہدایت موجود ہے
لہٰذا وہ کھلیان کے آخری سرے تک گئی اور اُس نے وہاں لکھے ہوئے ساتوں
پڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ چونکہ حروف شناسی سے آگے نہ بڑھ پائی تھی
میوریل کو پکڑ لائی اور اُس سے بولی۔

"میوریل مجھے چوتھا فرمان پڑھ کر سناؤ۔ کیا اسمیں یہ نہیں کہا گیا ہے
کوئی جانور بستر پر نہیں سوئے گا؟"

تھوڑی سی دقت کے بعد میوریل نے ہجّے کر کر کے پڑھا "کوئی جانور
چادر بچھا کر نہیں سوئے گا۔"

کلوور کو اچھی طرح یاد تھا کہ چوتھے فرمان میں چادر کا کوئی ذکر نہیں
لیکن اب چونکہ دیوار پر ایسا لکھا ہوا تھا تو ایسا ہی صحیح ہوگا۔ اسکوئیلر
سے دو تین کتوں کی ہمراہی میں ادھر سے گزر رہا تھا پورے معاملہ کو پوری
کے ساتھ پیش کیا۔

"ساتھیو! تم نے سنا ہوگا کہ ہم سور اب باڑے کی عمارت میں بستر
سوتے ہیں تو ہم کیوں نہ سوئیں؟ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بستروں پر

سلسلے میں کوئی قطعی حکم نہیں ہے۔ بستر کے معنی سونے اور آرام کرنے کی
ہے ہیں۔ تھان میں گھاس کا ڈھیر بھی صحیح معنوں میں بستر ہی ہے حکم میں
بلکہ صرف چادروں کے استعمال کی ممانعت ہے جو ایک انسانی ایجاد ہے۔ ہم نے باڑے کی
کے بستروں سے چادریں اتار کر پھینک دی ہیں اور کمبلوں میں سوتے ہیں۔
گویا یہ تو کمبل بھی بڑے آرام دہ ہیں۔ لیکن ساتھیو! جتنا دماغی کام اور محنت ہمیں
کرنا پڑتی ہے اُس میں ہمیں اُن سے زیادہ آرام دہ بستر کی ضرورت ہے۔
یقین ہے کہ تم یہ سہولت ہم سے نہیں چھینو گے، کیا تم ایسا کرو گے؟ کیا تم ہمیں
اس قدر تھکانا پسند کرو گے کہ ہم اپنے فرائض پورے نہ کر سکیں؟ یقیناً تم میں
کوئی بھی جونز کو دوبارہ واپس بلانا پسند نہیں کرے گا۔"

تمام جانوروں نے اُسے فوراً یقین دلایا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں سوچتے۔ اس
بعد سوروں کے باڑے کی عمارت میں بستروں پر سونے کے بارے میں کوئی بھی
نہیں کی گئی اور جب کچھ دن بعد یہ اعلان کیا گیا کہ آئندہ سے صبح کو سور
جانوروں کے مقابلہ میں ایک گھنٹہ دیر سے اُٹھا کریں گے تو اس پر بھی
شکایت تک نہ کی۔

موسم خزاں کے آتے آتے جانور تھک چکے تھے پھر بھی وہ خوش تھے۔ یہ
اُن پر بہت سخت گذرا۔ خشک گھاس اور اناج کی فروخت کے بعد جاڑے
کھانے پینے کے لئے سامان کچھ زیادہ باقی نہیں بچا تھا لیکن "پون چکّی" کی تعمیر
نعم البدل تھی۔ وہ اب تقریباً آدھی بن چکی تھی۔ فصل کی کٹائی کے بعد موسم
اور خشک ہوگیا اور جانوروں نے بہت زیادہ محنت کی کیونکہ اُن کے خیال

میں دن بھر اِدھر سے اُدھر پتھروں کی ڈھلائی کے ذریعہ وہ عمارت کی دیوار ایک فٹ اور بلند کر سکتے تھے اور یہی اُن کی محنت و مشقت کا حاصل تھا۔

بوکسر تو چاندنی راتوں میں تنہا اُٹھ آتا اور اکیلا ایک ایک دو دو گھنٹے تک کام کرتا رہتا۔ خالی وقت میں جانور ادھوری عمارت کے چاروں طرف چکر لگاتے اور اُس کی دیواروں کی مضبوطی اور اُن کی عمودی اٹھان دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتے کہ ایسی شاندار عمارت تعمیر کرنا بھی اُن کا کارنامہ ہے۔ بوڑھے بنجمن نے "پون چکی" کے بارے میں کسی جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وہ حسبِ معمول اپنے عجیب فقرے دوہراتا رہتا کہ گدھے زیادہ لمبی عمر تک زندہ رہتے ہیں۔

نومبر کا مہینہ آتے ہی جنوب مغرب کی پُرشور ہوائیں چلنے لگیں تو عمارت کی تعمیر کا کام روک دینا پڑا کیونکہ ہوا میں ضرورت سے زیادہ نمی کے باعث سیمنٹ کا ملانا ممکن نہ رہا تھا۔ ایک رات تو ایسی خوفناک ہوا کا طوفان آیا کہ باڑے کی عمارت کی بنیادیں تک ہلنے لگیں اور کھلیان کی چھت کے بہت سے کھپریل اکھڑ کر دور جا گرے۔ مرغیاں چیخوں اور کڑکڑاہٹ کے ساتھ ایک دم جاگ پڑیں کیونکہ اُن سب کو خواب میں ایسا محسوس ہوا جیسے کہیں دور بندوق چلی ہو۔ صبح کو جب سارے جانور اپنے ٹھکانوں سے باہر نکلے تو انھوں نے جھنڈے کو زمین پر گرا ہوا پایا۔ باغیچہ کا ایک بڑا سا درخت جڑ سمیت اُکھڑ گیا تھا۔ جانور ابھی یہ سب کچھ دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک دم سب کے منہ سے یاس انگیز چیخیں نکل گئیں۔ ایک اذیت ناک منظر اُن کی نظر کے سامنے تھا۔ "پون چکی" ڈھیر ہو چکی تھی۔

سب کے سب ایک دم اُس طرف کو بھاگے نپولین جو کبھی کبھار ہی باہر نکلتا تھا اس وقت سب سے آگے آگے جا رہا تھا۔ "پون چکی" گری پڑی تھی۔ ان کی محنتوں کا ثمرہ اُن کے سامنے بنیادوں سمیت ڈھیر تھا وہ پتھر جنہیں انھوں نے توڑ توڑ کر بڑی محنت سے عمارت کی شکل دی تھی، چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے صدمے سے اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور وہ چپ چاپ کھڑے پتھروں کے ڈھیر کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ نپولین خاموشی سے اِدھر اُدھر چکّر کاٹ رہا تھا۔ وہ کبھی کبھی زمین سونگھتا۔ اُس کی دُم سخت ہو گئی تھی جسے وہ تیزی اور جھٹکے سے اِدھر اُدھر ہلا رہا تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ کسی گہری فکر میں ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ ایک دم رُک گیا جیسے کسی نتیجہ پر پہنچ گیا ہو۔

اُس نے انھیں بڑے سکون سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ساتھیو! کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس تباہی کی ذمّہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ کیا تم اُس دشمن سے واقف ہو جس نے رات کی تاریکی میں آکر ہماری "پون چکی" کو تباہ و برباد کر دیا؟"

وہ گرجدار آواز میں بولا۔

"اسنوبال! اسنوبال ہی نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ بغض اور کینے سے (اندھا) ہو کر اپنے نکالے جانے کی رسوائی کا انتقام لینے کی خاطر، رات کی تاریکی میں یہاں گھس آیا اور ہماری ایک سال کی محنت خاک میں ملا دی۔ ساتھیو! میں اب اسی وقت اسنوبال کو موت کی سزا دیتا ہوں۔ جو جانور اُسے یہ سزا دے سکے اُسے دو ٹوکری سیب اور ہیرو جانور درجہ دوم کا خطاب عطا کروں گا اور جو اُسے

زندہ گرفتار کریگا اُسے چار ٹوکری سیب دوں گا۔"

سارے جانور یہ سُن کر صدمے سے ششدر رہ گئے کہ اسنوبال جیسا جانو
اس جرم کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ وہ سب کے سب طیش سے چیخنے لگے اور ان میں سے
ایک اسنوبال کو پکڑنے کے طریقے سوچنے لگا۔

اُسی وقت ٹیلے سے ذرا دور گھاس پر ایک سور کے قدموں کے نشان نظ
گئے۔ یہ نشان چند گز کے فاصلے تک تو نظر آئے پھر باڑے کے قریب ایک سوراخ
تک جاکر غائب ہوگئے۔

نپولین نے اِن نشانوں کو دیکھکر ناک سکوڑی اور کہا "یہ نشان اسنوبال
کے ہیں ــــ" اس نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ اسنوبال شاید دشت روباہ
جانب سے آیا تھا۔

جب قدموں کے نشان دریافت ہوگئے تو نپولین نے چلّا کر کہا۔
"ساتھیو! اب ہمیں بالکل دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں یہ کام بہر صورت کرنا
ہے تو آج صبح سے ہی کیوں نہ پھر سے "پون چکی" کی تعمیر شروع کردیں۔ چاہے بارش
ہو یا تیز دھوپ، ہم جاڑے بھر اُسے بناتے رہیں گے اور اُس ذلیل غدّار کو بتا دیں گے
کہ وہ اتنی آسانی سے ہمارا کام نہیں روک سکتا۔ ساتھیو! یاد رکھو کہ ہمارے
منصوبوں میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہوگی اور انھیں بہرحال پورا کیا جائیگا۔
ساتھیو! آگے بڑھو! پون چکی زندہ باد، جانورستان زندہ باد!"

اب کے جاڑے غضب کے پڑے۔ موسم طوفانی رہا اور برف و باراں کا بھی
بڑا زور رہا۔ پھر ایسا سخت پالا پڑا اور اُس نے اتنا طول کھینچا کہ فروری کا مہینہ آپہنچا۔
جانور اپنی پوری توانائی سے "پون چکی" کی دوبارہ تعمیر میں لگے رہے۔ انہیں اس
بات کا خوب اندازہ تھا کہ بیرونی دنیا کی نظریں اُن پر لگی ہوئی ہیں اور اگر "پون چکی"
کی تعمیر وقت پر مکمل نہ ہوسکی تو حاسد انسان خوب خوشیاں منائے گا۔

انسان اپنی بد باطنی کے باعث اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار ہی نہیں تھے
کہ "پون چکی" کی بربادی میں اسنوبال کا ہاتھ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اُس کے گرنے کا سبب
پتلی دیواریں تھیں لیکن جانور جانتے تھے کہ یہ بات حقیقت کے خلاف ہے پھر بھی اس
مرتبہ دیوار تین فٹ چوڑی بنانے کا فیصلہ کیا گیا جبکہ گذشتہ بار اس کی چوڑائی
اٹھارہ انچ رکھی گئی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لامحالہ زیادہ پتھر جمع کرنا پڑیں
پتھر کی کان کافی عرصہ تک برف سے ڈھکی رہی لہذا کچھ بھی کام نہ ہوسکا۔ جب
موسم ذرا خشک ہوا تو کام کچھ آگے بڑھا لیکن کام اتنا جانگاہ تھا کہ پہلے کی طرح
جانور اب کسی خوش فہمی کا شکار نہیں رہے۔ وہ برابر سردی بھی محسوس کررہے تھے
اور بھوکے بھی رہتے تھے۔ صرف کلوور اور بوکسر نے ہمت نہیں ہاری۔ اسکوئلر

نے نشاطِ کار اور احترامِ محنت کے بارے میں بڑی پُھپسے دار تقریریں کیں لیکن اُن سے زیادہ توانائی اور حوصلہ انھیں بوکسر کی قوت اور اُس کے کامیاب نعرہ "میں اور زیادہ کام کروں گا" سے حاصل ہوا۔

جنوری میں غلّہ کم پڑ گیا اس لئے خوراک کی مقررہ مقدار بھی بہت کم کردی گئی اور اعلان کیا گیا کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آلوؤں کا خاص راشن دیا جائے گا عین اِسی وقت اس کا بھی یہ انکشاف ہوا کہ آلوؤں کی فصل کے ایک بڑے حصّے کو پالا مار گیا کیونکہ انھیں اچھی طرح ڈھکا نہیں گیا تھا۔ آلو پلپلے اور بدرنگ ہوگئے تھے ان میں سے بہت تھوڑے سے کھانے کے قابل تھے لہذا بہت دن تک کئی کئی وقت صرف بھوسی چوکر کھا کر گذارہ کرنا پڑا۔ ان دنوں ان کے چہروں سے فاقہ کشی ٹپکتی تھی۔

مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ اس حقیقت کو بیرونی دنیا سے پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ "پون چکّی" کے گرنے سے انسانوں کے حوصلے بلند ہوگئے تھے اور وہ جانورستان کے بارے میں روز ایک نیا جھوٹ تراش رہے تھے ایک بار پھر یہ افواہ پھیلائی گئی کہ جانور بھوک پیاس اور بیماری سے مر رہے ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو مار کر کھانا بھی شروع کردیا ہے۔ نپولین اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ غلّہ کی قلت کے بارے میں صحیح حقائق بتا دینے کے کتنے بُرے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لئے اُس نے مسٹر وھمپر کے ذریعہ اُس کے بالکل برخلاف تاثرات پھیلانے کا فیصلہ کیا۔ ادھر جانوروں کو مسٹر وھمپر سے ہفتہ وار آمد پر ملنے کا بالکل موقع نہ ملا تھا۔ نپولین نے

سوچ سمجھ کر چند منتخب جانوروں کو، جن میں بھیڑیں بھی شامل تھیں، ہدایات دیں کہ وہ کبھی کبھی خوراک کی مقدار بڑھانے کا تذکرہ اس انداز سے کرتی رہیں کہ مسٹر وھمپر بھی ان کو سُن سکے۔ اُس کے ساتھ ہی نپولین نے یہ حکم بھی دیا کہ گودام کے تمام خالی پیپوں کو منہ تک ریت سے بھر دیا جائے پھر اُن کے اوپر گیہوں اور دوسرے اناج کی تہہ جما دی جائے۔

اس کے بعد مسٹر وھمپر کو کسی مناسب حیلے سے گودام تک لے جایا گیا۔ تاکہ وہ پیپوں پر ایک نظر ڈال سکے۔ وھمپر دھوکہ کھا گیا اور اس نے بیرونی دنیا کو مطلع کیا کہ جانورستان میں خوراک کی بالکل قلت نہیں ہے۔

جنوری کے اختتام تک یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کہیں نہ کہیں سے مزید غلّہ کی فراہمی انتہائی ضروری ہے۔ ان دنوں نپولین عام لوگوں میں کم ہی آتا تھا، اپنا سارا وقت باڑے کے مکان میں گزارتا تھا۔ جس کے دروازوں پر خوفناک صورت کتے پہرہ دیتے تھے وہ کسی وقت باہر آتا بھی تو بڑے رکھ رکھاؤ اور آن بان سے۔ چھ کتے اس کو اپنے جلو میں لئے ہوئے چلتے اور اگر کوئی بھی نزدیک ہونے کی کوشش کرتا تو کتے زور زور سے غرّانے لگتے۔ اب تو وہ اکثر و بیشتر اتوار کے اجتماعات میں بھی شریک نہ ہوتا اور اپنے احکامات دوسرے سوروں اور بیشتر اسکوئلر کے ذریعہ بھیج دیتا تھا۔

ایک اتوار کو اسکوئلر نے اعلان کیا کہ مرغیوں کو اپنے انڈوں سے جو نہیں بچے نکلنے والے ہیں دست کش ہو جانا چاہیئے۔ نپولین نے مسٹر وھمپر کے ذریعہ چار سو انڈے فی ہفتہ فراہم کرنے کا معاہدہ کر لیا ہے۔ ان کی قیمت سے

اس قدر گیہوں اور دوسرا اناج خریدا جا سکے گا کہ موسم گرما کے آنے اور
حالات بہتر ہونے تک باڑے کا کام معمول کے مطابق چلتا رہے۔

مرغیوں نے یہ سُنکر زبردست شور و غوغا کیا۔ انھیں پہلے ہی سے خبردار
کر دیا گیا تھا کہ اس قسم کی متوقع قربانی کے لئے تیار رہیں لیکن انھیں یقین
ہی نہیں آیا تھا۔ وہ موسم بہار میں سینے کے لئے انڈوں کی جھول بنا رہی
تھیں اس لئے انھوں نے سخت احتجاج کیا اور کہا کہ اس وقت انڈوں کا فروخت
کرنا قتل کرنے کے مترادف ہوگا۔

جونز کے اخراج کے بعد سے پہلی مرتبہ ایک بغاوت کی سی شکل پیدا
ہو گئی۔ مرغیوں نے تین کالے مُنارکہ مُرغ بچوں کی سرکردگی میں فیصلہ کیا کہ
وہ نپولین کی خواہشات کو ہرگز پورا نہیں ہونے دیں گی۔ اس کے بعد سے
انھوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اُڑ کر کسی شہتیر یا کڑی پر بیٹھ جاتیں، وہاں
انڈا دیتیں جو پھسل کر زمین پر جا گرتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ نپولین نے
فوراً ہی ایک سخت لیکن بروقت اقدام کیا۔ اُس نے حکم دیا کہ مرغیوں کی خوراک
بند کر دی جائے۔ کوئی جانور اگر مرغیوں کو ایک دانہ بھی دینے کا مرتکب ہوا
تو اُسے سزائے موت ملے گی۔ اس حکم کو روبہ عمل لانے کے لئے کتے مقرر کئے گئے
پانچ دن تک مرغیوں نے مقابلہ کیا لیکن چھٹے دن انھوں نے شکست تسلیم کر لی
اور اپنے ڈربوں میں انڈے دینے لگیں۔ اس عرصہ میں نو مرغیاں کام آگئیں۔
جنھیں باغیچہ میں دفن کر دیا گیا اور مشہور یہ کیا گیا کہ وہ وبا پھیلنے سے
مر گئیں۔ وہیمپر اس سارے قضیے سے بے خبر رہا۔ اُسے انڈے وقت پر ملتے رہے

اور دوکاندار کی گاڑی انڈے لینے کے لئے حسبِ معمول ہر ہفتہ باڑے میں
آتی رہی۔

اس پورے عرصے میں اسنوبال کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک افواہ یہ تھی کہ وہ
پڑوس کے کسی باڑے میں چھپا ہوا ہے، خارستان میں ہو یا "دشت روباہ" میں
اس عرصہ میں ہمسایہ کسانوں سے نپولین کے تعلقات پہلے سے بہتر ہو گئے تھے۔
باڑے میں شہتیروں کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا جو دس برس پہلے سفیدہ کے جنگل سے
حاصل ہوا تھا اور اب تک موجود تھا۔ اُس کے اچھے خاصے دام لگ رہے تھے۔
مسٹر پلنگٹن اور مسٹر فریڈرک دونوں اُسے خریدنے کے خواہش مند تھے۔ نپولین
دونوں میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ کس کے ساتھ
معاملہ کیا جائے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جب وہ مسٹر فریڈرک سے معاملے
کرنے والا ہوتا تو پتہ چلتا کہ اسنوبال دشت روباہ میں چھپا ہوا ہے اور جب
اس کا رجحان مسٹر پلنگٹن کی طرف ہوتا تو اطلاع ملتی کہ اسنوبال "خارستان"
میں موجود ہے۔

اچانک ایک دن موسم بہار میں اس بات کا انکشاف ہوا کہ اسنوبال رات
کی تاریکی میں باڑہ میں آتا رہتا ہے اس خبر سے جانور اتنے پریشان ہوئے کہ
اُن کی راتوں کی نیند اُڑ گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ تاریکی شب کا لبادہ اوڑھ
کر باڑے میں گھس آتا ہے اور طرح طرح کی شرانگیزیاں کرتا ہے۔ اناج چراتا
ہے، دودھ کے برتن اوندھا دیتا ہے۔ انڈے توڑ دیتا ہے۔ بوئے ہوئے اناج
کو اپنے پاؤں تلے روند دیتا ہے۔ پھل دار درختوں کو کتر ڈالتا ہے۔ جب کوئی

چیز خراب ہوتی یا معاملہ بگڑتا تو اُسے اسنوبال سے منسوب کرنا ایک معمو
گیا تھا کھڑکی کا شیشہ ٹوٹتا یا پانی کا نالہ بند ہو جاتا یہ بات یقینی تھی کہ
رات کی تاریکی میں آیا تھا اور یہ کام بگاڑ گیا جب گودام کی چابی کھو گ
باڑے کا بازہ اس پر متفق تھا کہ یقیناً اسنوبال نے چابی کنوئیں میں پھینک
دی ہے اور چابی ایک غلّہ کے ڈھیر کے نیچے سے مل جانے کے باوجود
اسی بات کو دُرست تسلیم کرتے رہے۔ گایوں نے متفقہ طور پر بتایا کہ اسنو
اُن کے تھانوں میں گھس آتا ہے اور سوتے میں اُن کا دودھ نکال لیتا
جاڑوں بھر چوہوں کی شرپسندی کو اُن کے اسنوبال سے ملے ہونے پر محمو
کیا گیا۔

آخر نپولین نے اعلان کیا کہ اسنوبال کی سرگرمیوں کا پوری طرح جا
لیا جانا اور اُن کی تحقیقات ضروری ہے۔ وہ اپنے ہمراہی کتوں کے ساتھ
کی عمارتوں کے تفصیلی معائنہ اور جائزہ پر روانہ ہوا۔ دوسرے جانور ایک
قابل احترام فاصلے سے اُس کے پیچھے چل رہے تھے۔ نپولین ہر چند قدم
بعد ٹھہر کر زمین سونگھتا تاکہ اسنوبال کے قدموں کے نشان ڈھونڈ سکے۔ جنہیں
سونگھ کر پہچان سکتا تھا۔ بتدریج اُس نے باڑے کے ایک ایک کونہ
سونگھ سونگھ کر دیکھا، کھلیان، گاؤ گھر، مرغی خانہ، سبزی کے کھیتوں
ہر جگہ اُسے اسنوبال کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ اپنی تھوتھڑی زمین
لگاتا، لمبی لمبی سانسیں لیکر سونگھتا۔ پھر خوفناک آواز میں چلاتا۔ اسنوبال!
یہاں بھی آیا تھا، میں اُس کی آمد کو سونگھ کر واضح طور پر محسوس کر سکتا ہو

اسنوبال کا لفظ آتے ہی کتے خون منجمد کر دینے والی خوفناک آواز سے
غراتے اور غصّہ کے عالم میں اُن کے دانت جبڑوں سے باہر آجاتے۔

سارے جانور ایک عجیب دہشت کے عالم میں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ اسنوبال کوئی غیر مرئی شے ہے جو فضا میں سرایت کر گئی ہے اور اُن کے
لئے طرح طرح کے خطرات پیدا کر رہی ہے۔ شام کو اسکوئیلر نے ان کو جمع کیا۔
اس کے چہرے سے ایک پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ اُس نے کہا کہ وہ ایک بہت
اہم خبر سنانا چاہتا ہے۔

"ساتھیو!" اسکوئیلر نے اپنے چہرہ پر زیادہ گھبراہٹ ظاہر کرتے ہوئے
کہا "ایک انتہائی خوفناک انکشاف یہ ہوا ہے کہ اسنوبال نے اپنے آپ کو
خارستان کے مالک مسٹر فریڈرک کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے جو ہمارے باڑے
پر حملہ کرنے اور اسے ہم سے چھین لینے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ اسنوبال اس
حملے کے دوران اس کی رہنمائی کرے گا۔ لیکن اس سے بھی خراب بات یہ معلوم
ہوئی ہے کہ ہم نے اسنوبال کی بغاوت کو اُس کے حد سے بڑھے ہوئے جذبۂ
خود پسندی اور اقتدار کی خواہش کا نتیجہ سمجھا تھا۔ لیکن ساتھیو! ہم غلطی پر تھے۔
آپ کو معلوم ہے اس کی اصل وجہ کیا تھی؟ اسنوبال شروع ہی سے جونز سے
ملا ہوا تھا اور اس تمام عرصہ وہ جونز کے خفیہ ایجنٹ کی حیثیت سے کام
کرتا رہا۔ یہ تمام باتیں اُن دستاویزوں سے معلوم ہوئی ہیں جنہیں وہ بھاگتے
وقت باڑے میں چھوڑ گیا تھا اور جو حال ہی میں ہمارے علم اور قبضہ میں
آئی ہیں۔ میرے ذہن کی تو بہت سی گتھیاں سلجھ گئی ہیں۔ کیا آپ نے

نہیں دیکھا کہ اُس نے کس طرح "جنگ گاؤ گھر" میں ہمیں شکست دلانے اور تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ شکر ہے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا۔"

سارے جانور دنگ رہ گئے۔ حقیقتاً یہ اسنوبال کی ایسی شرانگیزی تھی جس کو "پون چکی" کو تباہ کرنے سے بھی کہیں زیادہ کہا جا سکتا لیکن انھیں یہ بات تسلیم کرنے میں تھوڑا سا تامل رہا۔ انھیں اچھی طرح یاد تھا یا یوں کہیئے کہ اُن کے خیال میں تھا کہ "جنگ گاؤ گھر" میں حملہ کرنے میں اسنوبال سب سے پیش پیش تھا اور اُس نے ہر موڑ پر اُن کی ہمت بڑھائی تھی۔ جونز کی گولی سے جب اس کی پیٹھ میں زخم آیا تھا تب بھی وہ ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے نہ رہا تھا اور مسلسل لڑتا رہا تھا۔ جانوروں کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ وہ جونز سے ملا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ بوکسر جو کبھی کسی قسم کا سوال نہ کرتا تھا، وہ بھی کسی قدر پریشان نظر آ رہا تھا۔ وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے اگلے پاؤں دھڑ کے نیچے دبا لئے، آنکھیں بند کرلیں اور بڑی مشکل سے اپنے خیالات کو مجتمع کرتے ہوئے بولا۔

"میں اس پر یقین نہیں کر سکتا۔ اسنوبال "جنگ گاؤ گھر" میں بڑی بہادری سے لڑا تھا۔ میں نے اُسے خود لڑتے دیکھا تھا اور کیا ہم نے اُسے جنگ کے فوراً ہی بعد ہیرو جانور درجہ اوّل کا خطاب نہیں دیا تھا؟"

"وہ ہماری غلطی تھی ساتھیو! یہ ہمیں ابھی اِن خفیہ دستاویزات سے معلوم ہوا ہے جو حال ہی میں دستیاب ہوئی ہیں۔ وہ تو ہمیں آہستہ آہستہ

تباہی کی طرف لئے جا رہا تھا۔"

بوکسر نے کہا "وہ تو زخمی ہو گیا تھا۔ ہم سب نے اُسے لہولہان دیکھا تھا۔"

اسکوئلر نے چلّا کر کہا۔ "یہ سب کچھ اسی سازش کا ایک حصّہ تھا۔ جونز کی گولی اُسے اچٹتی ہوئی لگی تھی۔ اگر تم پڑھ سکو تو میں یہ تمام چیزیں اُس کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی دکھا سکتا ہوں۔ اسنوبال نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ جنگ کے نازک مرحلے میں وہ بھاگنے کا اشارہ ملتے ہی میدان دشمنوں کے لئے خالی چھوڑ دے اور وہ قریب قریب کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ ساتھیو! میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہمارا ہیرو لیڈر نپولین سامنے نہ آجاتا تو وہ کامیاب بھی ہو گیا ہوتا۔ کیا تمھیں یاد نہیں کہ عین اُس وقت جب جونز اور اُس کے آدمی احاطہ کے اندر داخل ہوتے تھے تو وہ پیچھے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا اور بہت سے جانور بھی اُس کے ساتھ ہی بھاگ گئے تھے اور کیا تمھیں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ عین اُس وقت جب بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور محسوس ہوتا تھا کہ میدان ہاتھ سے جا چکا تو کامریڈ نپولین ایک زبردست نعرہ کے ساتھ آگے بڑھا تھا اُس نے "انسانیت کی موت" کا نعرہ لگایا تھا اور اپنے دانت جونز کی ٹانگ میں گاڑ دیئے تھے۔ مجھے یقین ہے ساتھیو! کہ آپ کو یہ سب کچھ ضرور یاد ہوگا۔"

یہ کہتے ہوئے اسکوئلر تیزی سے اِدھر اُدھر چکر کاٹنے لگا۔

جب اسکوئلر نے سارا واقعہ اس قدر تفصیل سے سنایا تو ہر جانور کو جب

کچھ یاد آتا محسوس ہونے لگا اور یہ تو انھیں اچھی طرح یاد آگیا
جنگ کے نازک ترین لمحہ میں اسنوبال بھاگ کھڑا ہوا تھا لیکن بوکسر
بھی پریشان سا تھا اُس نے کہا۔

"مجھے اس پر بالکل یقین نہیں کہ اسنوبال ابتدا ہی سے غدار تھا
اس نے بعد میں جو کچھ کیا وہ دوسری بات ہے لیکن میں یہ بات انتہائی
یقین و اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ "جنگ گاؤ گھر" میں وہ ایک مخلص ساتھی
تھا۔"

اسکوئلر نے آہستہ اور پُرزور لہجہ میں کہا۔

"ساتھیو! ہمارے لیڈر ساتھی نپولین نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے، انتہائی
قطعی فیصلہ کہ اسنوبال ابتدا سے ہی جونز کا ایجنٹ تھا، بلکہ بغاوت کے تصور
سے بھی بہت پہلے سے۔"

"یہ تو بالکل دوسری بات ہے" بوکسر نے کہا۔

"اگر کامریڈ نپولین یہ کہتا ہے تو یہ بات بالکل صحیح ہوگی"۔

اس پر اسکوئلر چلایا "ساتھی یہی جذبہ سچا ہے لیکن اس نے جاتے
ہوئے اپنی چھوٹی چھوٹی چمکتی ہوئی آنکھوں سے بوکسر پر ایک عجیب نگاہ
ڈالی وہ جاتے جاتے رکا اور بڑے موثر انداز میں بولا۔

"میں اس باڑے کے تمام جانوروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنی آنکھیں
کھلی رکھیں۔ کیونکہ ہمارا یہ سوچنا حق بجانب ہوگا کہ اس وقت بھی ہمارے
درمیان اسنوبال کے بہت سے خفیہ ایجنٹ موجود ہیں۔"

اس کے چار دن بعد نپولین نے تمام جانوروں کو سہ پہر کے بعد
احاطہ میں جمع ہونے کی ہدایت کی۔ جب وہ سب اکٹھے ہوگئے تو نپولین
دونوں تمغے سجائے باڑے کی عمارت سے برآمد ہوا۔ اُس نے حال ہی میں
اپنے آپ کو ہیرو جانور درجہ اوّل اور ہیرو جانور درجہ دوم کے خطاب عطا
فرمائے تھے۔ نو کے نو خوفناک صورت کُتّے اُس کے چاروں طرف اُچھلتے کودتے
اور ایسے خوفناک انداز سے غرّاتے چل رہے تھے کہ تمام جانوروں کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے اور اُن کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر سی دوڑنے لگی
وہ سب جانور خوفزدہ انداز سے خاموشی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اب
انھیں کچھ کچھ اندازہ ہو چلا تھا کہ کوئی خوفناک بات ظہور میں آنے والی ہے۔
نپولین نے کھڑے ہو کر حاضرین پر ایک گہری نظر ڈالی۔ پھر ایک زور
دار ریں ریں کی آواز بلند کی۔ فوراً ہی کُتّے کود کر آگے بڑھ گئے اور چار
سوروں کو کان سے پکڑ کر نپولین کے قدموں میں لا پٹکا۔ سور تکلیف اور خوف
سے بُری طرح چیخ رہے تھے۔ اُن کے کانوں سے خون بہہ رہا تھا کُتّے خون چکھ کر
چند منٹ کے لئے تو پاگل سے ہوگئے پھر جب اُن میں سے تین اچانک بوکسر پر
جھپٹے تو تمام جانور ششدر رہ گئے۔ بوکسر نے انھیں اپنی طرف جھپٹتا دیکھ کر اپنا
بڑا سا کھُر باہر نکالا اور ایک کُتّے کو اس پر اٹھالیا اور پھر زمین پر پٹخ دیا۔
کُتّے نے انتہائی خوفزدہ اور رحم طلب چیخ بلند کی اور بقیہ دونوں اپنی دم دبا
کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اب بوکسر نے نپولین کو استفہامی نظروں سے دیکھا کہ
وہ کُتّے کو ختم کردے یا جانے دے؟ نپولین کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا اور اس

نے سخت لہجہ میں بوکسر کو حکم دیا کہ وہ کُتے کو چھوڑ دے۔ بوکسر کے سر اُٹھاتے
ہی کتا درد سے چیختا چلاتا اور کیاؤں کیاؤں کرتا بھاگ کھڑا ہوا۔

وقتی طور پر ہنگامہ اور شور و غوغا دب گیا۔ چاروں سور کھڑے خوف
سے کانپتے رہے۔ جرم اُن کے چہرے پر لکھا ہوا تھا۔ اب نپولین نے اُن سے اپنے
جرائم کے اقبال کے لئے کہا۔ یہ چاروں وہی تھے جنہوں نے نپولین کے اتوار
کے اجتماعات بند کرنے کے حکم کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ انھوں نے بغیر کسی جرح کے اعتراف
کیا کہ وہ اسنوبال کے اخراج کے بعد سے خفیہ طور پر اسی کے لئے کام کرتے
تھے اور پون چکی کی تباہی میں بھی انھوں نے اُس کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ اُن کا
اسنوبال سے معاہدہ تھا کہ مسٹر فریڈرک کے جانورستان پر قبضہ کرنے میں اُس کی
مدد کریں گے۔ انھوں نے اس بات کا بھی انکشاف کیا کہ اسنوبال نے اُن سے
خفیہ طور پر اعتراف کیا تھا کہ وہ پچھلے کئی برس سے جونز کا ایجنٹ ہے۔ جوں
ہی اُن کے اعترافات ختم ہوئے کتوں نے جھپٹ کر اُن کے نرخرے چبا ڈالے۔
نپولین نے ایک خوفناک آواز میں جانوروں کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا
"کیا کسی اور کو بھی اقبالِ جرم کرنا ہے؟"

تینوں مرغیاں جو انڈوں کے مسئلہ پر بغاوت میں قائد تھیں آگے بڑھیں
اور انھوں نے اعتراف کیا کہ اسنوبال نے خواب میں انھیں اُکسایا تھا کہ وہ
نپولین کی حکم عدولی کریں۔ اُن کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا اب ایک ہنس
نے سامنے آکر اقبال کیا کہ اُس نے پچھلے سال کی فصل کے وقت اناج کی چھ بالیاں
چرا کر رات کو چپکے سے کھالی تھیں۔ پھر ایک بھیڑ نے اعتراف کیا کہ اُس نے

اسنوبال کے اشارہ پر پینے کے پانی کے تالاب میں پیشاب کر دیا تھا۔ دو اور
بھیڑوں نے اقبال کیا کہ اُنھوں نے ایک بوڑھے دُنبہ کو، جو نپولین کا زبردست
معتقد تھا اور جسے سردی لگ گئی تھی، جلتی ہوئی آگ کے گرد دوڑا دوڑا کر مار
ڈالا تھا۔ اُن سب اعتراف کرنے والوں کو وہیں قتل کر دیا گیا۔ اعترافات اور
سزاؤں کا یہ قصہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ نپولین کے قدموں کے پاس لاشوں
کا ڈھیر لگ گیا اور پوری فضا خون کی بُو سے بھاری ہوگئی جانور اُس بُو کو جونز
کے نکالے جانے کے بعد سے بھول چکے تھے۔

جب دار و گیر ختم ہوئی تو سوروں اور کتوں کے علاوہ بقیہ سارے جانور
وہاں سے قطار کی صورت میں باہر نکل آئے۔ وہ سخت خوفزدہ اور غم زدہ تھے اُن
کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ آیا ان جانوروں کا اسنوبال سے گٹھ جوڑ اور سازش
زیادہ اذیت ناک تھی یا وہ ظالمانہ سزا جو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی
پچھلے زمانے میں بھی خون ریزی کے ایسے ہی ہولناک واقعات رونما ہوتے
تھے لیکن اُن کے خیالمیں موجودہ صورتحال پہلے سے کہیں زیادہ بدتر تھی کیونکہ
اب تو سب چیزوں کے ذمّہ دار وہ خود تھے۔ جونز کے باڑہ چھوڑنے سے
آج تک کسی جانور نے دوسرے جانور کو نہیں مارا تھا۔ حتّٰی کہ ایک چوہا تک
نہیں مارا گیا تھا وہ چلتے چلتے ٹیلے تک آپہنچے جہاں ادھوری "پون چکی" اُن
کے سامنے کھڑی تھی اب وہ سب کے سب زمین پر گر پڑے جیسے ایک دوسرے
سے لپٹ کر حرارت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ بلّی جانوروں کے جمع کیے جانے کے حکم
سے پہلے ہی کہیں غائب ہوگئی تھی اُس کے سوا کلوور، میوریل، بنجمن، گائیں،

بھیڑیں اور تمام مُرغیاں اور سارے ہنس سب کے سب ڈھیر ہو رہے تھے۔ کچھ دیر تک تو سب چپ چاپ پڑے رہے۔ صرف بوکسر کھڑا رہا۔ وہ ایک اضطراب میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتا رہا۔ وہ اپنی سیاہ لمبی دُم اپنی پشت پر مارتا اور تعجب خیز لہجہ میں آہستہ آہستہ ہنہناتا تھا۔ آخر وہ بول اٹھا!

"میری سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں۔ یقین ہی نہیں آتا کہ ہمارے باڑے میں بھی اس قسم کی چیز وقوع پذیر ہو سکتی ہے یہ سب ہمارے ہی کسی قصور کا نتیجہ ہے میرے خیال میں تو اس کا واحد حل زیادہ محنت ہے آج سے میں پورے ایک گھنٹہ پہلے سو کر اٹھا کروں گا۔"

یہ کہہ کر بھد بھد کرتا ہوا وہ اپنی دُلکی چال سے کان کی طرف چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے دو گاڑیوں کو پتھروں سے بھرا اور رات کا کام ختم کرنے سے پہلے انھیں دھکیل کر پون چکی تک پہنچا دیا۔

جانور کلوور کے آس پاس بے ترتیبی سے جمع ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب خاموش تھے۔ ٹیلے پر سے جہاں وہ پڑے ہوئے تھے قرب و جوار کا علاقہ ایک وسیع پس منظر کی صورت میں اُن کے سامنے تھا اور تقریباً پورے کا پورا جانورستان نظروں کے سامنے تھا، وسیع مرغزار جو بڑی سڑک تک پھیلا ہوا تھا گھاس کے کھیت، سفیدے کے جنگل، "پانی پینے" کا تالاب، بوئے ہوئے کھیت جن میں گیہوں کے سبز و شاداب پودے لہرا رہے تھے۔ باڑے کی عمارتوں کی سُرخ چھتیں جنکی چمنیوں سے بل کھاتا دھواں فضا میں پھیل رہا تھا۔

یہ موسم بہار کی ایک صاف اور خوشگوار شام تھی۔ گھاس اور باڑے کی

ازیاں سورج کی روپہلی ہموار کرنوں سے چمک رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر جانوروں
دلوں میں ایک مسرت آمیز خیال آیا کہ باڑہ اور اُس کی ایک ایک چیز ان
پنی ہے آج انھیں اس کا احساس ہوا تھا کہ یہ جگہ کتنی خوبصورت تھی۔ کلوور نے
ب پہاڑی کے دامن کی جانب نظر کی تو اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔
ں کے خیالات پڑھے جا سکتے تو وہ یہ کہتی محسوس ہوتی کہ برسوں پہلے جب
وں نے انسانی نسل کے خلاف بغاوت کی تھی تو جو کچھ ہوا تھا اُس کے بارے
ں انھوں نے سوچا بھی نہ تھا۔ ظلم و غارت گری اور قتل و خون کے ان مناظر
انھیں اس وقت خیال تک نہ آ سکتا، جب بوڑھے میجر نے رات کے وقت
ین بغاوت کی راہ دکھائی تھی۔ اُس کے ذہن میں تو مستقبل کی یہ تصویر تھی
جانوروں کا ایک ایسا سماج وجود میں آئیگا جس میں بھوک اور ظلم سے
ت مل جائے گی۔ سب برابر ہونگے، ہر ایک اپنی بساط بھر کام کرے گا، توانا
وں کی حفاظت کریں گے بالکل اسی طرح جیسے بوڑھے میجر کی تقریر والی رات
نے راج ہنسوں کو اپنی ٹانگوں کے بیچ میں جگہ دیکر اُن کی حفاظت کی تھی۔

لیکن کسی کو بھی اپنے صحیح خیالات ظاہر کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی جہاں
ک صورت کتے غرّاتے ہوئے چاروں طرف گشت کرتے پھرتے ہوں اور
خوفناک جرائم کے اعتراف کے بعد اپنے ساتھیوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے
کھنا ہو وہاں بغاوت یا حکم عدولی کا کوئی تصور ہی ذہن میں نہیں اُبھرتا
ں کا اچھی طرح احساس تھا کہ موجودہ صورت حال میں بھی وہ جونز کے
نے کہیں زیادہ بہتر طریقے پر زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت بھی سب

سے مقدم چیز یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح انسان کی دوبارہ واپسی کو روکا جائے۔ اس لئے کچھ بھی ہو وہ وفادار رہے گی۔ سخت محنت کرے گی۔ اسے جو بھی حکم دیا جائے گا اُس کی تعمیل کرے گی اور نپولین کی قیادت کو تسلیم کرے گی۔ تاہم اُس نے اور دوسرے تمام جانوروں نے جس چیز کے لئے مِل جل کر محنت کی تھی اور جو خواب دیکھے تھے، وہ یہ سب کچھ تو نہیں تھا۔ اُس کے لئے تو انھوں نے پون چکی کی تعمیر نہیں کی تھی، نہ اس واسطے جونز کی گولیاں کھائی تھیں۔ یہ اور اِسی قسم کے خیالات بار بار اُس کے ذہن میں آرہے تھے لیکن ان خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے اُسے لفظ نہیں مل رہے تھے۔

آخر وہ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے الفاظ ڈھونڈھنے میں ناکام رہی اور "انگلستان کے چوپائے" کے گیت کو ان کا متبادل سمجھ کر اس نے گانا شروع کر دیا۔ دوسرے جانور جو اُس کے چاروں طرف بیٹھے تھے وہ بھی گانے میں اُس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ انھوں نے اس ترانے کو تین مرتبہ گایا بڑی لے سے لیکن بڑے دھیمے اور درد بھرے لہجہ میں، اس سے پہلے کبھی بھی انھوں نے اِسے اس انداز سے نہیں گایا تھا۔

ابھی انھوں نے اس ترانے کو تیسری مرتبہ گا کر ختم ہی کیا تھا کہ اسکوئلر دو کتوں کے ہمراہ آپہنچا اس کی دفعتاً آمد سے اس کا پتہ چلتا تھا کہ وہ کوئی خاص بات کہنے آیا ہے۔ اُس نے اعلان کیا کہ کامریڈ نپولین نے ایک خصوصی فرمان کے ذریعہ "انگلستان کے چوپائے" کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔ آج کے بعد سے اس کا گانا بند کیا جاتا ہے۔ جانور بھونچکے رہ گئے۔

"کیوں؟" میوریل چلائی

اسکوئلر نے سخت لہجہ میں کہا۔ "ساتھی! اب اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ "انگلستان کے چوپائے" بغاوت کا ترانہ تھا۔ اب بغاوت کی تکمیل ہو چکی ہے ان سبھی غداروں کا کیفرِ کردار تک پہنچانا اس کا آخری مرحلہ تھا۔ اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کے دشمنوں کو شکست دی جا چکی ہے۔ "انگلستان کے چوپائے" میں ہم نے مستقبل میں ایک بہتر سماج کی آرزو کی تھی، وہ نیا سماج اب وجود میں آچکا ہے۔ اس لئے اب یہ ترانہ گانا بے مقصد ہے۔"

جانور حد درجہ خوف زدہ اور سہمے ہوئے ضرور تھے پھر بھی شاید ان میں سے کوئی احتجاج کی جرأت کرتا مگر عین اُسی وقت بھیڑوں نے حسبِ معمول زور زور سے ممیا کر "چار ٹانگیں اچھی دو ٹانگیں بری" کا الاپ شروع کر دیا۔ جو کافی دیر تک جاری رہا اور اس طرح مزید مباحثہ جاری رکھنا ممکن نہ رہا۔

اس کے بعد سے "انگلستان کے چوپائے" کا ترانہ کہیں سنائی نہ دیا اس کے بجائے شاعر منی مس نے ایک اور ترانہ لکھا جو اس طرح شروع ہوتا تھا۔

جانورستان جانورستان
مجھ سے نہ پہنچے تجھے نقصان

یہ ترانہ ہر اتوار کی صبح کو پرچم کشائی کے بعد گایا جاتا۔ اس گیت کی دھن اور الفاظ دونوں کبھی بھی "انگلستان کے چوپائے" کی سطح تک نہ پہنچ سکے۔

کچھ عرصہ بعد جب سزا کا خوف کچھ کم ہوا تو کچھ جانوروں کو یاد آیا یا انھیں خیال ہوا، انھیں یاد ہے کہ چھٹے فرمان میں لکھا تھا "کوئی جانور کسی دوسرے جانور کو قتل نہیں کرے گا" حالانکہ ابھی تک کسی کو اس کی جرأت نہیں ہوئی تھی کہ وہ یہ بات کتوں یا سوروں کے کان تک پہنچائے لیکن یہ سب محسوس کرتے تھے کہ جو قتل عام عمل میں آیا ہے وہ اس فرمان کے قطعاً برخلاف ہے۔

کلوور نے جب بنجمن سے چھٹا فرمان پڑھنے کی درخواست کی تو اُس نے حسبِ معمول یہ کہہ کر رد کر دیا کہ وہ اِس قسم کے معاملات میں اپنی ٹانگ اَڑانا پسند نہیں کرتا اس پر وہ جا کر میوریل کو پکڑ لائی۔ میوریل نے اُسے چھٹا فرمان پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا۔ کوئی جانور کسی جانور کو قتل نہیں کرے گا" بلا سبب"۔ کسی نہ کسی طرح آخر کے دو لفظ جانوروں کے حافظے سے محو ہو گئے تھے۔ اب انھیں اِس کا یقین آیا کہ فرمان کی خلاف ورزی نہیں کی گئی کیونکہ اُن غداروں کو قتل کرنے کا مناسب جواز موجود تھا۔ جنھوں نے اسنوبال سے سازش کر رکھی تھی۔

اِس پورے سال جانوروں نے پچھلے برس سے کہیں زیادہ محنت و مشقت کی۔ "پون چکی" کی دوبارہ تعمیر اور وہ بھی پہلے کی نسبت دوگنی موٹی دیواروں کے ساتھ اور اُسے باڑہ کے روزمرّہ کے کاموں کے ساتھ ساتھ مقررہ تاریخ پر ختم کرنا زبردست محنت و مشقت کے ذریعہ ممکن تھا۔ اس دوران ایسے موقعے بھی آئے جب جانوروں کو اِس بات کا احساس ہوا کہ انھیں زیادہ کام کرنا پڑ رہا ہے اور کھانے کے لئے جونز کے زمانے سے بھی کم ملتا ہے۔ ہر اتوار کی صبح کو اسکوئلر کاغذ کا ایک لمبا سا تختہ اپنے پیروں میں دبا کر انھیں غذائی پیداوار میں اضافے کے اعداد و شمار پڑھ پڑھ کر سُناتا کہ فلاں چیز کی پیداوار میں ۲۰۰ فیصد اور فلاں میں ۳۰۰ فیصد یا ۵۰۰ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

جانوروں کے پاس اُس کا یقین نہ کرنے کا کوئی سبب ہی نہیں تھا کیونکہ اب اُنھیں یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ بغاوت سے پہلے پیداوار کی اصل صورتِ حال کیا تھی۔ اُن کے دل میں کبھی کبھی یہ خیال ضرور آتا کہ جلد ہی ایسے دن بھی آئیں گے جب اُنھیں زیادہ خوراک ملے گی اور اعداد و شمار سے واسطہ کم رہے گا۔

اب تمام احکامات اسکوئلر یا دوسرے سوروں میں سے کسی ایک کے ذریعہ بھیجے جاتے تھے۔ نپولین اب عوام میں پندرہ دن سے پہلے نظر نہ آتا اور جب وہ باہر آتا تو اُس کے ساتھ حسبِ معمول نہ صرف کتے ہوتے بلکہ ایک سیاہ مرغ بچہ بھی ہوتا تھا جو اُس کے آگے آگے منادی کرتا چلتا

اور نپولین کے بولنے سے پہلے بھی باادب باملاحظہ ہوشیار کی آواز بلند
کرتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ اب باڑے کی عمارت میں بھی نپولین دوسرے سوروں
سے علیحدہ کمروں میں رہتا ہے، اپنا کھانا سب سے علیحدہ کھاتا ہے۔ دو کتے
ہر وقت اُس کے پاس حاضر رہتے ہیں، وہ ہمیشہ اعلیٰ قسم کا کھانا کھاتا ہے
جو ڈرائنگ روم کے اندر برتنوں کی شیشے کی الماریوں میں رکھا رہتا ہے۔ یہ
بھی اعلان کیا گیا کہ دوسری دونوں سالانہ تقریبات کے علاوہ اب نپولین
کی سالگرہ کے موقع پر بھی بندوق چلائی جائے گی۔

اب کوئی بھی نپولین کو صرف نپولین کہہ کر خطاب نہ کر سکتا تھا۔
عام گفتگو میں بھی اُسے "ہمارا قائد" یا "ساتھی نپولین" کے نام سے یاد کیا جاتا
تھا۔ سور اُس کے لئے روز نئے نئے خطابات تراشتے تھے۔ کبھی اُسے "بابائے
جانوراں، ہلاکت برائے انسان" کہا جاتا اور کبھی "محافظ بھیڑ" اور "بہی خواہ بطخ"
پکارا جاتا وہ اُسے اس قسم کے دوسرے ناموں سے نوازتے رہتے تھے۔

اسکوئلر جب کبھی تقریر کے دوران نپولین کی دانش مندی، اُس کی دلی
ہمدردی اور تمام جانوروں کے لئے اُس کی بے پناہ محبت کا ذکر کرتا اور
خصوصاً اُن جانوروں کے لئے جو اپنی کم علمی اور ناواقفیت کے باعث دوسرے
باڑوں میں اب تک غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے تو اُس کی آنکھوں میں
آنسو بھر آتے اور بے اختیار اُس کے رخساروں پر بہنے لگتے۔ اب یہ معمول بن گیا
تھا کہ ہر کامیابی اور خوش فہمی کا سہرا نپولین کے سر باندھا جاتا۔ مرغیاں کہتی نظر
آتیں، اپنے قائد نپولین کی رہنمائی میں چھ دن میں میں نے پانچ انڈے

دیئے۔" گائیں تالاب پر پانی پیتے ہوئے کہتیں۔

"ہمیں کامریڈ نپولین کی قیادت کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ پانی اس
قدر خوش ذائقہ ہے" باڑے کے جانوروں کے عام احساسات شاعر مینی مس
نے ایک نظم میں جس کا عنوان "ساتھی نپولین" تھا، بڑی خوبی سے بیان
کئے تھے۔ نظم اس طرح تھی۔

یتیموں کے ساتھی!
خوشیوں کے مرکز!
بادشاہ شراب!
میری روح کس قدر بیدار ہو جاتی ہے جب میں تیری
خاموش حکم دیتی آنکھوں کو دیکھتا ہوں
جو بالکل آسمان کے سورج کی طرح ہیں
ساتھی نپولین
تو اُن چیزوں کا بخشنے والا ہے
جنہیں تیری مخلوق پسند کرتی ہے
دن میں دو وقت پیٹ بھر غذا
اور صاف گھاس پر لوٹیں
ہر جانور چھوٹا ہو یا بڑا
اپنے ٹھکانے پر آرام کی نیند سوتا ہے
تو سب پر نظر رکھتا ہے

ساتھی نپولین

اگر میں ننھا سور ہوتا
اور قبل اس کے کہ بوتل یا سوئی برابر بڑا ہوتا
تو بھی میں تیرا وفادار اور مطیع ہونا سیکھ چکا ہوتا
اور میری پہلی آواز یوں بلند ہوتی
ساتھی نپولین

نپولین نے اس نظم کو بہت پسند کیا اور اسے ساتوں فرمانوں کے مقابل بڑے کھلیان کی دیوار کے آخری سرے پر لکھوا دیا۔ اُس کے اوپر نپولین کی سفید رنگ سے بنائی ہوئی تصویر لگا دی گئی جو اسکوئیلر نے تیار کی تھی۔

اس عرصہ میں نپولین مسٹر وہمپر کے وسیلے سے مسٹر فریڈرک اور مسٹر پلنگٹن کے ساتھ پیچیدہ گفتگو میں اُلجھا رہا۔ شہتیروں کے گٹھے اب تک نہیں بکے تھے ان دونوں میں سے مسٹر فریڈرک انھیں خریدنے کا زیادہ خواہش مند تھا لیکن وہ ان کی مناسب قیمت دینے پر تیار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی بارے میں یہ افواہیں دوبارہ گشت کر رہی تھیں کہ مسٹر فریڈرک اور اُس کے آدمی دوبارہ جانورستان پر حملہ کرنے اور پون چکی کو تباہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں کیونکہ پون چکی کی دوبارہ تعمیر نے اُن کے حسد اور جلن کے جذبہ کو ابھار دیا ہے۔ اسنوبال کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ اب بھی "خارستان" میں چھپا ہوا ہے گرمیوں کے وسط میں تمام جانور یہ سُن کر چونک پڑے کہ تین مرغیوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسنوبال کے ایماء پر وہ نپولین کو قتل کرنے کی

سازش کی مرتکب ہوئی ہیں اُن تینوں کو تو فوری طور پر موت کی گھاٹ اتار دیا گیا اور نپولین کی حفاظت کے لیے نئے اقدامات کیے گئے۔ رات کے وقت چار کتے اُس کے بستر کے چاروں طرف کھڑے رہ کر رکھوالی کرنے لگے اور ایک سور بچہ "نیکی" کو اس کام پر لگایا گیا کہ وہ نپولین کے کھانے سے پہلے کھانے کی تمام چیزوں کو چکھ کر دیکھ لے کیونکہ اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں کھانے میں زہر نہ ملا دیا جائے۔

اسی زمانے میں یہ بات بھی عام ہوئی کہ نپولین شہتیروں کے انبار مسٹر پلنگٹن کے ہاتھوں بیچنے پر رضامند ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی وہ جانورستان اور دشت روباہ کے درمیان تبادلۂ اشیاء کا مستقل معاہدہ بھی کرنے والا ہے۔ نپولین اور مسٹر پلنگٹن کے درمیان تعلقات کافی دوستانہ نوعیت اختیار کر چکے تھے جس کا وسیلہ مسٹر وہمپر تھا۔ جانور مسٹر پلنگٹن کے انسان ہونے کے ناطے سے اس پر قطعی بھروسہ نہ کرتے لیکن وہ عام طور پر اسے مسٹر فریڈرک پر ترجیح دیتے جیسے جیسے موسم سرما گزرتا گیا اور "پون چکی" تکمیل کے قریب پہنچتی گئی غداری سے حملے کی سازش کی افواہیں پہلے سے زیادہ سرگرمی سے پھیلتی گئیں۔ ایک دن یہ مشہور ہوا کہ فریڈرک بیس آدمیوں کے ساتھ حملہ کرنے والا ہے جو سب کے سب بندوقوں سے مسلح ہوں گے اس سلسلے میں اُس نے پہلے ہی سے مجسٹریٹ اور پولیس کو رشوت دے کر اپنی طرف کر لیا ہے تاکہ ایک بار جانورستان سے متعلق دستاویزات اور [illegible]ات پر قبضہ کرنے کے بعد اُسے کوئی جواب دہی نہ کرنی پڑے۔ اسکے ساتھ

بھی طرح طرح کے ظلم وستم کی خبریں بھی عام ہونے لگیں جو مسٹر فریڈرک باڑے کے جانوروں پر روا رکھتا تھا۔ اُس نے ایک بوڑھے گھوڑے کو کوڑ مارکر ہلاک کردیا۔ گایوں کو بھوکا پیاسا رکھتا ہے اور ایک کُتّے کو جلتی میں پھینک کر ختم کردیا، روز شام کو مرغوں کے پروں میں استرے باند اُن کی لڑائی کا تماشا دیکھ کر محظوظ ہوتا ہے۔ جانوروں کو جب اپنے ساتھیو ایسے ظلم وستم کی خبریں ملتیں تو غصّے سے اُن کا خون کھولنے لگتا اور کئی بار تو غضب میں انھوں نے خارستان پر حملہ کرنے کی اجازت بھی مانگی تاکہ سب مل کر انسانوں کو نکال باہر کریں اور وہاں کے جانوروں کو آزاد کرا لیکن اسکوئلر نے انھیں جذباتی حرکتوں سے گریز کرنے کا مشورہ دیا اور دلایا کہ وہ ساتھی نپولین کی قیادت اور اُس کی حکمت عملی پر بھروسہ رکھیں

آہستہ آہستہ فریڈرک کے خلاف جذبات میں تندی اور تیزی گئی ایک اتوار کی صبح کو نپولین بڑے کھلیان میں آیا اور جانوروں کو بتا اُس نے تو شہتیر فریڈرک کے ہاتھوں بیچنے کا تصوّر تک نہیں کیا۔ وہ ا کے بدمعاشوں سے معاملہ کرنے کو ہمیشہ اپنی عزّت و وقار کے خلاف سمجھتا کبوتروں کو جو بغاوت پھیلانے کے لئے باہر بھیجے جا رہے تھے اس کا گیا کہ اب وہ "دشت روباہ" میں قدم تک نہ دھریں ساتھ ہی انھیں بھی حکم دیا گیا کہ وہ پچھلے نعرے "انسانیت مردہ باد" کے بجائے "فریڈرک باد" کے نعرے لگائیں۔

گرمیوں کے آخر میں اسنوبال کی ایک اور سازش کا بھانڈا پھو

گیہوں کی فصل میں کھیتوں میں بکثرت گھاس اُگ آئی اور اس کا سبب یہ معلوم ہوا کہ اسنوبال نے رات کے وقت آکر گیہوں کے بیجوں میں گھاس کے بیج شامل کردیئے تھے۔ ایک ہنس نے اسکوئلر کے سامنے اس سازش میں شرکت کا اعتراف کیا اور فوراً زہریلا پھل کھاکر خودکشی کرلی۔ اب جانوروں کو یہ بھی بتایا گیا کہ جانوروں کا یہ خیال غلط ہے کہ اسنوبال کو کبھی ہیرو جانور درجہ اوّل کا اعزاز عطا ہی نہیں کیا گیا۔ یہ تو محض ایک افسانہ تھا جسے جنگ گاؤ گھر کے کچھ عرصے بعد خود اسنوبال نے مشہور کردیا تھا اور اعزاز عطا کیا جانا تو درکنار اُس سے تو جنگ میں بزدلی دکھانے پر جواب طلب کیا گیا تھا۔ اس پر ایک بار پھر جانوروں کو حد درجہ تعجب ہوا لیکن جلد ہی اسکوئلر نے یہ کہہ کر اُن کی حیرانی دور کردی کہ اگر انھیں یہ سب کچھ یاد نہیں رہا تو اُن کی اپنی یادداشت کا قصور ہے۔

موسم خزاں میں جب فصل کی کٹائی کا کام بالکل سر پر آگیا تھا اس وقت زبردست محنت و مشقت اور کوشش کے بعد پون چکّی کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ ابھی مشینوں کا لگایا جانا باقی تھا جنھیں خریدنے کے لئے وہمپر بات چیت کر رہا تھا لیکن ڈھانچہ مکمل ہوگیا تھا۔ بہرحال انتہائی مشکلات، ناتجربہ کاری، پرانے اوزاروں، بدقسمتیوں اور اسنوبال کی غدّاری کے باوجود کام مقررہ دن اور بروقت پورا ہوگیا۔ جانور بہت تھکے ہوئے تھے لیکن فخر و ناز سے سرشار ہوکر انھوں نے اپنے شاہکار کے گرد چکّر پر چکّر کاٹے اب یہ عمارت انھیں پہلی تعمیر شدہ شکل سے کہیں زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ دیواریں پہلے سے دوگنی

موٹی تھیں۔ آتشگیر مادّہ سے کم معیار کی کوئی چیز دیواروں کو نہ
گرا سکتی۔ جب انھوں نے اپنی انتھک کوشش کا خیال کیا اور سوچا کہ کس طرح
وہ انتہائی ہمت شکن صورتِ حال پر غالب آئے اور یہ سوچتے ہوئے کہ جب
بادبان اُڑتے ہوں گے اور ڈائنمو چلیں گے تو اُن کی زندگی میں کس قدر
زبردست تبدیلی رونما ہوگی! تو ان کی ساری تھکن دور ہو گئی اور وہ مارے
خوشی کے، فتح مندی کے جذبات سے بھرپور چیخیں مار مار کر پون چکی کے گرد
رقص کرنے لگے۔

نپولین کتوں اور مُرغ بچہ کے ساتھ تکمیل شدہ عمارت کے معائنے کے
لئے آیا۔ اُس نے بہ نفسِ نفیس سب جانوروں کو اس کارنامۂ عظیم پر مبارکباد دی اور
اعلان کیا کہ آئندہ سے اِسے نپولین مِل کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

اس کے دو دن بعد بڑے کھلیان میں جانوروں کا ایک خاص اجلاس
طلب کیا گیا۔ اور نپولین نے اعلان کیا کہ شہتیر اس نے فریڈرک کے ہاتھوں فروخت
کر دیئے ہیں اس پر جانور مارے حیرت و تعجب کے ششدر رہ گئے۔ اس نے کہا
کل فریڈرک کی گاڑیاں آئیں گی اور مال اُٹھانا شروع کر دیں گی مسٹر پلنگٹن
سے ظاہری دوستی کے درپردہ نپولین نے مسٹر فریڈرک سے رازدارانہ طور پر
معاہدہ کر رکھا تھا۔

پھر دشت روباہ سے تمام تعلقات منقطع کر لئے گئے اور مسٹر پلنگٹن کو
اہانت آمیز پیغامات بھیجے گئے اور کبوتروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ خارستان
سے دور رہیں اور اب فریڈرک مردہ باد کے بجائے "پلنگٹن مردہ باد" کے نعرے

لگائیں۔ اس کے ساتھ ہی نپولین نے جانوروں کو اس بات کا یقین دلایا کر
مسٹر فریڈرک کے جانورستان پر حملہ کرنے کی خبر بالکل غلط تھی اور اس کے
بارے میں جانوروں پر ظلم و ستم روا رکھنے کے قصے بھی بہت بڑھا چڑھا کر بیان
کئے گئے تھے۔ یہ تمام افواہیں غالباً اسنوبال اور اُس کے ایجنٹوں کی پھیلائی ہوئی
تھیں۔ اب یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اسنوبال خارستان میں کبھی نہیں رہا بلکہ
وہ تو بڑے عیش اور ٹھاٹ باٹ سے "دشت روباہ" میں رہ رہا ہے اور گذشتہ
کئی برس سے پلنگٹن کے وظیفہ خوار کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا تھا۔

سور نپولین کی چالاکی پر بہت خوش تھے جس نے پلنگٹن سے دوستی کا
حوالہ دے کر شہتیروں کے انبار کی قیمت میں مسٹر فریڈرک سے بارہ پونڈ زیادہ
وصول کر لئے تھے لیکن اسکوئلر کے خیال کے مطابق نپولین کی ہوشیاری اس میں تھی
کہ اُس نے کسی پر بھی بھروسا نہیں کیا، حد یہ کہ فریڈرک پر بھی نہیں جو شہتیروں
کی قیمت ایک ایسی چیز کے ذریعہ ادا کرنا چاہتا تھا جسے "چک کہتے ہیں" جو
کاغذ کا ایک پرزہ تھا اور جس پر ادائی کا وعدہ تحریر ہوتا تھا۔ لیکن نپولین
اس فریب میں آنے والا نہیں تھا۔ اُس نے مطالبہ کیا کہ رقم شہتیر اٹھانے سے
پہلے پانچ پونڈ والے نوٹوں کی صورت میں ادا کی جائے۔ فریڈرک نے رقم
کی ادائیگی کر دی۔ یہ رقم پون چکی کے لئے مشینری خریدنے کے واسطے کافی
تھی۔

اس عرصہ میں فریڈرک نے جلدی جلدی شہتیر اُٹھوا لیے۔ جب تمام شہتیر
اُٹھ گئے تو کھلیان میں ایک اور خاص اجلاس بلایا گیا تاکہ جانور فریڈرک کے

دیئے ہوئے نوٹ دیکھ سکیں۔ چہرے پر دل آویز مسکراہٹ لیے اور
دونوں امتیازی نشان آویزاں کئے ہوئے نپولین اونچی سی پرال کی نشست
پر آکر بیٹھا۔ نوٹ اُس کے پاس ہی ایک خوبصورت چینی کی پلیٹ میں، جو
باڑہ کے باورچی خانہ سے حاصل کی گئی تھی، چنے ہوئے تھے۔ جانور آہستگی
سے قطار در قطار گذرتے ہوئے غور سے نوٹوں کی طرف دیکھ رہے تھے
بوکسر نے اپنی ناک نوٹوں سے لگا کر انھیں سونگھ کر دیکھا اور اُس کی
سانس کے ساتھ ساتھ سفید سفید نوٹ سمٹ کر کھنچ آئے۔

تین دن بعد باڑے میں ایک سنسنی خیز شور و غوغا برپا ہوا۔ وہمپر
جس کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی، اپنی سائیکل تیزی سے
دوڑاتا ہوا باڑے میں آیا۔ اندر آتے ہی اُس نے سائیکل صحن میں پھینکی
اور سیدھا باڑے کی عمارت میں گھستا چلا گیا اور چند ہی لمحے بعد نپولین کے
کمرے سے انتہا غصہ سے پھٹی ہوئی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پیش آنے
والے واقعہ کی خبر پورے باڑے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ
سارے نوٹ جعلی ہیں اور فریڈرک سارے شہتیر مفت ہی لے گیا۔

نپولین نے فوراً ہی تمام جانوروں کو بلا بھیجا اور بڑے خوفناک
لہجہ میں فریڈرک کو موت کی سزا سنادی اُس نے حکم دیا کہ گرفتاری کے
فوراً بعد اُسے زندہ کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی
اُس نے جانوروں کو ممکنہ خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اس دغابازی
کے بعد اس سے بھی بدتر صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

فریڈرک اور اُس کے آدمی کسی بھی لمحہ حملہ کر سکتے ہیں۔ باڑے کی طرف
آنے والے تمام راستوں پر پہرہ دار مقرر کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی چار
کبوتر صلح کے پیغامات کے ساتھ دشت روباہ بھیجے گئے تاکہ مسٹر پلنگٹن سے
دوبارہ بہتر تعلقات قائم ہو سکیں۔

دوسرے ہی دن صبح کو حملہ ہو گیا۔ جانور ناشتہ کر رہے تھے کہ پہرہ دار
دوڑتے ہوئے خبر لائے کہ فریڈرک اور اُس کے آدمی صدر دروازہ سے
اندر داخل ہو چکے ہیں فوراً ہی سارے جانور بڑی بہادری سے اُن کا مقابلہ
کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ لیکن اس مرتبہ وہ اتنی آسانی سے فتح یاب نہ ہو سکے
جتنی آسانی سے جنگ گاؤ گھر میں انھوں نے کامیابی حاصل کی تھی۔
کُل پندرہ آدمی تھے اُن کے پاس آدھی درجن بندوقیں تھیں۔ انھوں نے
دس گز کے فاصلے سے ہی گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ جانور زبردست
دھماکوں اور زخمی کرنے والی گولیوں کا زیادہ دیر تک سامنا نہ کر سکے۔ نپولین
اور بوکسر کی ہزار کوششوں کے باوجود وہ میدان میں نہ ٹھہر پائے اور انھیں
پسپا ہونا پڑا۔ اِنمیں سے بہت سے زخمی ہو چکے تھے۔ انھوں نے بھاگ کر
باڑے کی عمارت میں پناہ لی اور ڈرتے ڈرتے دراڑوں اور سوراخوں سے
جھانک جھانک کر باہر کی طرف دیکھنے لگے۔ پوری چراگاہ اور پون چکی دشمنوں
کے قبضے میں تھی۔ اِس وقت تو نپولین بھی شکست خوردہ نظر آ رہا تھا۔ وہ منہ
سے کچھ کہے بغیر خاموشی سے اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا۔ اُس کی دُم سخت ہو گئی
تھی وہ اسے بار بار جھٹک رہا تھا۔ اِس موقع پر سب کی پُرامید نگاہیں دشت

"روباہ" کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ اگر مسٹر پلنگٹن اور اُس کے آدمی مدد کو آگئے تو پھر فتح کی کچھ اُمید بندھ سکتی ہے۔ عین اُسی وقت وہ چاروں کبوتر جو ایک دن پہلے دشت روباہ بھیجے گئے تھے، واپس آگئے اُن میں سے ایک کے پاس کاغذ کا وہ پُرزہ تھا جس پر مسٹر پلنگٹن نے لکھا تھا۔

"دہی تم سے صحیح طور پر نپٹنا جانتا ہے۔"

اس عرصہ میں فریڈرک اور اُس کے آدمی "پون چکی" کے قریب آکر رُک گئے تھے۔ جانور انھیں دیکھتے رہے۔ اُن میں ایک دہشت کی لہر سی دوڑ گئی۔ دو آدمیوں نے ہتھوڑا اور چھینی نکالی جس سے وہ "پون چکی" گرانے والے تھے۔ نپولین چیخا "ناممکن ہے۔ ہم نے دیواریں اتنی موٹی بنائی ہیں کہ ان کا گرانا ممکن ہی نہیں وہ اسے ایک ہفتہ کی محنت کے بعد بھی نہیں گرا سکتے۔ ساتھیو! ہمت اور حوصلہ رکھو!"

لیکن بنجمن انسانوں کی حرکات کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں آدمی چھینی اور ہتھوڑے سے پون چکی کی بنیاد میں سوراخ کر رہے تھے۔ بڑی خوشدلی اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ۔ بنجمن نے اپنی لمبی تھوتھنی کو آہستہ سے ہلایا اور بولا "میرا کچھ ایسا ہی خیال تھا۔ تمھیں دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں چند ہی لمحہ بعد وہ اس سوراخ میں بارود بھر کر عمارت اڑانے والے ہیں!"

خوفزدہ اور سہمے ہوئے جانور منتظر رہے۔ اب تو عمارت کی پناہ گاہ سے باہر نکلنا بھی ممکن نہ تھا۔ لمحات کے وقفے سے تمام آدمی مختلف سمتوں میں دوڑتے نظر آئے پھر ایک کانوں کو بہرا کر دینے والی گڑگڑاہٹ کی آواز ہوئی

کبوتر پھڑپھڑا کر فضا میں معلق ہوگئے اور نپولین کے علاوہ سارے جانور زمین پر اوندھے گر پڑے۔ انھوں نے اپنے چہرے چھپا لیے۔ جب وہ دوبارہ اٹھے تو پون چکی کی جگہ دھوئیں کے سیاہ بادل فضا میں چھائے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ ہوا نے بادلوں کو تحلیل کر دیا اور جانوروں نے دیکھا تو "پون چکی" نابود ہو چکی تھی۔

اس منظر نے جانوروں کی کھوئی ہوئی ہمت بحال کر دی۔ تھوڑی دیر پہلے والی ناامیدی اور خوف، انسانوں کی اس کمینی حرکت پر جوش غضب میں بدل گیا۔ انتقام کی ایک زبردست چیخ کے ساتھ وہ حکم کا انتظار کیے بغیر ایک ساتھ نکلے اور ایک دم دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اس دفعہ انھوں نے دشمن کی برسائی ہوئی گولیوں کی بالکل پروا نہیں کی، ایک زبردست وحشیانہ جنگ لڑی۔ انسان بار بار گولیاں چلاتے رہے اور جب جانور اُن تک جا پہنچے تو انھوں نے ان پر ڈنڈے برسائے اور بوٹوں کی ٹھوکروں سے خوب رگیدا ایک گائے، تین بھیڑیں اور دو بطخیں کام آئیں اور قریب قریب ہر جانور زخمی ہوا۔ حتیٰ کہ نپولین جو پیچھے سے جنگ کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اُس کی دُم کی نوک میں بھی ایک پچھلتی ہوئی گولی لگی لیکن انسان بھی صحیح سالم نہ جا سکے۔ اُن میں سے تین کے سر بوکسر کے کھروں کی مار سے پھٹ گئے۔ ایک کا پیٹ گائے کے سینگوں سے زخمی ہوگیا اور ایک کا پاجامہ بلیو بیل اور جیسی نے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جب نپولین کے نو محافظ کتے جنھیں اُس نے عام راستے سے ہٹ کر باڑے کے پیچھے چھپ کر حملہ کرنے کی ہدایت کی تھی، خونخوار انداز سے بھونکتے ہوئے انسانی صفوں پر حملہ آور ہوئے تو اُن میں ایک خوف و ہراس پھیل گیا انھیں

احساس ہوا کہ وہ گھر کر خطرہ میں پڑنے والے ہیں۔ فریڈرک نے چلا کر اپنے
آدمیوں کو بھاگ جانے کی ہدایت کی اور تھوڑی ہی دیر میں بزدل دشمن اپنی
جان بچا کر بھاگ رہا تھا۔ جانوروں نے میدان کے آخری سرے تک اُن کا
پیچھا کیا اور بھاگتے بھاگتے اُن کے دو چار رخصتی لاتیں اور رسید کر دیں۔
یہاں تک کہ وہ خار دار باڑ پھاند کر باہر نکل گئے۔

جانور جیت تو گئے مگر سب کے سب زخمی اور افسردہ تھے۔ آہستہ آہستہ
وہ باڑے کی طرف واپس لوٹے۔ گھاس پر اپنے مرحوم ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اُن
میں سے بعض کی آنکھوں میں تو بے اختیار آنسو آ گئے۔ کچھ دیر کے لئے وہ اُس جگہ
بھی خاموشی اور افسردگی کے ساتھ کھڑے رہے۔ جہاں کبھی "پون چکی" موجود تھی۔ اور
جو اب تباہ ہو چکی تھی، اُن کی محنت کا کوئی بھی نشان باقی نہ رہا تھا۔ حد یہ ہے کہ
بنیادیں تک غائب ہو گئی تھیں اور اس بار اُس کی از سرِ نو تعمیر میں وہ پہلے
کی طرح گرے ہوئے پتھروں کو دوبارہ استعمال نہ کر سکتے تھے کیونکہ اس بار تو پتھر
تک باقی نہ رہے تھے بارود کے دھماکے نے انھیں اڑا کر سینکڑوں گز دور
جا گرایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی یہاں "پون چکی" کا وجود ہی نہ تھا۔

جانور جب باڑے کی طرف چلے تو اسکوئلر، جو بغیر کسی سبب کے جنگ
کے دوران غائب رہا تھا، اپنی دُم لہراتا ہوا، اطمینان و سکون کے ساتھ اُچھلتا ہوا
اُن کی طرف آیا۔ اِسی وقت جانوروں کو باڑے کی عمارت کی جانب سے بندوق
چلنے کی آواز سنائی دی۔

بوکسر نے کہا۔ "یہ بندوق کس لئے چلائی جا رہی ہے؟"
اسکوئلر نے جواب دیا۔ "فتحیابی کی خوشی میں۔"

"کیسی فتح؟" بوکسر نے کہا جس کے گھٹنوں سے خون بہہ رہا تھا اور جس کا
ایک نعل گر گیا تھا، کھُر زخمی ہو گئے تھے اور ایک درجن چھرے پچھلی ٹانگ
میں گھُسے ہوئے تھے۔ "ساتھی! کیا ہم نے دشمن کو اپنی سرزمین سے مار نہیں
بھگایا، جانورستان کی مقدس سرزمین سے؟"

"لیکن انھوں نے پون چکی تباہ کر ڈالی جسے بنانے میں ہم نے پورے
دو برس محنت کی تھی!"

"اس سے کیا ہوتا ہے، ہم ایک اور پون چکی بنا لیں گے۔ اگر ضرورت ہوئی
تو چھ پون چکیاں بنا سکتے ہیں۔ ساتھی! کیا تم اس زبردست کارنامہ کو سراہنے
سے انکار کرتے ہو جو ہم نے سر انجام دیا ہے۔ دشمن ہماری اسی سرزمین پر جس پر
اس وقت ہم سب کھڑے ہیں، قابض تھا۔ ہمیں تو ساتھی نپولین کی قیادت کا
شکر گزار ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے ہم نے اپنی ایک ایک انچ سرزمین دوبارہ
حاصل کی ہے۔"

بوکسر نے کہا۔ "مگر ہم نے تو وہی کچھ دوبارہ حاصل کیا جو پہلے سے ہماری
ملکیت تھا۔"

"یہی ہماری فتح ہے۔" اسکوئلر نے جواب دیا۔

پھر لنگڑاتے ہوئے وہ سب باڑے کے احاطے میں داخل ہوئے۔ چھرّوں کے
زخموں سے بوکسر کے پاؤں کی کھال میں سخت تکلیف تھی۔ اُسے اندازہ ہوا

کہ آئندہ اُسے "پون چکی" کی دوبارہ تعمیر میں پھر زبردست محنت کرنا ہے اور پون چکی کو بنیادوں سے ازسرِنو بنانا ہے۔ تصور ہی میں اُس نے اپنے آپ کو اس ذمہ داری کے لئے آمادہ اور مستعد پایا لیکن آج پہلی بار اُسے اس کا بھی احساس ہوا کہ اب وہ گیارہ برس کا ہوگیا ہے اور اُس کے زبردست اعصاب میں اب پہلی سی توانائی نہیں رہی۔

تھوڑی دیر بعد جانوروں نے جب ہرا پرچم لہراتے دیکھا، بندوق چلنے کی آواز جسے کل سات مرتبہ چلایا گیا تھا اور نپولین کی تقریر سنی جس میں اُس نے انھیں اُن کے کارنامے پر مبارکباد دی تھی تو انھیں پکا یقین آگیا کہ واقعی انھوں نے ایک فتح عظیم حاصل کی ہے۔ جنگ میں کام آنے والے جانوروں کو اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔ بوکسر اور نپولین نے گاڑی کو جسے تابوت کی جگہ استعمال کیا گیا تھا، کھینچا۔ نپولین بنفسِ نفیس جلوس کے آگے آگے چلا۔

پورے دو دن تک تقریبات منعقد ہوتی رہیں۔ گانا بجانا، تقریریں اور بندوقوں کی مزید سلامی کے علاوہ دو چھٹانک فی پرندہ غلّہ اور تین بسکٹ فی کتا اور ایک ایک سیب خاص تحفہ کے طور پر سارے جانوروں کو عطا کیا گیا۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اس جنگ کو "جنگ پون چکی" کے نام سے یاد کیا جائیگا نپولین نے ایک نیا اعزاز "سبز پرچم کا اعزاز" کے نام سے قائم کیا اور اُسے خود کو عطا فرمایا۔ اس عام ہنگامۂ مسرت میں جانور جعلی نوٹوں کے واقعہ کو بالکل بھول گئے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد باڑے کی عمارت کے تہ خانے میں سوروں

کو شراب کا ایک بکس ہاتھ آگیا جب عمارت پر پہلی مرتبہ قبضہ ہوا تھا تو یہ تہ خانہ اتفاقاً نظروں میں آنے سے رہ گیا تھا۔ اُس رات باڑے کی عمارت سے زور زور سے گانے کی آوازیں آرہی تھیں اور جانوروں کے لئے حیرت خیز بات یہ تھی کہ اس میں "انگلستان کے چوپایہ" کے ترانہ کا آہنگ بھی شامل تھا۔ رات کے تقریباً ساڑے نو بجے نپولین مسٹر جونز کا ٹوپ لگائے ہوئے پچھلے دروازہ سے باہر نکلتا نظر آیا اُس نے احاطہ میں گُدگڑے مارے اور دوبارہ عمارت کے اندر جاکر غائب ہوگیا۔ صبح کو باڑے کی پوری عمارت پر ایک گہرا سکوت طاری تھا۔ معلوم ہوتا تھا کوئی بھی سور بستر سے نہیں اٹھا ہے۔ نو بجے کے قریب اسکوئلر برآمد ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑی دل شکستگی کے ساتھ چل رہا تھا اُس کی آنکھیں خمار آلود تھیں، دُم ڈھیلے انداز سے جھول رہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سخت بیمار ہے اُس نے سارے جانوروں کو جمع کیا اور کہا کہ وہ ایک بڑی بری خبر سُنانے آیا ہے اور وہ یہ کہ ساتھی نپولین مرنے والا ہے۔

نالہ و شیون کی آوازیں فضا میں گونجنے لگیں۔ باڑے کی عمارت کے باہر دروازوں کے پاس گھاس بچھا دی گئی۔ جانور دبے پاؤں چلتے ہوئے اندر گئے۔ ڈبڈبائی آنکھوں سے وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ اگر اُن کے قائد مر گئے تو وہ کیا کریں گے؟ یہ افواہ گشت کرنے لگی کہ اسنوبال کسی نہ کسی طرح نپولین کے کھانے میں زہر ملانے میں کامیاب ہوگیا۔ گیارہ بجے کے قریب اسکوئلر باہر آیا اور اُس نے اعلان کیا کہ اس زمین پر اپنی زندگی کے آخری کارنامہ کے طور پر ساتھی نپولین نے ایک فرمان جاری کیا ہے کہ شراب پینے والے کو سزائے موت

ہو جائے گی۔

شام ہوتے ہوتے نپولین کی حالت سدھر گئی اور اگلی صبح اسکوئلر نے جانوروں کو بتایا کہ اب وہ رو بصحت ہے۔ شام تک نپولین کام کرنے کے قابل ہو گیا اُس سے اگلے دن معلوم ہوا کہ اُس نے وہمپر کو شراب کشید کرنے کی ترکیبوں پر مشتمل بعض کتابیں خریدنے کی ہدایت کی ہے۔ نپولین نے یہ احکام بھی جاری کیے کہ چراگاہ سے پرے والا گھاس کا قطعہ جو پہلے از کار رفتہ جانوروں کے چرنے کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا اسمیں ہل چلا کر اسے قابلِ کاشت بنایا جائے۔ کہا یہ گیا کہ چراگاہ کی زمین اب بنجر ہوتی جا رہی ہے اس لئے اُس کی دوبارہ کاشت کے لیے بیج ڈالے جائیں گے لیکن جلد ہی معلوم ہوا کہ نپولین کا ارادہ ہے کہ اس زمین میں جَو کی کاشت کی جائے۔

اسی زمانہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا جو کسی کی بھی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ ایک رات بارہ بجے کے قریب احاطہ میں ایک زوردار دھماکہ کی آواز آئی جسے سُنکر جانور اپنے ٹھکانوں سے باہر نکل پڑے۔ چاندنی رات تھی بڑے کھلیان کی دیوار کے کنارے جہاں سات فرمان لکھے ہوئے تھے ایک سیڑھی دو ٹکڑے ہوئی پڑی تھی۔ اسی کے پاس نیم بے ہوش اسکوئلر کراہ رہا تھا۔ اُس کے قریب ہی ایک لالٹین، رنگ کرنے کا برش اور سفید رنگ کا ڈبہ اوندھا پڑا تھا فوراً ہی کتوں نے اسکوئلر کو گھیرے میں لے لیا اور جیسے ہی وہ چلنے کے قابل ہوا اُسے باڑے کی عمارت کے اندر لے گئے جانوروں میں سوائے بنجمن کے کسی کی بھی سمجھ میں نہ آیا کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ اُس نے اپنی تھوتھنی اس انداز سے

ہلائی کہ جیسے وہ سب کچھ جانتا ہے لیکن ظاہر نہیں کریگا۔

چند روز بعد جب میوریل سات فرمان پڑھ رہی تھی تو اُسے احساس ہوا کہ انہیں سے ایک فرمان ایسا تھا جو انھیں غلط یاد تھا اُن کا خیال تھا کہ پانچویں فرمان میں لکھا ہے کہ کوئی جانور شراب نہیں پیئے گا مگر چند لفظ اُن کی یادداشت میں محفوظ نہیں رہے تھے۔ پانچویں فرمان کی اصل عبارت یہ تھی۔

"کوئی جانور شراب نہیں پیئے گا، افراط سے"۔

بوکسر کا زخمی کھُر اب تک ٹھیک نہیں ہوا تھا، پھر بھی جشنِ فتح کی تقریبات ختم ہونے کے دوسرے ہی دن سے پون چکّی کی ازسرِ نو تعمیر شروع ہو گئی۔ بوکسر نے ایک دن کی بھی چھٹی نہیں کی اور اُس نے کسی پر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ ہاں شام کو وہ کلوور سے ذاتی طور پر اس کا اظہار ضرور کرتا کہ اُس کے کھُر میں تکلیف بڑھ رہی ہے۔ کلوور جڑی بوٹیاں چبا کر اُن کی پلٹس سے کھُر پر لیپ کر دیتی، ساتھ ہی ساتھ وہ اور بنجمن دونوں اُسے کم محنت کرنے کی تلقین کرتے رہتے۔

کلوور کہتی۔ "گھوڑوں کے پھیپھڑے زیادہ دنوں تک کام نہیں کرتے!" لیکن بوکسر ایک نہ سُنتا اور کہتا کہ اب اُس کی صرف ایک آرزو باقی رہ گئی ہے کہ وہ ازکار رفتہ ہونے کی عمر سے پہلے ہی "پون چکّی" کو تکمیل کے مرحلے تک پہنچتا دیکھ لے۔

ابتدا میں جب جانورستان کے قوانین وضع کئے گئے تھے تو گھوڑوں اور سوروں کے ریٹائر ہونے کی عمر بارہ برس، گایوں کی چودہ برس، کتّوں کی نو برس، بھیڑوں کی سات برس، مرغیوں اور بطخوں کی پانچ برس قرار پائی تھی اور ہر ایک کے واسطے وظیفۂ

حسن خدمت بھی منظور کئے گئے تھے لیکن ابھی تک کوئی بھی جانور واقعتاً خدمت سے سبکدوش نہیں کیا گیا تھا۔ اس موضوع پر پچھلے کچھ دنوں سے زور و شور سے بحث جاری تھی اور اب جب کہ باغیچے کے برابر کی زمین جَو کی کاشت کے واسطے مخصوص کر دی گئی تھی تو یہ خبر عام ہو گئی کہ وسیع چراگاہ کا ایک حصّہ باڑے گھر کے پیرانہ سال جانوروں کے لئے وقف کر دیا جائیگا۔ کہا جاتا کہ ایک گھوڑے کو پنشن کے طور پر پانچ پونڈ اناج اور جاڑوں میں پندرہ پونڈ گھاس ملا کریگی اور سرکاری عام تعطیل کے موقع پر ایک ایک گاجر اور ایک ایک سیب بھی ملنے کا امکان ہے۔ بوکسر کی بارہویں سالگرہ اسی سال موسمِ گرما کے آخر میں پڑ رہی تھی۔

اس اثنا میں زندگی مشکل ہو آ گئی۔ پچھلے سال کی طرح سخت سردی پڑ رہی تھی اور خوراک پہلے سے بھی کم مل رہی تھی —— ایک بار پھر سوروں اور کتّوں کے علاوہ سب جانوروں کی خوراک کم کر دی گئی۔ اسکویلر کہتا کہ خوراک میں حد درجہ مساوات جانوریت کے اصولوں کے منافی ہے۔ وہ باڑے کے جانوروں کو سمجھاتا رہتا کہ وہاں حقیقتاً کوئی غذائی قلت نہیں ہے، ظاہری صورتِ حال کچھ بھی ہو۔ وقتی طور پر خوراک کی مقدار میں کمی کو وہ "ترتیبِ نو" سے تعبیر کرتا تھا اور کہتا کہ فی الوقت جو غلہ دیا جا رہا ہے وہ جونز کے زمانے کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اپنی باریک اور تیز آواز میں وہ اعداد و شمار بڑی تیزی سے پڑھ کر سناتا اور تفصیل سے ثابت کرتا کہ اب جونز کے دور کی نسبت زیادہ دلیہ، زیادہ گھاس اور زیادہ شلجم میسر ہیں اور اب انھیں پہلے سے

کم وقت کام کرنا پڑتا ہے۔ پینے کا پانی بہتر قسم کا ہے اور وہ زیادہ عرصے تک زندہ رہتے ہیں۔ اُن کے نوزائیدہ بچوں کی عمر بھی پہلے سے زیادہ ہوتی ہے اب اُن کے ٹھکانوں پر گھاس بھی پہلے سے زیادہ ہے اور اب اُن کی عمومی تکلیف بھی پہلے سے کم ہے۔

جانور اُس کے ایک ایک لفظ پر ایمان لے آتے حالانکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جونز اور اُس کے زمانے کی ساری باتیں اب اُن کے حافظے سے محو ہو گئی تھیں ــــ وہ محسوس کرتے کہ اُن کی موجودہ زندگی سخت اور غیر محفوظ ہے۔ اکثر و بیشتر وہ بھوکے رہتے اور سردی سے بھی ٹھٹھرتے، عام طور پر اس وقت تک کام کرتے رہتے جب تک نیند انھیں آرام پر مجبور نہ کر دیتی مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ گذشتہ دور کے حالات اس سے بھی بدتر تھے اس حقیقت پر یقین کر کے انھیں بڑی خوشی ہوتی۔ اس کے ماسوا گذشتہ دور میں وہ سب کے سب غلام تھے اور اب آزاد تھے۔ یہی فرق سب سے زیادہ اہم تھا جس کی طرف بار بار توجہ دلانے سے اسکوئلر کبھی نہیں چوکتا تھا۔

ماضی اور حال میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ اب پہلے کی بہ نسبت کھانے والوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا تھا۔ موسم خزاں میں چاروں کی چاروں سورنیوں نے بیک وقت اکتیس بچے دیئے۔ یہ سب بچے مختلف رنگ کے تھے اور چونکہ باڑے میں نپولین ہی واحد نر تھا اس لیئے اُن کے نسب کا اندازہ لگانا کچھ دشوار نہیں تھا۔

کچھ دنوں بعد لکڑی اور اینٹوں کی خریداری کے بعد اعلان کیا گیا کہ باڑے

کے باغ میں ایک مدرسہ تعمیر کیا جائیگا۔ سردست نپولین ان سور بچوں کو باڑے کے باورچی خانہ میں بہ نفسِ نفیس تعلیم دیتا تھا۔ بچے عموماً باغ میں مشق کرتے انھیں دوسرے جانوروں کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کی ممانعت تھی۔ اسی زمانہ میں یہ اُصول بھی وضع کیا گیا کہ جب راستہ چلتے ہوئے سور اور کسی دوسرے جانور کا ساتھ ہو جائے تو دوسرے جانور کو چاہیئے کہ وہ راستہ کے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو جائے۔ سوروں کو، خواہ وہ کسی مرتبہ ہی کے کیوں نہ ہوں، اس خاص رعایت کا مستحق بھی ٹھہرایا گیا کہ اتوار کے اتوار اپنی دُموں میں ہرا فیتہ باندھ سکتے ہیں۔

باڑے کے لئے یہ ایک کامیاب سال تھا۔ پھر بھی روپیہ کی کمی تھی۔ مدرسہ کے لئے اینٹیں، ریت اور چونا خریدنے کی ضرورت تھی اور "پون چکی" کی مشینری خریدنے کے لئے ایک بار پھر بچت کی مہم شروع کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ باڑے کی عمارت میں روشنی کے لئے موم بتی، چراغ کے تیل اور نپولین کے واسطے شکر خریدنا بھی ضروری تھا۔ جبکہ دوسرے سوروں کو شکر کھانے کی ممانعت کر دی گئی تھی تاکہ وہ زیادہ موٹے نہ ہو جائیں۔ ان چیزوں کے علاوہ عام اوزار، کیلیں، رسّی، کوئلے، تار، مستعمل لوہا اور کتوں کے بسکٹ بھی خریدنا تھے۔ خشک گھاس کا ذخیرہ اور آلوؤں کی فصل کا اچھا خاصا حصّہ فروخت کر دیا گیا۔ انڈوں کی فروخت کے معاہدہ کو بڑھا کر چھ سو انڈے فی ہفتہ کر دیا گیا۔ اس طرح مرغیاں بمشکل اتنے چوزے نکال سکتیں کہ اپنی گذشتہ تعداد کو بحال رکھ سکیں۔ خوراک جس میں دسمبر میں کمی کی گئی تھی فروری میں اور کم کر دی گئی۔ تیل کی بچت کی خاطر جانوروں کے تھانوں پر لالٹین جلانا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ لیکن سوروں

کے بڑے ٹھاٹ تھے اُن کے جسم پر چربی کی تہیں چڑھ گئی تھیں۔

فروری کے اواخر کی ایک سہ پہر، ایک گرم تیز اور اشتہا انگیز خوشبو، جو جانوروں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی، پورے باڑے میں پھیلتی محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو احاطہ کے کنارے بنے ہوئے اُس چھوٹے سے شراب سازی کے مکان سے آرہی تھی جو باورچی خانہ سے ذرا دور واقع تھا اور جونز کے زمانہ سے خالی پڑا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ یہ جَو پکنے کی خوشبو ہے۔ جانوروں نے لمبی لمبی سانسیں لیکر اور فضا میں سونگھ سونگھ کر خوشبو سے لطف اُٹھایا۔ وہ سمجھے کہ شاید اُن کے کھانے کے لئے گرم گرم ملغوبہ تیار کیا جارہا ہے لیکن گرم گرم ملغوبہ تو انھیں نہ ملا بلکہ اگلے اتوار کو اعلان کیا گیا کہ آئندہ سے جَو صرف سوروں کے استعمال میں آئیں گے۔

باغیچہ سے اس طرف والے میدان میں پہلے سے ہی جَو کی کاشت کی جاتی تھی جو ہر ایک کے علم میں تھی۔ اب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر سور کو روزانہ ایک پنٹ بیئر کی خوراک فراہم کی جارہی ہے اور خود نپولین کو آدھا گیلن بیئر ہمیشہ اعلیٰ درجے کی سرپوش دار قابوں میں پیش کی جاتی ہے۔

اس طرح اگر ایک طرف سختیاں برداشت کی جارہی تھیں تو دوسری طرف یہ اطمینان تھا کہ اُن کی زندگی پہلے سے زیادہ باوقار انداز سے گزر رہی ہے۔ اب پہلے سے کہیں زیادہ گانا بجانا، تقریریں اور جلسے جلوس میسر تھے۔ ایک روز نپولین نے یہ حکم جاری کیا کہ ہفتہ میں ایک بار "فوری مظاہرہ" کیا جائے جس کا مقصد جانورستان کی جدوجہد اور فتوحات کا جشن منانا ہو۔ مقررہ وقت پر جانور اپنا اپنا کام چھوڑ دیتے اور فوجی انداز سے صف در صف باڑے کے احاطہ کی طرف چل دیتے۔ سور سب سے آگے ہوتے، اُن کے پیچھے گھوڑے، گائیں، بھیڑیں، بطخیں اور مرغیاں۔ کتے جلوس کے دائیں بائیں چلتے۔ سب سے آگے نپولین کا سیاہ مرغ قیادت کرتا ہوا چلتا۔ بوکسر اور کلوور ایک سبز پرچم لئے ہوئے جس پر سینگ اور کھُر کا نشان تھا اور "ساتھی نپولین زندہ باد" لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد نپولین کی شان میں چند نظمیں پڑھی جاتیں، اسکوئلر کی تقریر ہوتی جس میں وہ غلّہ کی پیداوار کے تازہ ترین اعداد و شمار سناتا۔ کسی کسی موقع پر بندوق بھی چلائی جاتی تھی۔

"فوری مظاہرہ" کی سب سے زیادہ دلدادہ بھیڑیں تھیں۔ اگر کبھی کوئی جانور یہ دیکھکر کہ اُس کے آس پاس کوئی کتا اور سور نہیں ہے، اس بات کی شکایت کرتا کہ اسطرح اُن کا وقت برباد ہوتا ہے اور انھیں دیر تک سردی میں کھڑا رہنا پڑتا ہے تو بھیڑیں انھیں خاموش کرنے کے لئے یقینی طور پر زور زور سے ممیا ممیا کر "چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بُری" کے نعرے لگانے لگتیں۔ رفتہ رفتہ جانور ان تقریبات سے لطف اندوز ہونے لگے کیونکہ اس طرح کم از کم انھیں یہ یاد دلا کر کہ وہ خود مختار اور اپنی مرضی کے مالک ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اپنے فائدہ کے لئے ہی کرتے ہیں، انھیں ایک قسم کے اطمینان اور شادمانی کا احساس ہوتا۔ وہ گیتوں، جلسے جلوسوں، اسکوئلر کی پیش کی ہوئی اعداد و شمار کی فہرستوں، بندوق کے دھماکوں، سیاہ مرغ کی بانگ اور پرچم کی لہروں میں، تھوڑی دیر کے لئے خالی پیٹ کو بھول جاتے تھے۔

اپریل کے مہینہ میں جانورستان کو جمہوریہ بنا دینے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس طرح ایک صدر کا انتخاب بھی ضروری ٹھہرا۔ نپولین واحد اُمیدوار تھا جسے بلا مقابلہ متفقہ طور پر منتخب کرلیا گیا۔ اسی دن اعلان کیا گیا کہ بعض مزید دستاویزیں ہاتھ آئی ہیں جن سے جونز اور اسنوبال کی سازشوں کی تفصیلات کا علم ہوا ہے اور اب جاکر معلوم ہوا ہے کہ "جنگ گاؤ گھر" میں اسنوبال نے، جیسا کہ اس سے پہلے اُن کا خیال تھا، نہ صرف دھوکے سے شکست دلانے کی کوشش کی تھی بلکہ کھُلّم کھُلّا جونز کی طرف سے لڑ رہا تھا اور اسنوبال ہی اصل میں انسانی فوج کی قیادت کر رہا تھا۔ جنگ کے دوران اُس نے "انسانیت زندہ باد" کا نعرہ لگاتے ہوئے حملے پر حملے کیے تھے۔ اُس کی پشت پر جو زخم آئے تھے اور جنہیں سب جانوروں نے خود دیکھا تھا، دراصل نپولین کے دانتوں کے نشان تھے۔

کئی سال غائب رہنے کے بعد گرمیوں کے وسط میں موسس پھر باڑے میں نظر آیا۔ اسمیں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اب بھی وہ پہلے ہی کی طرح کام بالکل نہ کرتا تھا اور "کوہ قند" کا ذکر اُسی زور و شور سے کرتا رہتا۔ بعض وقت وہ اپنے کالے کالے پر پھڑپھڑاتا ہوا کسی ٹھُنٹھ پر جا بیٹھتا اور جو بھی ہاتھ آجاتا اُسے گھنٹوں ایسی ہی سنائے جاتا۔

"ساتھیو! یہاں سے پرے بلندی پر" یہ بات وہ بڑی آہستگی سے کہتا اور اپنی سیاہ چونچ سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا۔ "بالکل بلندی پر، وہ سیاہ بادل جو تمھیں دکھائی دے رہا ہے، اُس کے بالکل دوسری طرف "کوہ قند" واقع ہے، وہ خوشحال ملک جہاں ہم جیسے حقیر جانور محنت کی صعوبتوں سے نجات پاکر آرام کی

زندگی بسر کرتے ہیں۔"

اُس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ایک دن بہت بلند پروازی کے دوران وہ وہاں جا بھی چکا ہے، اور ترفل گھاس کے سدا بہار کھیت اور باڑوں کی جگہ السی اور گنّے کے جھنڈ بھی دیکھے ہیں۔ بہت سے جانور اُس کی باتوں پر اعتبار کرلیتے اور کہتے کہ اُن کی موجودہ زندگی بھوک، افلاس اور محنت و مشقت سے عبارت ہے۔ کیا یہ نامناسب ہوگا کہ وہ کسی دوسری جگہ ایک بہتر دنیا میں آباد ہوں۔ ایک بات جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی وہ موسس کے ساتھ سوروں کا رویّہ تھا اُنھوں نے سختی سے اس بات کی تردید کی کہ کوہ قند کے بارے میں اُس کے پھیلائے ہوئے افسانے صریحی جھوٹ ہیں۔ اس کے باوجود اُنھوں نے باڑے میں رہنے کی اجازت دے رکھی تھی اور اس کے کام نہ کرنے کے باوجود روزانہ اُسے بیئر کا ایک پیمانہ بھی دیا جاتا تھا۔

بوکسر نے کھُر ٹھیک ہوجانے کے بعد پہلے سے کہیں زیادہ محنت سے کام کرنا شروع کر دیا تھا اور صرف وہی نہیں، اس سال تمام جانور غلاموں کی طرح کام میں جُٹے رہے۔ باڑہ کے روزمرّہ کے کام اور "پون چکی" کی ازسرِ نو تعمیر کے علاوہ انہیں سور بچوں کے لیے مدرسہ کی تعمیر بھی کرنا تھی جس کا آغاز اُنھوں نے مارچ میں کیا تھا۔ بعض اوقات آدھے پیٹ کے ساتھ زیادہ دیر تک کام کرتے رہنا اُن کی برداشت سے باہر ہوجاتا مگر ایسے موقعوں پر بھی بوکسر کے قدم ذرا نہ ڈگمگاتے۔ اُس نے اپنی کسی بھی بات یا حرکت سے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اب اُس میں پہلے جیسی طاقت نہیں رہی۔ حالانکہ اب اس کی ظاہری شکل و

صورت ضرور بدل گئی تھی، جسم کی چمکدار کھال دھندلی پڑ گئی تھی اور اُس کے
زبردست کولہے جھک گئے تھے۔ جانوروں کا خیال تھا کہ موسمِ بہار کا چارہ کھا
کر اُس کی صحت ٹھیک ہو جائے گی لیکن بہار کا موسم آیا بھی اور گزر بھی گیا مگر
بوکسر پر گوشت نہ چڑھا۔ کبھی کبھی نشیب سے کان کے دہانہ تک چڑھتے ہوئے
وہ بڑے اور بھاری پتھروں کے وزن کو اپنے بازوؤں کے زور سے کھینچنے کی کوشش
کرتا تو صاف نظر آتا کہ اُس کے قدم صرف اُس کی قوّت ارادی ہی کے بل پر
جمے ہوئے ہیں ایسے موقعوں پر اُس کے ہلتے ہوئے ہونٹوں سے یہ لفظ نکلتے
محسوس ہوتے "میں زیادہ محنت کروں گا"، مگر اُس کے منہ سے آواز نہ نکلتی۔
بنجمن اور کلوور نے ایک بار پھر اُسے اپنی صحت کی طرف توجہ دینے کو کہا۔
لیکن بوکسر نے ذرا بھی کان نہ دھرے۔ اب اُس کی بارہویں سالگرہ قریب ہی
تھی لہٰذا وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر کام سے سبکدوش ہونے سے قبل زیادہ سے
زیادہ پتھر جمع کر لینا چاہتا تھا۔

گرمیوں کی ایک شام کو پورے باڑے میں اچانک یہ خبر عام ہوئی کہ
بوکسر کو کچھ ہو گیا ہے۔ وہ پتھروں کے ایک ڈھیر کو اکیلا کھینچ کر "پون چکی"
تک لئے جا رہا تھا۔ یہ افواہ بالکل درست تھی کیونکہ چند ہی لمحہ بعد دو کبوتر
یہ خبر لے کر تیزی سے اُڑتے ہوئے آئے کہ بوکسر گر پڑا ہے، ایک کروٹ
سے پڑا ہے اُٹھ نہیں سکتا۔ باڑے کے آدھے جانور ٹیلے کی طرف دوڑ پڑے
جہاں "پون چکی" بن رہی تھی۔ بوکسر گاڑی کے بموں کے درمیان پھنسا پڑا تھا۔ اُس
کی گردن باہر ہوئی تھی اور وہ اپنا سر تک نہ اُٹھا سکتا تھا۔ اُس کی

آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور جسم پسینے سے تربتر تھا، خون کی ایک
پتلی سی دھار اُس کے دہانہ سے باہر بہہ رہی تھی۔

کلوور گھٹنوں کے بل اُس کے پاس بیٹھ گئی اور چلّانے لگی۔

"بوکسر، تم کیسے ہو؟"

"میرے پھیپھڑے ——" بوکسر نے کمزور دھیمی آواز میں جواب دیا۔

"خیر کوئی بات نہیں میرے خیال میں تم میرے بغیر بھی پون چکی مکمل
کر سکتے ہو کیونکہ پتھروں کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔ مجھے ایک ہی مہینہ تو اور
کام کرنا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں اپنے سبکدوش ہونے کا انتظار کر رہا تھا
اور چونکہ بنجمن بھی بوڑھا ہو چلا ہے وہ بھی شاید میرے ساتھ ہی ریٹائر ہو اور
میری رفاقت کر سکے"

کلوور زور سے چلّائی۔

"ہمیں فوری مدد طلب کرنی چاہیے۔ تم میں سے کوئی دوڑ کر جائے اور
اسکوئلر کو صورت حال سے آگاہ کرے"

کئی جانور اُسی وقت عمارت کی طرف بھاگے تاکہ اسکوئلر کو یہ خبر سنا سکیں
صرف کلوور اور بنجمن اُس کے پاس چُپ چاپ بیٹھے رہے اور اپنی لمبی دُم سے
مکھیوں کو بھگاتے رہے۔ پندرہ منٹ بعد اسکوئلر چہرہ پر پریشانی اور ہمدردی
کے جذبات لئے ہوئے نمودار ہوا۔ اُس نے کہا۔

"ساتھی نپولین نے باڑے کے سب سے وفادار جانور کی بیماری کو بڑی
تشویش اور انتہائی غم کے ساتھ سُنا۔ وہ بوکسر کو علاج کے لئے ولنگڈن کے ایک

اسپتال میں بھیجنے کے انتظامات کر رہا ہے۔"

جانوروں نے اس پر تھوڑی سی تشویش کا بھی اظہار کیا کیونکہ اسنوبال اور مولی کے علاوہ کوئی بھی جانور باڑے سے باہر نہیں گیا تھا اور انھیں یہ بات بھی گوارا نہ تھی کہ اُن کا بیمار ساتھی انسانی ہاتھوں میں رہے لیکن اسکوئلر نے کسی نہ کسی طرح انھیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ ولنگڈن کا حیوانات کا "سرجن" بوکسر کا علاج باڑے سے زیادہ بہتر طریقہ پر کر سکتا ہے۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد، جب بوکسر میں کچھ جان آئی، تو بہ مشکل تمام وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکا اور بڑی کوشش سے رینگ رینگ کر اپنے تھان تک پہنچا جہاں کلوور اور بنجمن نے پہلے سے ہی اُس کے واسطے پیرال کا آرام دہ بستر تیار کر رکھا تھا۔

اگلے دو دن تک بوکسر اپنے تھان پر پڑا رہا۔ سوروں نے گلابی رنگ کی دوا کی ایک بوتل بھیجی تھی جو انھیں مکان کے غسلخانہ میں درازوں کی الماری سے ملی تھی کلوور دن میں دو مرتبہ کھلانے کے بعد یہ دوا بوکسر کو بڑی پابندی سے پلاتی رہی۔ شام کو وہ اُس کے پاس آ کر بیٹھ جاتی اور اس سے باتیں کرتی رہتی اور بنجمن مکھیاں اڑاتا رہا۔

بوکسر کہتا کہ جو کچھ ہوا اُسے اُس کا ذرا بھی غم نہیں، اگر وہ صحت یاب ہو گیا تو ابھی وہ تین سال تک زندہ رہے گا۔ پھر وہ اُن پر سکون دنوں کا تذکرہ کرنے لگتا جب وہ وسیع چراگاہ کے ایک کونے میں زندگی بسر کرے گا۔ یہ اُس کی زندگی میں آسائش کا پہلا موقع ہوگا جب وہ پڑھنے لکھنے اور اپنی ذہنی تربیت کی طرف

توجہ دے سکے گا اُس نے یہ ارادہ بھی ظاہر کیا کہ وہ بقیہ زندگی اُن بائیس حروف کو یاد کرنے میں صرف کرے گا جو اُسے اب تک یاد نہیں ہو سکے تھے۔

اب کلوور اور بنجمن کام کے اوقات کے بعد ہی اُس کے پاس آ سکتے تھے۔

ایک دن دوپہر کے وقت ایک گاڑی بوکسر کو لینے کے واسطے آئی۔ جانور سوروں کی نگرانی میں شلجموں کو صاف کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ انھوں نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ بنجمن باڑے کی عمارت کی طرف سے تیزی کے ساتھ دوڑتا چلا آرہا ہے اور زور زور سے چلا رہا ہے — یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے بنجمن کو اس قدر جوش اور تیزی سے دوڑتا دیکھا تھا "جلدی کرو جلدی" وہ چلایا۔ "سب فوراً آؤ" "وہ بوکسر کو لیے جا رہے ہیں۔"

نگراں سور کے حکم کا انتظار کیے بغیر سارے جانوروں نے کام چھوڑ دیا اور باڑے کی عمارت کی طرف دوڑ پڑے۔ واقعی احاطہ میں ایک بڑی سی بند گاڑی کھڑی ہوئی تھی اسمیں دو گھوڑے جُتے ہوئے تھے اور ایک طرف کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک چالاک صورت آدمی نیچا کنٹوپ پہنے کوچبان کی جگہ بیٹھا ہوا تھا اور بوکسر کا تھان خالی پڑا تھا۔

جانور گاڑی کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ انھوں نے ایک ساتھ کہا۔

"خدا حافظ بوکسر! خدا حافظ!"

"بے وقوفو، احمقو!" بنجمن اپنے چھوٹے چھوٹے کُھر زمین پر مارتے ہوئے اور اُن کے چاروں طرف گھومتے ہوئے چلایا۔

"احمقو! کیا تمھیں گاڑی پر کچھ لکھا ہوا نظر نہیں آتا؟"

یہ سُن کر جانور ٹھٹکے اور چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ میوریل نے لکھے ہوئے الفاظ پڑھنا شروع کئے لیکن بنجمن نے اُسے دھکیل کر ایک طرف کر دیا اور سناٹے کو توڑتے ہوئے پڑھنا شروع کیا۔

"الفریڈ سائمنڈ۔ گھوڑ قصاب اور پریس ساز"

ولنگڈن، تاجر کھال اور ہڈیوں کا بیوپاری اور سگ فروش۔

"کیا تم اس کا مطلب سمجھتے ہو؟" وہ بوکسر کو گھوڑ قصائی کے پاس لئے جا رہے ہیں!"

سارے جانور دہشت زدہ ہو کر چیخ پڑے۔ اسی وقت گاڑی بان نے گھوڑے کو چابک رسید کیا اور گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ احاطہ سے باہر کی طرف جانے کے لئے آگے بڑھی، تمام جانور پوری قوت سے چیختے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے کلوور سب کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھ گئی۔ گاڑی کی رفتار تیز تر ہو گئی کلوور نے اپنے مضبوط پیروں کے ساتھ لمبی لمبی چھلانگیں مارنے کی کوشش کی اور زور زور سے چلائی۔

"بوکسر، بوکسر، بوکسر!"

ٹھیک اسی لمحہ بوکسر کا چہرہ ناک تک سفید پٹی سے بندھا ہوا گاڑی کی پشت والی چھوٹی سی کھڑکی سے جھانکتا نظر آیا، معلوم ہوتا تھا کہ اُسے باہر کا شور دکھائی دے گیا تھا۔

کلوور نے ایک دہشت ناک آواز میں چیخ کر کہا۔

"باہر آجاؤ بوکسر! جلدی سے باہر آجاؤ! وہ تمھیں مارنے کے لئے لے

ہے ہیں!"

سب جانور چیخ چیخ کر کہنے لگے۔

"بوکسر باہر آجاؤ!" لیکن گاڑی کی رفتار تیز ہوتی گئی اور وہ اُن سے تر ہوتی گئی۔ یہ بات غیر یقینی تھی کہ بوکسر نے کلوور کی بات سنی یا نہیں ں تھوڑی ہی دیر بعد کھڑکی سے جھانکتا ہوا بوکسر کا چہرہ غائب ہو گیا اور ی کے اندر زور زور سے ٹاپیں مارنے کی آواز آنے لگی۔

کسی زمانے میں اُس کی چند ہی ٹھوکروں سے گاڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو لیکن افسوس کہ اب اُس کی طاقت بھی اُس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ چند ہی ں میں اُسکے سُموں کی ٹھوکروں کی آواز مدہم ہوتی چلی گئی اور آخر بند ں۔ جانور مایوسی کے عالم میں گاڑی میں جُتے ہوئے گھوڑوں سے ٹھہر جانے درخواستیں کرنے لگے۔

"ساتھیو! اپنے بھائی کو موت کے منہ میں مت لے جاؤ!"

لیکن بے وقوف جانوروں نے ایک نہ سنی اور بغیر یہ سمجھے کہ کیا ہو رہا پنے کان کھڑے کرکے اور تیزی سے دوڑنے لگے بوکسر کا چہرہ دوبارہ کھڑکی ظر نہ آیا۔ بعد از وقت کسی کو خیال آیا کہ صدر دروازہ بند کر دے لیکن قبل ے کہ وہ ایسا کرتے، گاڑی تیزی کے ساتھ دروازے کو عبور کرکے گذر گئی۔ ک پر جاکر نظروں سے غائب ہو گئی۔ اس کے بعد بوکسر کبھی نظر نہ آیا۔

تین دن بعد اعلان کیا گیا کہ بوکسر ولنگڈن کے اسپتال میں پوری طرح ال اور ہر طرح کے علاج کے باوجود مر گیا۔ یہ اطلاع اسکوئیلر نے پہنچائی۔

اُس نے بتایا کہ بوکسر کے آخری وقت وہ اُس کے پاس موجود تھا۔ اسکوئلر نے اپنی تھوتھنی اُٹھا کر آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میری زندگی کا دردناک ترین نظارہ تھا۔ آخری وقت وہ انتہائی کمزوری کے باعث بول بھی نہ سکتا تھا لیکن اُس نے میرے کان میں آہستہ سے کہا کہ اُسے صرف اس بات کا غم ہے کہ وہ "پون چکی" کی تعمیر سے پہلے مر رہا ہے۔" اُس نے کہا تھا۔

"ساتھیو! آگے بڑھو۔ بغاوت کے نام پر آگے بڑھو۔ "جانورستان زندہ باد" "ساتھی نپولین زندہ باد،" "نپولین ہمیشہ ٹھیک کہتا ہے۔" ساتھیو یہ اُس کے آخری الفاظ تھے۔"

یہاں پہنچ کر اسکوئلر کا انداز ایک دم بدل گیا وہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہو گیا، اپنی دھنسی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اِدھر اُدھر مشتبہ نظروں سے دیکھا پھر بولا۔

"میرے علم میں ایک بات لائی گئی ہے کہ بوکسر کے یہاں سے لیجاتے وقت کسی نے یہ احمقانہ اور شرارت انگیز افواہ پھیلا دی تھی کہ چند جانوروں نے بوکسر کو لیجانے والی گاڑی پر "گھوڑ قصائی" لکھا دیکھا تھا اس لئے اُنھوں نے یہ سوچا کہ اُسے گھوڑ قصائی کے یہاں لیجایا گیا ہے۔ یہ ناقابلِ یقین ہے۔ کوئی بھی جانور اس قدر احمق نہیں ہو سکتا۔

یہ کہتے ہوئے اسکوئلر نے اپنی دُم کو تیز تیز جھٹکے دیئے اور اِدھر اُدھر اُچھلتے ہوئے کہا۔

"کیا انھیں اپنے محبوب قائد ساتھی نپولین سے اسی کی توقع ہے؟ اس کی تاویل بڑی سادہ ہے۔ گاڑی پہلے ایک گھوڑ قصاب کی ملکیت تھی جسے مویشیوں کے ڈاکٹر نے خرید لیا تھا اور اُس پر لکھا ہوا پرانا نام ابھی تک نہیں بدلا تھا۔ شاید اسی سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔"

یہ سُنکر جانوروں نے اطمینان کا سانس لیا اور جب اسکوئلر نے بوکسر کے آخری وقت کی تفصیلات بیان کرنا شروع کیں کہ کتنے قابلِ تعریف طریقے پر اُس کی دیکھ بھال کی گئی اور کیسی کیسی قیمتی دوائیں اُس کے واسطے خریدی گئیں جن کی قیمت ادا کرتے ہوئے نپولین ذرا بھی نہ ہچکچایا تو جانوروں کے تمام شبہات دور ہو گئے اپنے ساتھی کی موت پر وہ جو غم محسوس کر رہے تھے یہ معلوم ہو کر کم ہو گیا کہ وہ کم از کم آرام و سکون سے تو مرا تھا۔

اس سے اگلے اتوار کے اجتماع میں نپولین خود آیا۔ اُس نے بوکسر کے اعزاز میں ایک تعزیتی تقریر بھی کی۔ اُس نے کہا۔

"اُن کے مرحوم ساتھی کی لاش کو تدفین کے لئے باڑے میں لانا ممکن نہ تھا لیکن اُس نے باڑے کے باغیچہ کے پھولوں سے ایک ہار بنانے اور اُسے بوکسر کی قبر پر چڑھانے کا حکم دیا ہے۔ سوروں کا ارادہ ہے کہ وہ کچھ دن بعد بوکسر کے اعزاز میں ایک یادگار دعوت کا انتظام کریں گے۔"

نپولین نے اپنی تقریر بوکسر کے دو پسندیدہ جملوں کو یاد دلاتے ہوئے ختم کی جو وہ کہا کرتے تھے۔

"میں اور زیادہ محنت کرونگا اور" "کامریڈ نپولین ہمیشہ ٹھیک کہتا ہے۔"

اور ہر جانور کا فرض ہے کہ وہ ان اصولوں پر عمل کرے۔

دعوت والے دن ولنگڈن کی ایک دکان سے ایک گاڑی بڑا سا لکڑی بکس لاکر چھوڑ گئی۔ ساری رات زور شور سے گانے کی آوازیں آتی رہیں جن بعد زور زور سے جھگڑے کی آوازیں بھی آتی رہیں، گیارہ بجے کے قریب گلا کے شور کے ساتھ ٹوٹنے پر دعوت کا اختتام ہوا۔ اگلے دن کوئی بھی سور دو سے پہلے دکھائی نہ دیا اور پورے باڑے میں یہ بات عام ہو گئی کہ سوروں نے نہ کسی طرح وہسکی خریدنے کے لئے روپیہ کا انتظام کر لیا تھا۔

کئی سال یونہی بیت گئے۔ موسم بدلتے رہے مختصر عمریں رکھنے والے جانور مرتے گئے۔ پھر ایک ایسا زمانہ بھی آیا کہ بجمن، کلوور، پہاڑی کوے موسس اور چند سوروں کے علاوہ باڑے میں بغاوت سے پہلے کے دور کو جاننے والا کوئی بھی نہ رہا۔ میوریل مر چکی تھی۔ بلیوبل، جیسی اور پنچر بھی مر چکے تھے۔ جونز بھی مر چکا تھا۔ وہ ملک کے دوسرے حصے میں ایک ساقی کے گھر مرا تھا۔ اسنوبال بھی بھلایا جا چکا تھا۔ بوکسر کو بھی اُن جانوروں کے علاوہ، جو اُسے جانتے تھے اور سب بھول چکے تھے۔ کلوور اب ایک بوڑھی گھوڑی تھی جس کے جوڑوں میں سختی آگئی تھی اور آنکھوں سے نزلہ کا پانی بہتا رہتا۔ اُس کی عمر کام سے سبکدوش ہونے سے بھی دو سال زیادہ ہو چکی تھی لیکن دراصل اب تک کوئی بھی جانور ریٹائر نہیں ہوا تھا۔ چراگاہ کے ایک گوشہ کو بوڑھے اور از کار رفتہ جانوروں کے واسطے مخصوص کر دینے کی تجویز کب کی ختم ہو چکی تھی۔ نپولین اب چوبیس اسٹون کا ایک پورا سور تھا۔ اسکوئلر اس قدر فربہ ہو گیا تھا کہ اس کی آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں اور وہ بمشکل دیکھ سکتا تھا۔ صرف بوڑھا بنجمن ویسے ہی کا ویسا تھا ہاں اُس کی مونچھوں کے بال ذرا سفید ہو گئے تھے۔ بوکسر کے مرنے کے بعد سے وہ پہلے سے کہیں زیادہ اکل کھرا اور کم سخن ہو گیا تھا۔

باڑے میں رہنے والے جانوروں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ تھی پھر بھی اِن کی تعداد میں اتنا اضافہ نہیں ہوا جس کی اوّل اوّل توقع تھی۔ بہت سے نئے جانور پیدا ہوئے تھے جن کے واسطے بغاوت ایک سُنی سنائی دھندلی روایت کی حیثیت رکھتی۔ بہت سے جانور ایسے تھے جنہیں باڑے میں خرید کر لایا گیا تھا اُنھوں نے یہاں آنے سے پہلے اس قسم کی کسی چیز کا نام تک نہ سنا تھا۔ اب کلوور کے علاوہ باڑے میں تین گھوڑے اور تھے۔ وہ سب کے سب خاصے تو مند تھے، بے حد محنتی، کام کرنیوالے اور بڑے اچھے ساتھی، لیکن پکّے احمق۔

اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو الف ب سے آگے پڑھ سکتا۔ بغاوت اور جانوریت کے بارے میں انھیں جو کچھ بھی بتایا گیا تھا اور خاص طور پر اُن باتوں کو جو انھیں کلوور نے بتائی تھیں، اُن سب کو اُنھوں نے من و عن تسلیم کر لیا تھا کیونکہ وہ بچوں کی طرح کلوور کا بزرگانہ احترام کرتے تھے لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ جو کچھ انھیں بتایا جاتا تھا اُسے وہ سمجھ بھی لیتے تھے یا نہیں۔

باڑہ اب مالی طور پر خوشحال تھا اور اُس کا انتظام بھی پہلے سے بہتر تھا۔ اُس میں دو اور کھیتوں کا اضافہ ہو گیا تھا جو مسٹر پلنگٹن سے خریدے گئے تھے۔ آخر ایک دن "پون چکی" بھی کامیابی سے تکمیل کے مرحلے تک پہنچ گئی۔ باڑے میں غلہ نکالنے اور چارہ اُٹھانے والی مشین بھی لگ گئی۔ اُس میں بہت سی نئی عمارتوں کا اضافہ بھی ہو گیا۔ ڈمبیر نے ایک ٹم ٹم خرید لی جس پر جُتو کر وہ آتا جاتا تھا۔ "پون چکی" بجلی پیدا کرنے کے لئے بالکل استعمال نہیں کی گئی بلکہ اُسے غلہ الگ کرنے کے واسطے استعمال کیا جاتا، جس سے خاصا منافع ہو رہا تھا۔

اب جانور ایک اور "پون چکی" کی تعمیر میں مصروف تھے اور کہا جا رہا تھا کہ اُس کے مکمل ہو جانے پر اس میں ڈائینمو لگائے جائیں گے۔ پھر بھی وہ آسائشیں اور سہولتیں جن کے خواب اسنوبال نے جانوروں کو دکھائے تھے، یعنی بجلی سے روشن تھان، ٹھنڈا اور گرم پانی اور ہفتہ میں تین دن کام، اُن سب کا جانور ذکر تک نہ کرتے۔ نپولین نے اس قسم کے خیالات کو جانوریت کی روح کے خلاف قرار دیا تھا اور اُن کی مذمت کی تھی۔ اُس نے کہا تھا "سچی خوشی سخت محنت اور سادہ زندگی بسر کرنے سے میسّر آتی ہے۔"

بہرحال بات کچھ بھی ہو، یہ یقین تھا، کہ جانوروں کو ذرا بھی آسودہ کئے بغیر باڑہ مالدار ہو گیا تھا۔ ہاں سوروں اور کتّوں کی حالت ضرور بہتر تھی شاید اس کا سبب یہ بھی ہو کہ باڑے میں سور اور کتّے بہت زیادہ تھے۔ ایسا تو نہیں تھا کہ یہ جانور کام ہی نہ کرتے ہوں مگر اِن کا کام کرنے کا اپنا انداز تھا۔ جیسا کہ ہمیشہ اسکوئلر صراحت کیا کرتا تھا۔ باڑے کے انتظام اور اُس کی نگرانی کا لاانتہائی کام پھیلا ہوا ہے۔

بہت سا کام اس قسم کا تھا کہ اُس کا سمجھنا بھی دوسرے جانوروں کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ مثلاً اسکوئلر نے انھیں بتایا کہ سوروں کو روزانہ فائل، رپورٹ روئداد اور یادداشت قسم کی پُراسرار چیزوں پر زبردست محنت صرف کرنی پڑتی ہے۔ یہ کاغذ کے لمبے لمبے تختے تھے جو لکھتے لکھتے بھر جاتے تھے اور اُن کے پُر ہوتے ہی انھیں بھٹی میں جھونک کر جلا دیا جاتا تھا۔ اسکوئلر نے کہا۔ "یہ عمل باڑے کی فلاح کے لئے بے حد ضروری ہے۔" لیکن کوئی سور یا کتّا کبھی اپنی محنت کے ذریعہ اناج

پیدا نہ کرتا تھا حالانکہ وہ تعداد میں بہت سے تھے اور اِن کی خوراکیں بھی اچھی
خاصی تھیں۔

اب رہے دوسرے جانور تو اُن کی زندگی اُن کے خیال میں ہمیشہ کی طرح
گذر رہی تھی۔ وہ عام طور پر بھوکے رہتے، پرال پر سوتے، تالاب سے پانی پیتے
کھیتوں میں کام کرتے، سردیوں میں ٹھنڈ سے سکڑتے رہتے اور گرمیوں میں مکھیوں
سے پریشان رہتے۔ کبھی کبھی بعض سن رسیدہ جانور اپنی دھندلی یادداشتوں
کو دماغ پر زور ڈال کر تازہ کرتے اور یہ طے کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے کہ
بغاوت کے ابتدائی دنوں میں جب جونز کو نکال باہر کیا گیا تھا اس وقت حالات
بہتر تھے یا اب سے بھی بدتر تھے؟ انھیں کچھ بھی یاد نہ آتا تھا اور اُن کے سامنے تھا
ہی کیا جس سے وہ اپنی موجودہ زندگی کا تقابل کر سکتے؟ وہ تو صرف اسکویلر
کے بتائے ہوئے اعداد و شمار کے مالک تھے جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ ہر روز حالات
خوب سے خوب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اُن کے لیے یہ ایک مسئلہ لاینحل تھا اور پھر
اُن کے پاس ایسی چیزوں پر غور کرنے کے لئے وقت بھی کہاں تھا۔

ہاں بوڑھے بنجمن کا دعویٰ تھا کہ اُسے اپنی طویل زندگی کی ہر ہر بات یاد
ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ صورتِ حال ایسی ہی رہی ہے، نہ زیادہ خراب نہ زیادہ بہتر۔
بھوک، مصیبتیں اور مایوسی زندگی کے ناقابلِ تغیر قانون ہیں۔

اس پر بھی جانوروں نے آس نہ چھوڑی۔ انھوں نے ایک بھی لمحہ کے لئے
اس احساس کو ترک نہ کیا کہ جانورستان کا باشندہ ہونا اُن کے لئے ایک قابلِ فخر
چیز ہے پورے انگلستان میں یہی تو ایک باڑہ تھا جو جانوروں کی ملکیت تھا اور

جسے وہ خود ہی چلاتے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک، حد یہ ہے کہ بچے اور وہ بھی
جو دس دس بیس بیس میل دور کے دوسرے باڑوں سے یہاں لائے گئے تھے
اس پر فخر کرتے نہ تھکتے۔ جب وہ بندوق کی آواز سنتے اور ہرے پرچم کو بانس
پر لہراتے دیکھتے تو اُن کے دل ناقابلِ بیان فخر و ناز سے بھر جاتے اور پھر گفتگو
کا رُخ ماضی کے شاندار دور کی طرف چلا جاتا، جونز کے اخراج، سات فرمانوں کی
تصنیف اور اُن جنگوں کی داستانیں، جن میں انسانی حملہ آوروں کو شکستِ فاش
دی گئی تھی۔

اس طرح تمام پچھلے خواب "تازہ" ہو جاتے۔ میجر نے جانوروں کی جس جمہوریہ
کی بشارت دی تھی، اب تک وہ اُس پر ایمان رکھتے تھے جب انگلستان کے
لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے کھیت انسانوں کے منحوس قدموں سے پاک ہو جانے
والے تھے۔ انھیں یقین تھا کہ کسی نہ کسی دن ایسی جمہوریت ضرور وجود میں آئے گی
جلد یا بدیر۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا دور موجودہ نسل کی زندگی میں نہ آئے لیکن اُسے
آنا ضرور ہے۔ اس موقع پر انگلستان کے چوپایے کے ترانہ کی دُھن بھی چپکے چپکے گائی
جاتی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باڑے کا ہر ایک جانور اس نغمہ سے واقف تھا چاہے
وہ اُسے بلند آواز سے گانے کی ہمت نہ رکھتا ہو۔

بلاشبہ اُن کی موجودہ زندگی کٹھن تھی اور اُن کی بہت سی آرزوئیں بار آور
نہیں ہو سکی تھیں لیکن انھیں اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ وہ دوسرے
جانوروں سے مختلف ہیں اور وہ اس وجہ سے بھوکے نہیں رہتے کہ انھیں ظالم انسان
کا پیٹ بھرنا ہے۔ وہ اگر زیادہ محنت بھی کرتے ہیں تو اپنے ہی واسطے کرتے ہیں۔

اُن میں سے کوئی بھی جانور دو ٹانگوں پر چلنے والا نہیں ہے۔ کوئی بھی دوسرے کو آقا کہکر نہیں پکارتا۔ سارے جانور برابر ہیں۔

ایک دن اوائل گرما میں اسکوئلر نے بھیڑوں کو اپنے پیچھے چلے آنے کا حکم دیا اور انھیں باڑے کے دوسرے سرے پر واقع بنجر زمین کے قطعہ تک لے گیا جہاں بکثرت جنگلی پودے اُگ رہے تھے۔ بھیڑوں نے وہ پورا دن اسکوئلر کی نگرانی میں پودوں کی پتیاں چرنے میں گذارا۔ شام کو وہ خود باڑے کے مکان میں واپس آگیا لیکن چونکہ موسمِ گرما تھا اس لئے اُس نے بھیڑوں کو وہیں ٹھہرنے کی ہدایت کی۔ وہ پورے ایک ہفتہ تک وہیں رہیں۔ اس عرصہ میں کسی دوسرے جانور نے اُن کی جھلک تک نہیں دیکھی۔ البتہ اسکوئلر دن کا بیشتر حصہ اُن کے پاس گذارتا۔ اُس نے بتایا کہ وہ انھیں ایک نیا گیت سکھا رہا ہے جس کی مشق کے لئے تنہائی کی ضرورت ہے۔

بھیڑوں کی واپسی کے بعد، ایک خوشگوار شام کو جب جانور اپنا دن بھر کا کام ختم کرکے باڑے کی طرف واپس آرہے تھے، انھوں نے احاطہ کی طرف سے ایک خوفزدہ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ سارے جانور حیرت سے جہاں تھے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ یہ کلوور کی آواز تھی وہ پھر ہنہنائی اور سارے جانور چھلانگیں مارتے ہوئے احاطہ میں آگئے۔ اس موقع پر انھوں نے خود بھی وہی منظر دیکھا جو کلوور نے دیکھا تھا۔

ایک سور اپنی پچھلی ٹانگوں پر چل رہا تھا جو اسکوئلر تھا۔ وہ ذرا بھونڈے پن سے چل رہا تھا کیونکہ اپنے بھاری بھرکم جسم کے وزن کو اس طرح اُٹھا کر چلنے کا عادی نہیں تھا لیکن باوجود وہ بڑے توازن سے احاطہ کو پار کرتا ہوا نظر آیا۔ اس کے تھوڑی ہی

دیر بعد باڑے کے مکان سے سوروں کی ایک لمبی قطار برآمد ہوئی وہ سب کے سب اپنی پچھلی ٹانگوں پر چل رہے تھے۔ اُن میں سے کچھ تو دوسروں کی نسبت زیادہ سلیقے سے چل رہے تھے لیکن دو ایک ایسے بھی تھے جو گھبرائے ہوئے نظر آتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لکڑی کے سہارے چلنا زیادہ پسند کریں گے مگر اُن سب کے سب نے کامیابی کے ساتھ احاطہ کا چکر لگایا۔ بالآخر کتوں کے بھونکنے کی تیز تیز آوازیں سنائی دیں، سیاہ مرغ نے اپنی باریک اور تیز آواز بلند کی۔ اور نپولین بڑے شاہانہ انداز سے برآمد ہوا وہ بالکل سیدھا تنا ہوا پُرتمکنت نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ کتے اُن کی معیت میں چھلانگیں مارتے چل رہے تھے اور نپولین کے پاؤں میں کوڑا دبا ہوا تھا۔

چاروں طرف ایک ہولناک سناٹا چھا گیا۔ حیرت زدہ اور ڈرے ہوئے جانور ایک دوسرے سے بھڑ کر کھڑے ہو گئے اور سوروں کی قطار کو لمبے احاطہ کا چکر لگاتے دیکھتے رہے۔ اس وقت انھیں ایسا محسوس ہوا جیسے دُنیا اُلٹ گئی ہو۔ جب رنج و غم کی کیفیت ذرا مدھم ہوئی۔ جانور کتوں کے خوف۔ برسوں کی پڑی ہوئی شکایات اور نکتہ چینی نہ کرنے کی عادت کے باوجود، احتجاج کی آواز بلند کرنا ہی چاہتے تھے کہ بھیڑوں کو جیسے کوئی اشارہ مل گیا وہ زبردست زور و شور سے ایک دم ممیانے لگیں۔

"چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بہتر، چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بہتر، چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بہتر، چار ٹانگیں اچھی، دو ٹانگیں بہتر۔" وہ بغیر رُکے مسلسل پانچ منٹ تک اس کی رٹ لگائے رہیں۔ جب بھیڑوں نے چلّانا بند کیا تو

احتجاج کا موقع نکل چکا تھا کیونکہ سارے سور باڑے کے مکان میں واپس جا چکے تھے۔

اب بجمن نے اپنے شانہ پر کسی کی تھوتھنی کی رگڑ کا دباؤ محسوس کیا تو مڑ کر دیکھا۔ یہ کلوور تھی۔ اُس کی بوڑھی آنکھیں پہلے سے کہیں زیادہ دُھندلی نظر آئیں۔ ایک لفظ کہے بغیر وہ اُس کی ایال کو آہستہ سے جھٹکے دیتی ہوئی بڑے کھلیان کے آخری سرے تک کھینچ لے گئی جہاں ساتوں فرمان لکھے ہوئے تھے۔ دو تین لمحوں تک وہ کولتارے سیاہ دیوار کو جس پر سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا گھورتے تکتے رہے۔ آخر وہ بولی:

"میری تو نظر جواب دے گئی ہے جب میں جوان تھی تب بھی ذرا مشکل ہی سے پڑھ پاتی تھی لیکن مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ دیوار بدل گئی ہو۔ بجمن کیا ساتوں فرمان جو پہلے تھے اب بھی وہی ہیں؟"

بجمن پہلی بار اپنا اصول توڑنے پر راضی ہوا اور اُس نے دیوار پر لکھا ہوا فرمان پڑھ کر سنایا۔ وہاں اب ایک فرمان کے سوا کچھ بھی نہیں تھا جس میں لکھا تھا "سب جانور برابر ہیں لیکن کچھ جانور دوسرے جانوروں کی بہ نسبت زیادہ برابر ہیں۔"

پھر تو اس پر بھی کسی کو ذرہ برابر تعجب نہیں ہوا جب باڑے کے کام کی نگرانی کرنے والے سوروں نے اپنے ہاتھوں میں کوڑے سنبھال لئے۔ یہ معلوم ہو کر بھی کسی کو استعجاب نہ ہوا کہ سوروں نے اپنے لئے ایک وائرلیس سیٹ خرید لیا ہے وہ ٹیلی فون لگوانے کا انتظام کر رہے ہیں اور "جان بل"، "ٹِٹ بٹ" اور "ڈیلی مرر" کے خریدار بن گئے ہیں۔ نپولین کو اپنے منہ میں پائپ دبائے باڑہ کے باغیچہ میں گھومتے دیکھ کر بھی جانور حیران نہیں ہوئے اور تو اور جب سوروں نے کمرے کی الماریوں سے مسز جونز کے کپڑے نکال کر پہننا شروع کر دیئے تو بھی وہ قطعاً متعجب

ہوئے۔ اِس کے بعد خود نپولین نے سیاہ کوٹ، برجس اور چمڑے کے موزے
ن کر باہر آنا شروع کر دیا۔ اب اُس کی منظورِ نظر اور محبوب سورنی ریشم کے اِس
ں میں نظر آتی جو مسز جونز صرف اتوار کو پہنا کرتی تھی۔

ایک ہفتہ بعد، سہ پہر کے وقت کئی ٹم ٹم گاڑیاں باڑے میں آئیں۔ پڑوس
کسانوں کا ایک وفد باڑے کے معائنہ کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ انھیں سارا
ڑہ دکھایا گیا۔ انھوں نے ہر چیز کی بے حد تعریف کی اور "پون چکی" کو خاص طور
سراہا۔ جانور شلجموں کے کھیتوں کی نرائی کر رہے تھے وہ اسی طرح انہاک سے
کرتے رہے۔ سر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت تک نہ کر سکے کیونکہ اُن کی سمجھ میں نہ
تھا کہ سوروں سے زیادہ ڈرنا چاہیئے یا مہمان انسانوں سے۔

اُس شام باڑے کے مکان سے زور زور سے قہقہے لگانے اور گانے
نے کی آوازیں آئیں۔ اچانک ملی جلی آوازیں سُن کر جانوروں میں ایک قسم کا
ب انگیز تجسس پیدا ہوا۔ آج جبکہ انسان اور جانور پہلی بار برابر کی سطح پر مل
ے ہیں تو اندر کیا ہو رہا ہے؟ وہ سب کے سب ممکن خاموشی کے ساتھ باڑے
باغیچے کی طرف چلے۔ دروازہ پر انھوں نے تھوڑا سا توقف کیا اور اندر جاتے
ے خوفزدہ سے ہوئے مگر آخر کلوور کے ساتھ اندر چلے گئے۔ دبے قدموں مکان
پہنچے اور بلند قامت جانور کھانے کے کمرے کی کھڑکیوں سے اندر
نکنے لگے۔ ایک لمبی سی گول میز کے چاروں طرف آدھے درجن کسان اور آدھے
ن ممتاز سور بیٹھے ہوئے تھے۔ نپولین میز کے بیچوں بیچ باعزت جگہ پر جلوہ افروز
اور معلوم ہوتا تھا کہ سارے سور اپنی کرسیوں پر نہایت آرام سے تشریف

فرما ہیں۔ وہ سب کے سب تاش کھیلنے میں مصروف تھے پھر کچھ دیر کے لئے توقف
کیا گیا تھا تاکہ وہ جامِ سلامتی پی سکیں۔ ایک بڑا سا جگ گردش میں تھا اور
گلاس بیئر سے بھرے جا رہے تھے۔ کسی نے کھڑکی سے اندر جھانکتے ہوئے جانوروں
کے حیرت زدہ چہروں کو نہیں دیکھا۔

اب دشتِ روباہ کے مالک مسٹر پلنگٹن جامِ شراب ہاتھ میں لئے اُٹھ
کھڑے ہوئے۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ اہلِ مجلس سے جامِ سلامتی نوش کرنے کی گزارش
کرنے والے ہیں لیکن اس سے پہلے چند الفاظ کا کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ جنکا کہنا وہ
اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ پھر اُنھوں نے کہنا شروع کیا۔

"میرے اور دوسرے حاضرینِ محفل کے لئے یہ بات قابلِ اطمینان ہے کہ
بے اعتمادی اور غلط فہمی کا ایک طویل دور اب ختم ہو چکا ہے۔ ایک زمانہ میں جانورستان
کے قابلِ احترام مالکان، کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ غلط فہمی کے باعث اپنے
انسانی ہمسایوں کو دوست نہیں سمجھتے تھے اس لئے ناخوشگوار واقعات ظہور میں آئے
اور بے بنیاد خیالات عام ہوئے۔ یہ محسوس کیا جاتا تھا کہ ایک ایسے باڑے کا وجود
جو سوروں کی ملکیت ہو اور جسے وہ خود ہی چلاتے بھی ہوں، ایک غیر معمولی بات تھی۔
پڑوس کے باڑوں پر اُس کے مضر اثرات پڑنے کے بھی اندیشے تھے۔ بہت سے کسانوں
نے حقائق معلوم کئے بغیر یہ فرض کر لیا تھا کہ اِس قسم کے باڑے میں انتشار اور بدنظمی
کی فضا پیدا ہو گی۔ وہ نہ صرف اپنے جانوروں بلکہ ملازم انسانوں پر بھی پڑنے
والے مضر اثرات کے اندیشے سے خوفزدہ تھے۔

لیکن اب اس قسم کے تمام شبہات دور ہو چکے ہیں۔ آج وہ اپنے دوستوں

سمیت جانورستان میں آئے اور اُنھوں نے اس کے چپہ چپہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔
آپ کو معلوم ہے اُنھوں نے کیا دیکھا؟ نہ صرف جدید ترین طریقوں کا استعمال
بلکہ ایسا نظم و نسق اور ایسی باضابطگی جو ہر جگہ کے باڑوں کے کسانوں کے لئے
مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جانورستان میں نچلے درجے کے جانور ملک
کے دوسرے جانوروں کی نسبت زیادہ کام کرتے ہیں اور کم خوراک پاتے ہیں واقعتاً
اُنھوں نے اور اُن کے ساتھی مہمانوں نے بہت سی ایسی خاص باتوں کا مشاہدہ کیا
ہے جنہیں وہ فوراً اپنے اپنے باڑوں میں رائج کریں گے۔

اُنھوں نے کہا کہ وہ آخر میں ایک بار پھر اپنی طرف سے دوستی کا یقین
دلاتے ہیں، دوستی کے یہ تعلقات جانورستان اور پڑوسیوں کے درمیان قائم رہنے
چاہئیں۔ سوروں اور انسانوں کے درمیان نہ تو مفادات کا کوئی تصادم ہے اور نہ
کبھی ہونا چاہیئے۔ اُن کی مشکلیں اور مسائل ایک سے ہیں۔ کیا مزدوروں کا مسئلہ
ہر جگہ یکساں نہیں ہے؟

مسٹر پلنگٹن دورانِ تقریر اہلِ مجلس کے روبرو کوئی زوردار فقرہ کہنا
چاہتے تھے لیکن ایک لمحہ کے لئے ایسا محسوس ہوا کہ وہ اُس سے اس قدر محظوظ ہوئے
ہیں کہ اُس کی ادائی اُن کے واسطے دشوار ہو گئی ہے۔ ان کے کئی بار جذبات
کو دبانے کی کوشش کے نتیجہ میں اُن کا چہرہ سُرخ پڑ گیا، بالآخر انھوں نے کسی نہ
کسی طرح فقرہ ادا کر دیا اور کہا۔ "اگر آپ کو نچلی ذات کے جانوروں سے نپٹنا
ہے تو ہمیں نچلے طبقے ہے"۔

اس فقرہ پر پوری میز قہقہوں سے گونجنے لگی۔ مسٹر پلنگٹن نے، جانوروں

کو کم خوراک دینے، زیادہ دیر تک کام لینے اور عام طور پر جانوروں کا بے جا لاڈ نہ کئے جانے پر جسکا انھوں نے جانورستان میں مشاہدہ کیا تھا، ایکبار پھر سوروں کو مبارکباد دی۔

آخر میں انھوں نے کہا کہ وہ اہلِ محفل سے کھڑے ہونے اور اچھی طرح یہ دیکھ لینے کی درخواست کرتے ہیں کہ اُن کے جام لبریز ہیں یا نہیں؟

"حضرات!" مسٹر پلنگٹن نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا۔ "میں جانورستان کی خوشحالی کے نام پر جامِ سلامتی پینا تجویز کرتا ہوں۔"

اس پر زوردار تالیاں بجائی گئیں اور فرش پر زور زور سے پاؤں مارنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہ سب کچھ نپولین کے اس قدر حسبِ منشا ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میز کے چاروں طرف چکر لگا کر مسٹر پلنگٹن کے پاس آیا۔ اُن کے جام سے اپنا جام ٹکرایا اور اُس کو ایک سانس میں خالی کر گیا۔ جب تالیاں بجنا بند ہوئیں۔ تو نپولین نے جو ابھی تک کھڑا ہوا تھا کہا کہ وہ بھی چند جملے کہنا چاہتا ہے۔

نپولین کی دیگر تقریروں کی طرح یہ تقریر بھی مختصر مگر جامع تھی۔ اُس نے کہا، "غلط فہمی کا دور ختم ہونے پر وہ بھی بہت خوش ہے۔ کافی عرصہ تک یہ افواہیں پھیلائی جاتی رہیں کہ اُس کا اور اُس کے ساتھیوں کا اندازِ نظر دہشت پسندانہ اور انقلابی ہے۔ اُس کے پاس یہ سوچنے کی معقول وجوہ ہیں کہ یہ افواہیں کوئی کینہ پرور دشمن پھیلا رہا تھا۔ اُن پر یہ بھی الزام لگایا گیا کہ وہ ہمسایہ باڑوں کے جانوروں میں بغاوت پھیلانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اس سے زیادہ جھوٹی بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اب اور ماضی دونوں میں ہماری واحد خواہش یہ رہی ہے کہ اپنے ہمسایوں سے عام کاروباری تعلقات استوار کریں اور پُرامن طریقہ پر رہیں۔ یہ باڑہ جسکے

انتظامات کی سعادت مجھے حاصل ہے امدادِ باہمی کی بنیاد پر چل رہا ہے۔ متعلقہ کاغذات جو اُس کے قبضہ میں ہیں تمام سوروں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔" اُس نے کہا۔

"میرے خیال میں پرانے شکوک و شبہات ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن حال ہی میں باڑے کے معمولات میں کچھ تبدیلیاں عمل میں لائی گئی ہیں جن سے اعتماد کی بنیادیں مزید استوار ہونگی۔ اب تک باڑے کے جانور ایک دوسرے کو "ساتھی" کے لفظ سے خطاب کرنے کی احمقانہ رسم کے پابند تھے۔ اب اس رواج کو ختم کیا جاتا ہے۔ ایک اور عجیب رسم بھی رائج ہو گئی تھی جس کا سبب نامعلوم ہے کہ ہر اتوار کو تمام جانور باغیچہ میں ایک کھمبے پر لٹکی ہوئی سور کی کھوپڑی کے سامنے سے قطار باندھ کر گزرتے ہیں۔ اس رواج کو بھی ختم کیا جائیگا۔ کھوپڑی پہلے ہی سے دفن کی جا چکی ہے۔ ہمارے ہمسایہ مہمانوں نے ایک سبز پرچم لہراتے دیکھا ہوگا۔ اگر آپ نے اُسے دیکھا ہے تو اس بات کو ضرور محسوس کیا ہوگا کہ کھُر اور سینگ کے سفید نشان، جو اس پر پہلے بنے ہوئے تھے اب دور کر دیئے گئے ہیں۔ اور آج سے ایک سادہ ہرا پرچم بہار رہے گا۔

مجھے مسٹر پلنگٹن کی خوبصورت اور ہمدردانہ تقریر پر صرف ایک اعتراض ہے مسٹر پلنگٹن نے اپنی تقریر میں بار بار جانورستان کا "تذکرہ کیا ہے۔ انھیں چونکہ پہلے سے اس بات کا علم نہیں ہو سکتا تھا، میں آج پہلی بار اعلان کر رہا ہوں کہ "جانورستان" کا نام منسوخ کیا جاتا ہے۔ آئندہ سے اسے مینر فارم کے نام سے یاد کیا جائے گا جو اس کا اصلی اور صحیح نام ہے۔" نپولین نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا۔

"حضرات! میں ایک بار پھر آپ کے لئے جامِ سلامتی تجویز کرتا ہوں لیکن ذرا

مختلف اندازسے۔ اپنے گلاسوں کو لبریز کر لیجیے: "حضرات یہ ہے میرا جام سلامتی مینر فارم کی خوشحالی کے لیے!"

اس دفعہ بھی پہلے کی طرح زور زور سے تالیاں بجیں اور سارے جام تلچھٹ تک پی کر خالی کر دیئے گئے۔ جانور باہر کھڑے دریچے سے یہ منظر دیکھ رہے تھے انھیں محسوس ہوا کہ کوئی عجیب و غریب چیز رونما ہو رہی ہے۔ کوئی ایسی چیز جس نے سوروں کے چہرے بدل دیئے تھے۔ کلوور کی بوڑھی دھندلی آنکھیں ایک چہرے سے دوسرے چہرے پر جاکر ٹھہریں۔ بعض سوروں کی پانچ ٹھوڑیاں تھیں، بعض کے چار اور بعض کے تین۔ آخر وہ کون سی چیز تھی جو انھیں پگھلتی اور بدلتی محسوس ہو رہی تھی؟ داد و تحسین کا شور ختم ہوا تو انھوں نے پھر سے تاش سنبھال لیے، کھیل پھر شروع ہو گیا اور جانور خاموشی سے باہر کی طرف کھسک لیے۔

جانور ابھی بیس قدم بھی نہ گئے ہونگے کہ پھر رُک گئے۔ باڑے کے مکان سے زور و شور سے ہنگامہ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ وہ تیزی سے واپس دوڑے اور اندر جھانکنے لگے۔ وہاں بڑا زور دار جھگڑا ہو رہا تھا۔ چیخ پکار، میز پر مُکّے مارنے کی آواز شک و شبہ سے بھری نگاہیں اور اقرار و انکار کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، فساد کی جڑ یہ تھی کہ نپولین اور مسٹر پلنگٹن دونوں نے بیک وقت حکم کا اکا پھینکا تھا۔

بارہ آوازیں غصے سے چلا رہی تھیں اور وہ سب کی سب ایک سی تھیں اب یہ سوال ہی نہیں رہا تھا کہ سوروں کے چہروں کو کیا ہو گیا تھا؟ باہر کھڑے جانوروں نے سوروں سے انسان کی طرف اور انسان سے سوروں کی طرف پھر سوروں سے انسان کی طرف دیکھا لیکن اب ان میں امتیاز کرنا محال تھا!

بادی النظر میں یہ جانوروں کی ایک کہانی ہے جس میں پالتو جانوروں کے شعوری ارتقا اور استحصال کے خلاف بغاوت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک کسان کے باڑے میں ایک بوڑھے سؤر نے مجبور و مقہور جانوروں کی آزادی کا خواب دیکھا اور اس کو ایک نظام کی شکل میں جانوروں کے سامنے پیش کیا۔

اور پھر اتحاد، قربانی اور جہدِ مسلسل کے نتیجے میں استحصال کا خاتمہ ہو گیا اور جانوروں نے سؤروں کی قیادت میں، اپنے مالک کو نکال کر زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

یہاں تک تو بظاہر اس مخصوص سیاسی و معاشی نظریے کا پرچار ہے جو مظلوموں کو ظالموں کے خلاف متحد ہو کر صف آرا ہونے پر اکساتا ہے۔ بلا شبہ اگر کسی خطۂ ارض کے انسانوں سے جانوروں کا سا سلوک کیا جائے تو جبر و استحصال کی آہنی زنجیریں توڑنے کے لیے یہ تمثیل ایک مشعلِ ہدایت ہے۔

لیکن تمثیل کے آخری حصے میں، جب سؤر انسان کی جگہ لے لیتے ہیں تو "پرولتاری آمریت" کے نام پر جبر و تشدد کا وہ ڈراما شروع ہوتا ہے کہ انسانیت تو انسانیت خود بہیمیت بھی چیخ اٹھتی ہے اس موقع پر جانور انسان کے دور کو یاد کرتے ہیں ـــــ مگر ماضی کبھی پلٹ کر نہیں آتا۔

اس ناول کے مصنف جارج اورویل کا اصل نام ایرک بلیر تھا۔ وہ ۱۹۰۲ء میں ہندوستان میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۲ء سے اپنی وفات (۱۹۵۰ء) تک رنگون، پیرس اور لندن میں مختلف مناصب پر فائز رہا۔ اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں مگر اُسے بین الاقوامی شہرت "اینمل فارم" کی بدولت حاصل ہوئی جس کا ترجمہ "چوپایوں کی حکومت" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔